U 863.

Title - MASAIL SHARIYAT.

Creator - Mohd. Munafaat Ali.

Publisher - Matba Hashmi (Meerut).

Date - 1894.

Pages - 120.

Subject - Islam - Masail ; Islam - Fiqa

مسائل شریعت

حصہ دوم

جسمین رواجی مسائل مفتی بہا مسلمہ گورنمنٹ

یعنی نکاح طلاق شفعہ وصیت وقف وغیرہ ایسی ہی شرح و بسط کے

ساتھہ لکھے گئے ہین جیسے مسائل وراثت حصہ اول مسمی بہ فرائض اردو

مین نہایت تشریح و تمثیل سے لکھے گئے۔

جسکو

جناب مولوی محمد منفعت علی صاحب نے

واسطے رفاہ عام علی الخصوص وکلاء عدالت دیوانی و امیدواران

امتحان وکالت و جاگیرداران و رؤسائے اہل اسلام کے تصنیف کیا

مطبع ہاشمی میرٹھ مین مولوی محمد سراج کی اہتمام سے طبع ہوا



فہرست مضامین مسائل [illegible]

صفحہ	مضمون
۲	تشریح [illegible] دربارہ صداق
۲	تشریح [illegible] معنی ایجاب و قبول
۳	فرق تکمیل معاہدہ و نفاذ معاہدہ
۴	مسئلہ۱۲ - [illegible] اور [illegible] مین فرق
۵	مسئلہ - [illegible] اور [illegible] مین فرق
۶	مسئلہ - کن چیزون سے معاہدہ مین فساد آتا ہے
۶	بیع کا بیان
۶	تشریح مسئلہ - اباحت اور تملیک مین فرق
۷	نکاح کا بیان
۸	ایجاب و قبول کا بیان
۸	مسئلہ۱۶ - بچون کے نکاح مین ترمیم
۹	حلت و حرمت کا بیان
۱۰	مسئلہ۲۴ - قاعدہ کلیہ حلت و حرمت
۱۱	تشریح دوم دلیل قاعدہ مذکورہ
۱۲	مسئلہ۲۵ - بوسہ وغیرہ کا حکم
۱۳	تشریح مسئلہ۲۵ -
۱۴	مسئلہ۲۶ - کن عورتون کو نکاح مین جمع کرنا جائز نہین
〃	مسئلہ۲۷ - دودھ سے بھی حرمت ثابت ہوتی ہے
۱۵	تشریح دوم و سوم دربارۂ حرمت دودھ
۱۶	مسئلہ۲۹ - حرہ کے سامنے باندی سے نکاح حرام ہے
۱۷	مسئلہ۳۱ - عورت کو اپنے غلام سے نکاح حرام ہے
〃	مسئلہ۳۲ - مطلقہ مغلظہ کا شوہر اول سے کس طرح نکاح ہو سکتا ہے
〃	تشریح مسئلہ۳۳ - دربارہ الفاظ طلاق بروقت غضب

صفحہ	مضمون
۱۸	مسئلہ۳۳ کون سی عورات کافرہ سے نکاح حلال ہے
۱۹	ولایت کا بیان
〃	تشریح مسئلہ۳۴ - ولی اور وصی مین فرق
۲۰	مسئلہ۳۵ - مان کو بمقابلہ عصبہ ولایت نکاح نہین
〃	تشریح مسئلہ۳۵ - دربارہ نکاح عوام کی غلط فہمی
〃	مسئلہ۳۸ بچون کو کونسے ولی کا نکاح سے اختیار فسخ ہے
۲۱	کفو اور غیر کفو کا بیان
〃	کفاءت نسب کا بیان
۲۲	تشریح مسئلہ۴۳ حسب اور نسب مین فرق
〃	کفاءت اسلام کا بیان
۲۳	کفاءت مال کا بیان
۲۴	مسئلہ۴۸ - پیشہ کی کفاءت کے بیان مین
〃	گواہون کا بیان
۲۵	مسئلہ۵۰ کون شخص نکاح کا گواہ ہو سکتا ہے
〃	مسئلہ۵۱ - نکاح کا گواہ کس کو کہتے ہین اور عوام کی غلط فہمی کا اظہار
۲۶	مہر کا بیان
〃	مسئلہ۵۳ - کم سے کم مہر کتنا ہے
〃	تشریح مسئلہ۵۴ - کمون کے مہر مین کیا نکتہ ہے
۲۸	تشریح مسئلہ۵۸ دربیان مہر معجل و مؤجل
〃	مسئلہ۵۹ - مقدار مہر کن چیزون سے ہوتا ہے
〃	مسئلہ۶۰ مہر مین زیادتی کمی جائز ہے
۲۹	تشریح مسئلہ۶۱ - [illegible] صورت انتقال جائداد بنام [illegible] ہو سکے

صفحہ	مضمون
۳۰	مسئلہ ۶۱ - اگر بلا ذکر مہر یا بشرط عدم مہر نکاح ہو
〃	تشریح مسئلہ ۶۱ - در بیان مہر مثل -
۳۱	مسئلہ ۶۲ - اگر اختلاف مہر کی تعیین میں ہو تو حاکم کس طرح فیصلہ کرے -
۳۲	مسئلہ ۶۵ - عورت کو اختیار ہے کہ مہر بخشدے
〃	مسئلہ ۶۶ - اگر زوجین میں کسی خاص شی میں اختلاف ہو کہ بطور ہدیہ دی ہیں یا مہر میں -
۳۳	مسئلہ ۶۷ - عورت کا شوہر کی جائداد پر کبھی قبضہ بر تمنا ہوتا ہے اور کبھی مالکانہ -
〃	**نفقہ کا بیان**
〃	مسئلہ ۶۹ - درصورت عدم ادائگی مہر نکاح منسوخ نہیں ہو سکتا
〃	مسئلہ ۷۰ کب سے نفقہ بذمہ شوہر واجب ہوتا ہے
〃	مسئلہ ۷۱ - گزشتہ نفقہ کا مطالبہ زوجہ نہیں کر سکتی ہے
۳۴	مسئلہ ۷۶ - مصالحت کا نفقہ منسوخ ہو سکتا ہے
۳۵	**طلاق کا بیان**
۳۶	مسئلہ ۸۸ - الفاظ صریح اور کنایہ کی تعریف -
۳۷	مسئلہ ۸۹ - صریحی طلاق کا حکم
〃	مسئلہ ۹۰ - کس وقت میں طلاق لغو ہے -
۳۸	مسئلہ ۹۱ - طلاق میں عورت کی حضوری ضرور نہیں
〃	مسئلہ ۹۳ - بذریعہ خط بھی طلاق ہو سکتی ہے -
〃	مسئلہ ۹۴ - تین طلاق کا حکم -
۳۹	مسئلہ ۹۵ - رجعی طلاق کا حکم
〃	مسئلہ ۹۶ - لفظ کنایہ کی طلاق
۴۰	مسئلہ ۹۹ - گونگا بھی طلاق دے سکتا ہے
〃	مسئلہ ۱۰۰ - شوہر طلاق دوسرے کو سپرد کر سکتا ہے -

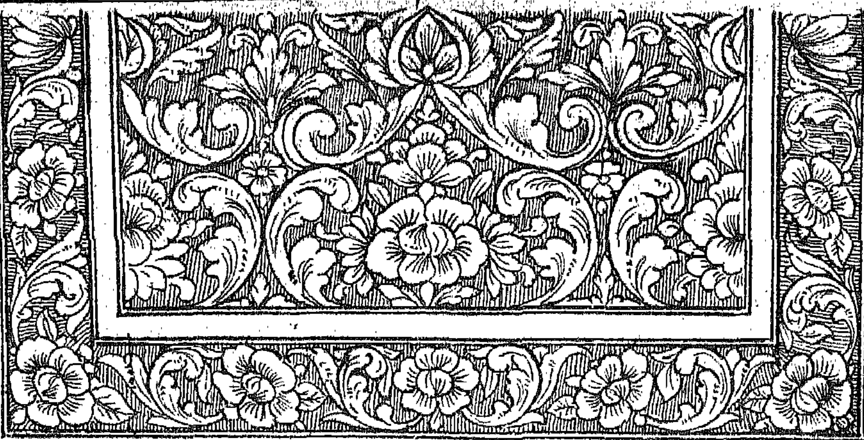
صفحہ	مضمون
	مسئلہ ۱۰۳ - ایسا حیلہ کہ عورت جب چاہے طلاق دے لے
۴۲	مسئلہ ۱۰۶ - عورت کو بیٹی بہن کہنے سے طلاق نہیں ہوتی ہے
۴۳	مسئلہ ۱۰۷ لفظ اور طلاقن کا حکم
〃	**تعلیق طلاق کا بیان**
۴۵	**طلاق المریض کا بیان**
۴۶	مسئلہ ۱۱۸ - قاعدہ کلیہ وراثت عورت اور عدم وراثت [illegible]
۴۷	تنبیہ دربارہ سوال صورت -
〃	**رجعت کا بیان**
۴۸	مسئلہ ۱۲۵ - کن امور سے رجعت ہو سکتی ہے
〃	مسئلہ ۱۲۶ - رجعت قابل ترک نہیں -
۴۹	مسئلہ ۱۲۸ و مسئلہ ۱۲۹ - بیان اختلاف رجعت
〃	مسئلہ ۱۳۰ صریحی اور کنایہ رجعت میں
〃	مسئلہ ۱۳۱ - غائبانہ شوہر رجعت کرے -
۵۱	**ایلا کا بیان**
〃	کس طرح ایلا منعقد ہوتا ہے
〃	مسئلہ ۱۴۳ - ایلا کا حکم
۵۲	مسئلہ ۱۴۶ ایلا سے کس طرح رجوع ہوتا ہے
〃	**خلع کا بیان**
〃	مسئلہ ۱۴۹ - طلاق بعوض مال اور خلع میں فرق
۵۴	مسئلہ ۱۵۶ - ولی کا خلع کرانا -
۵۵	**ظہار کا بیان**
۵۶	مسئلہ ۱۶۰ ظہار کا حکم
〃	مسئلہ ۱۶۲ - ظہار موقت بھی صحیح ہے
۵۷	**لعان کا بیان**
〃	مسئلہ ۱۶۶ - کن میں لعان ہوتا ہے

صفحہ	مضمون
۵۸	مسئلہ ۱۷۶ انکار حمل لعان نہین
ایضاً	عنین کا بیان
۵۹	مسئلہ ۱۷۷ بعد ثبوت حاکم کیا حکم کرے۔
۶۰	تشریح مسئلہ ۱۷۸ میعاد سال شمسی ہے
ایضاً	مسئلہ ۱۷۹ اگر اختلاف درمیان زوجین ہو۔
۶۱	عدت کا بیان
۶۱	مسئلہ ۱۸۰ عدت کتنے قسم کی ہے
۶۲	مسئلہ ۱۸۱ عدت کی میعاد کب سے شروع ہوگی
ایضاً	مسئلہ ۱۸۴ عدت مین صحبت کیجاتے
۶۳	مسئلہ ۱۸۵ اگر اختلاف گذرنے عدت مین ہو
ایضاً	سوگ کا بیان
۶۴	ثبوت نسب کا بیان
۶۶	حضانت کا بیان
۶۷	شفعہ کا بیان
ایضاً	مسئلہ ۲۰۴ شفعہ کس شے مین ہوتا ہے
۶۸	مسئلہ ۲۰۵ بنای دعوی شفعہ کب پیدا ہوتی ہے
ایضاً	مسئلہ ۲۰۶ جوابدہی شفعہ و مشتری کا بری ہونا لغو ہے
ایضاً	تشریح مسئلہ ۲۰۷ ذکر شفعہ بر بنای واجب العرض
۶۹	متعلق تشریح مسئلہ ۲۰۸ دوران نالش مین شفیع کے مرنے سے شفعہ ساقط ہی اور دوران اپیل مین نہین۔
۷۰	مسئلہ ۲۰۸ شفعہ کا ہر بیع پر بنا وجود ہوتا ہے
ایضاً	مسئلہ ۲۰۹ تجزیہ دعوی شفعہ مین ناجائز ہے
ایضاً	مسئلہ ۲۱۱ شفیع خلیط کی تعریف
۷۱	تشریح معنی خلیط
ایضاً	مسئلہ ۲۱۲ دعوی شفعہ مین حصون کا اعتبار نہین ہے
ایضاً	متعلق تشریح مسئلہ ۲۱۲ برابر کے شفیع ایک شفیع مشتری سے رسدی لے سکتی ہے

صفحہ	مضمون
۷۲	مسئلہ ۲۱۳ طلب مواثبت اور اشہاد کی تعریف اور کبھی دونون ایک لفظ سے بھی ادا ہو سکتی ہین
۷۳	مسئلہ ۲۱۴ نالش شفعہ مین کیا کیا امر ثابت کرنی چاہیئے
۷۴	تشریح مسئلہ ۲۱۵ درمیان نکتہ طلب خصومت
ایضاً	مسئلہ ۲۱۶ کن چیزون مین شفیع مشتری کا قائمقام ہوگا
ایضاً	مسئلہ ۲۱۷ ذکر خلیط فی حق المبیع
۷۵	مسئلہ ۲۱۸ ذکر جار ملاصق
ایضاً	مسئلہ ۲۲۰ سب شفیعونکو طلب مواثبت اور اشہاد فوراً چاہئے۔
ایضاً	مسئلہ ۲۲۱ کونسی جہالت شفعہ مین مضر ہے۔
۷۶	مسئلہ ۲۲۲ شفیع کا تسلیم قبل تمام بیع معتبر نہین ہے
ایضاً	مسئلہ ۲۲۳ وکیل مشتری کا شفعہ باطل نہین
۷۷	مسئلہ ۲۲۴ قبل حکم بالشفعہ کو فروخت سے شفعہ باطل ہوتا ہے
ایضاً	مسئلہ ۲۲۵ حکم شفیع نابالغ
۷۸	تشریح مسئلہ ۲۲۸ درمیان اختلاف ہبہ قانون غصب و گورنمنٹ
۷۹	مسئلہ ۲۲۹ شفیع کو لازم ہے کہ ثمن دلوے نہ کہ قیمت
ایضاً	مسئلہ ۲۳۰ اگر مشتری کے یہان حیثیت متنازعہ فیہ بڑھگئی ہو
۸۰	مسئلہ ۲۳۳ جنگل کی اراضی مین چارون قسم کا شفعہ ہو سکتا ہے
۸۱	مسئلہ ۲۳۵ زمین کے بدلے بیع ہونے سے دونون مین شفعہ ہوگا۔
ایضاً	مسئلہ ۲۳۶ بعض صورت مصالحت مین بھی شفعہ ہوتا ہے
۸۲	حیلہ سقوط شفعہ کا بیان
۸۳	غصب کا بیان
۸۴	تشریح مسئلہ ۲۴۴ درمیان فرق غصب و سرقہ
۸۹	ہبہ کا بیان

صفحہ	مضمون
۹۰	ہبہ مشاع کا جائز نہیں ہے۔
۹۱	مسئلہ ۲۶۸۔ نابالغ کے لئے ہبہ کرنا۔
〃	مسئلہ ۲۷۰۔ ہبہ میں کب رجوع صحیح ہے؟
۹۲	مسئلہ ۲۷۱۔ ہبہ کے اقسام
〃	مسئلہ ۲۷۲۔ ہبہ بلا عوض کا حکم۔
۹۴	مسئلہ ۲۷۵۔ ہبہ کا رجوع کس طرح ہوتا ہے؟
〃	مسئلہ ۲۷۶۔ شروط فاسدہ سے ہبہ فاسد نہیں ہوتا
〃	مسئلہ ۲۷۷۔ صدقہ اور ہبہ میں فرق۔
〃	**عاریت کا بیان**
۹۷	مسئلہ ۲۹۴۔ زوجہ کا شوہر مُردہ کی جائداد پر قبضہ مستند ہونا عُرف سے معلوم ہوتا ہے۔
۹۸	**وصیت کا بیان**
〃	تشریح دوم متعلق مسئلہ ۲۹۵ بحث مرض الموت۔
۱۰۲	مسئلہ ۲۹۶۔ معاملہ وصیت کس وقت تمام ہوتا ہے؟
۱۰۲	مسئلہ ۲۹۸۔ معاملہ وصیت کا کیا اثر ہے؟
۱۰۳	تشریح مسئلہ ۲۹۹ دربیان عدم جواز وصیت وارث اگر وارث اور غیر وارث کو وصیت کیجاوے تو غیر وارث کو رسد ہی ملیگا۔
۱۰۵	مسئلہ ۳۰۰۔ رضامندی ورثا کس طرح ہوتی ہے؟
〃	مسئلہ ۳۰۱۔ وصیت میں رجوع صحیح ہے۔
۱۰۶	مسئلہ ۳۰۲۔ وصیت صوم و صلوٰۃ کا حکم۔
〃	مسئلہ ۳۰۴۔ وصیت حمل کے لئے جائز ہے اور نیز وصیت میں تصریح جائداد ضروری نہیں مثل حصہ وارث کے بھی وصیت صحیح ہے۔
۱۰۷	**وقف کا بیان**
〃	مسئلہ ۳۰۵۔ تعریف وقف اور اختلاف مذاہب درمیان وقف
۱۰۸	مسئلہ ۳۰۶۔ معاملہ وقف کس وقت تمام ہوتا ہے؟

صفحہ	مضمون
۱۰۸	مسئلہ ۳۰۸۔ متولی وقف خود واقف بھی ہو سکتا ہے
۱۰۹	مسئلہ ۳۱۰۔ متولی خواہ واقف ہی ہو بشرط خیانت معزول ہو سکتا ہے۔
〃	مسئلہ ۳۱۲۔ شئے موقوفہ رہن یا بیع کی قابل نہیں ہے
〃	مسئلہ ۳۱۳۔ مشاع کا وقف صحیح ہے۔
۱۱۰	مسئلہ ۳۱۴۔ شئے موقوفہ کی تقسیم مستحقین وقف کو جائز نہیں۔
〃	مسئلہ ۳۱۵۔ متولی شئے موقوفہ کو رہن نہیں کر سکتا اگرچہ اوسی کے لئے قرض ہووے۔
〃	مسئلہ ۳۱۶۔ مسجد کو توڑ کر بنانا کسکا حق ہے؟
〃	مسئلہ ۳۱۸۔ اوپر نیچے مسجد کے مکان بنانا درست نہیں ہے۔
۱۱۱	مسئلہ ۳۱۹۔ وقف کی آمدنی سے بطور حساب فہمی کون لے سکتا ہے اور کون نہیں لے سکتا؟
〃	مسئلہ ۳۲۰۔ وقف ابدی ہوتا ہے۔
〃	مسئلہ ۳۲۱۔ وقف کی آمدنی اول مرمت میں صرف ہو
〃	ایک وقف کی آمدنی دوسرے وقف میں لگانے کا حکم۔
۱۱۲	مسئلہ ۳۲۳۔ کون سے وقف سے امیر و غریب نفع اوٹھاوے
〃	مسئلہ ۳۲۶۔ کونسا وقف قابل بدلنے کے ہے۔
۱۱۳	تشریح متعلق مسئلہ ۳۲۷۔ احکام مسجد اور تعریف مسجد محلہ اور حکم جماعات اور کون مسجد سے خارج ہو سکتا ہے اور کون نہیں؟
۱۱۹	مسئلہ ۳۲۸۔ وقف قابل وراثت نہیں ہے۔
〃	مسئلہ ۳۲۹۔ نئی شکل حفظ جائداد
۱۲۰	مسائل متفرقہ۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد
ہیچکارہ نالایق ابجد خوان دبستان نادانی سراپا منقصت منفعت عرض پرداز ہے کہ چھوٹی سی لیکر بڑی تک سب اسبات کو
جانتی ہین کہ آدمی اشرف المخلوقات ہی اور خدا نی تمام چیزین اوسکی لئی بنائین اور اوسکو اپنی لئی بنایا جیسا کہ اصطبل اور دانہ
خوید وغیرہ تو گھوڑی کی لئی ہوتا ہی اور گھوڑا سواری کی لئی۔ اسکی دلیل کہ آدمی کیلیئے تمام چیزین بنائین روشن ہی کہ آدمی تمام
چیزون کا محتاج ہی اور یہ اشیا آدمی کی کسی طرح محتاج نہین اگر آدمی نہوتا تو زمین کا کیا نقصان ہوتا البتہ بدون زمین کے
آدمی کا نقصان ہے اسی طرح تمام چیزونکو سمجھہ لو۔ پس معلوم ہوا کہ آدمی جمیع جہات سی محتاج دوسری چیزونکا ہی اپھر اسکو تکبر اور خودی کا
خلاف عقل معلوم ہوتا ہی۔ خیر غرض یہہ ہے کہ خداوند کریم سو معاملہ انسان کا ہوگا اور یہ موجودات اسی کی لئی بنائی گئی۔ فرشتونکو
اور شے کی طرف احتیاج نہین وہ خدا کی یاد کو رزق سمجھتی ہین اور انسانکو ایسا معجون بنایا کہ اسمین اور چیزونکی بھی
حاجت ہی اور خالق کا بھی دھیان۔ اور چیزونکی حاجت کا نام دنیا اور اوسکی دھیان کا نام دین سمجھنا چاہئی۔ چونکہ انسان
مین دنیا اور دین دونون جمع ہین تو اوسکے لئی دو چیزین خداوند کریم نی عنایت فرمائین ایک تو ایسی اندھیری کوٹھری
کہ ہزار شمع جلا کر قیمتی خرد بینون سی دیکھین تو بھی وہان کی چیز ذرہ بھر معلوم نہو جسکو دل کہتی ہین یا وہ اپنی لئی تجویز کیا کہ
کارروائی دین کی مثلین اوسمین جمع رہین۔ دوسری ایسی روشن فضا کہ لاکھ ظلمات سی اوسکی اشیاء کو چھپا نہین سکتی جسکو
زبان کہتی ہین وہ دنیا کی لئی مرحمت فرمائی کہ سب کاروبار دنیاوی اس سی متعلق اور تمام معاملات اسی بات کی آواز پر موقوف ہین

اور جتنے معاہدے ہین سب اسی سے علاقہ رکھتے ہین مگر افسوس ہے کہ جھوٹ اور بدمعاملگی نے اس جوہر نفیس کو مثل گوز شتر بنا دیا اب اس زبان کا اعتبار نہین رہا جبتک تحریر بیچ مین نہ آوے اور بڑی بڑی حفاظت سے تحریر بین بھی کی جاتی ہے اور تسپر بھی اب تحریر چندان معتبر نہین رہی ہے۔ اگر آدمی راست معاملگی کو اب بھی کام مین لاوین بعد مرور ایام پھر وہی زمانہ آسکتا ہے کہ اس زبان کا بلا دستاویز اعتبار ہونے لگے اور کیون نہو اب بھی تو بعض بندگان خدا کی زبان کا اعتبار دستاویز سے زیادہ موثر ہے میری غرض اس تحریر سے یہ ہے کہ آجکل زمانہ مین زبان جو اصلی آلہ معاملات کا ہے ایسی بیکار ہوگئی کہ اس کو کوئی کچھہ نہین سمجھتا ہے اور دستاویز جو ثانی ایک حالہ کی ہے اوسکو عین معاملہ سمجھتے ہین۔ یہ ہم لوگون کی بے اعتباری کا نتیجہ ہے۔ جھوٹ کسی مذہب مین درست نہین مگر اب ایسا رائج ہوگیا کہ اسکی برائی کا تصور ذرا جی مین نہین گذرتا اجتناب کرنا تو درکنار بلکہ الٹا اسی کو دانشمندی اور ہنر سمجھتے ہین۔ جو لوگ بظاہر پاکیزہ صورت اور بھلے مانس معلوم ہوتے ہین اُنمین سے بھی خراب اندرون پائے جاتے ہین جو تین دفعہ در عدالت تک پہونچگیا جھوٹ بولتے ہین گویا سند حاصل کرلی۔ ہان نوآموزونکو بھی جھوٹ بولنے سے تو انکار نہین لیکن چونکہ مشاق نہین ہوتے ہین رعب عدالت وہ سبق بھلا دیتا ہے اور جو اصلی واقعہ ہے بلا اختیار ظاہر کردیتے ہین۔ اے بھائیو! میری اس کہانی کو سنو۔ جھوٹ کو چھوڑو۔ زبان کے قول پر پابند رہو۔ اس آواز کو گوز شتر نہ بناؤ۔ پھر دیکھو اس کا کیا پھل ملیگا۔ جاننا چاہیے کہ اگرچہ عبادات مین بہت سی کوتاہیان ہوگئین لیکن تاہم بطور نقل کچھہ کچھہ تو لوگ کرتے ہین مگر معاملات ایسے گم ہین کہ ان کا تو علم بھی نہین رہا عمل کرنیکا کیا ذکر ہے۔ اسلئے مین وہ معاملات لکھتا ہون جو عدالتون مین موافق شریعت غرہ کے ہوتے ہین اور لوگ ناواقفیت سے بہت جھوٹ بولتے ہین۔ اور مسائل روزمرہ کے برتاؤ کے لکھتا ہون۔

تمہید

مسئلہ ۱۔ جو دو شخص آپس مین معاملہ کرین اون کو متعاقدین کہتے ہین۔

مسئلہ ۲۔ اول متعاقد کے قول کا نام ایجاب ہے۔ مثلاً اول بائع کہے مین نے یہہ چیز اتنے کو بیچی۔ یا اول مشتری کہے مین نے یہہ چیز اتنے کو خریدی اور دوسرے متعاقد کے قول کا نام قبول ہے۔ مثلاً مشتری بائع کے جواب مین کہے کہ مین نے خریدی یا بائع مشتری کے جواب مین کہے کہ مین نے بیچی۔

تشریح

عام لوگ یہ سمجھ رہی ہین کہ بائع کے قول کا نام ایجاب ہے اور مشتری کے قول کا نام قبول یہ غلط ہی بلکہ اول جو بات
ہو وہ ایجاب ہے بلکہ آجکل بوجہ کثرت جہوٹ مشتری کا قول ہی ایجاب ہوتا ہی کیونکہ بائع قیمت زیادہ بڑہا کر فرضی قول
کہتا ہی اور مشتری گہٹا کر اوسکے سودا کرتا ہی آخر کو بائع مشتری کے قول پر اپنی رضا ظاہر کرتا ہی پس حقیقت معاملہ
کی یہ ہی کہ ایک متعاقد نے ایجاب کیا اور دوسرے نے قبول معاملہ تام ہوگیا لیکن شرط یہ ہی کہ ایجاب و قبول یک مجلس مین
ہون اگر مجلس دو ہو جاوینگے تو ایجاب باطل ہو جاویگا یعنی دو شخص کے کلام مین جوڑ ایک ہی مجلس مین لگتا ہے اور مجلس
سے مراد ایک جگہ نہین جیسا کہ اس لفظ سے ظاہر ہے بلکہ وہ حالت کہ جسمین متعاقد ایجاب سننے والا اوسوقت ہو اوسی حالت
مین قبول کرے یہانتک کہ اگر کسی نے ایجاب کسی معاملہ کا کیا اور سننے والا بیٹہا تہا وہ سنکر کسی اور عمل مین مثل لکہنے یا کسی کتاب
دیکہنے مین مشغول ہوگیا تب بہی ایجاب باطل ہوگیا اگرچہ مجلس ایک ہی ہی غرض یہ ہی کہ بقاء ایجاب کیلیے ضرور ہے کہ
متعاقد ثانی سنتے ہی اوسکی اپنی رغبت ظاہر کرے اور جگہہ بدلنی یا دوسرے عمل مین مشغول ہونا دلیل اسکی ہے کہ اول سنتے ہی متعاقد سامع
راضی نتہا پس ایجاب کنندہ اپنے اوس قول پر مجبور نکیا جاویگا۔ یہ تفصیل اس واسطے لکہی ہے کہ عوام یہ سمجہہ رہے ہین کہ تکمیل
معاہدہ کی نالش ہوسکتی ہے یہ غلط ہی تکمیل کے معنے ہین معاہدہ کے نقصان کو عدالت سے جبراً پورا کرانا اور عدالت کا یہ منصب نہین
کہ معدوم چیز کو موجود کرے یا اسواسطے جو معاہدہ ناقص ہے وہ معاہدہ نہین کیونکہ جب کسی شئے کا ایک جزو موجود نہو اوسکو اوسی شئے
نہین کہتی مثلاً کسی شخص نے یون کہا کہ مین اپنا گہوڑا پچاس روپیہ کو فروخت کرتا ہون ایک شخص یہ سنکر اپنے گہر گیا اور وہان
سے پچاس روپیہ لاکر اوسنے کہا کہ مین خریدتا ہون اور پہر وہ شخص بیع سے انکار کرے تو کیا عدالت مین جبراً تکمیل
کرا سکتا ہی ہرگز نہین کرا سکتا ہان اگر اوسی مجلس مین یہ کہدیا ہو کہ مین خریدتا ہون تو بیشک جبراً اوس سے لی سکتا ہے اسوجہ سے
کہ معاہدہ تمام ہوچکا تہا عدالت سے نفاذ معاہدہ کرانا چاہتا تہا خلاصہ یہ ہی کہ جو تکمیل معاہدہ کے نام سے نالش کرین جبتک
وہ یہ ثابت نکرین کہ اوسی مجلس مین مین نے قبول کرلیا تہا وہ نالش جائز نہین اور اسکا نام نفاذ معاہدہ ہے نہ کہ تکمیل معاہدہ
پس حقیقت معاہدہ کی ایجاب قبول ہوئی خواہ جس مین معاہدہ ہوا وہ شئی منقولہ ہو یا غیر منقولہ لیکن ہماری بدکاری کی بے اعتباری
اور دروغگوئی سے اشیاء منقولہ نہین کہ خود وہ معاہدہ کے گواہ ہوجاتی ہین اس معاہدہ کا اعتبار باقی رہا مثلاً آج یہان گہوڑا کہڑا کل کو
دوسری جگہہ کہڑا ہے یہ خود دلیل ہے کہ اسکا منتقل ہونا دلیل معاہدہ کی ہے اور چونکہ اشیاے غیر منقولہ دلیل خود معاہدہ کے
نہین ہوسکتی ہین لہذا اون معاہدہ کا کچہہ اعتبار نہین رہا افسوس ہزار افسوس ہے ہم لوگون کی بے اعتباری کا ثمرہ ہی جبتک

جبتک دستاویز نہو قابلِ اعتبار نہین ورنہ معاہدہ مین منقولہ اور غیر منقولہ برابر ہین اور وہ قول جو مشہور تہا کہ زبان سے بیٹہی بیٹہی جلدی ہو جاتے ہین منسوخ اور ایک گز زمین کا جدا ہونا بہی دشوار ہی پہلے زمانے مین آدمی سچے اپنی بات پر پکے تہے دستاویزات کی غیر منقولہ کے لئے بہی ضرورت نہین تہی جب جہوٹ اور بد معاملگی پہیلنے لگی کہین کہین دستاویزات ہونے لگین سرکار انگریزی کے وقت مین جو جہوٹ ایک عمدہ چیز ہو گئی بہت کچہہ انتظام ہوا کہین رجسٹری اور پہر شناخت اور باوجود اسقدر تکلفات ان دستاویزات کا اتنا اعتبار نہین ہی کہ جیسے کسی بہلے مانس کے قول کا اعتبار ہوتا تہا طرفہ یہ ہی کہ لوگ دستاویز کو عین معاہدہ سمجہنے لگے حالانکہ یہہ دلیل اور ثانی معاہدہ ہے۔

پہر ایجاب اور قبول مین جیسا کہ مجلس کا ایک ہونا شرط ہے اگر معاہدہ بوسیلہ تحریر کے ہو اور تحریر کا پہونچنا بمنزلہ ایجاب کے متصور ہی اُس تحریر کے دیکہتے ہی دوسرے متعاقد کو اختیار ہے چاہے قبول کرے یا نکرے اگر تحریر کے دیکہنے کے بعد فی الفور قبول نکیا ایجاب باطل ہو جاویگا۔

مسئلہ ۳ ۔ ثمن اوس عوض کو کہتے ہین جو متعاقدین آپس مین قرار دین اور قیمت اوسکو کہتے ہین جو بازارون مین کسی شے کے دام اُٹہتے ہون۔

تشریح

فرق ثمن اور قیمت مین یہ ہی کہ ثمن کبہی قیمت سے زیادہ ہو جاتا ہی اور کبہی کم مثلاً بازار مین ایک گہوڑا کی قیمت پچاس روپیہ ہو اور مشتری نے چالیس کو لیلیا تو ثمن قیمت سے کم ہوا اور اسکو ساٹہہ کو لیا تو ثمن قیمت سے زیادہ ہو گیا اور کبہی ثمن اور قیمت برابر بہی ہوتی ہین۔ خدا نے چاندی سونیکو محض ثمن کے لئے ہی بنایا ہے اگر ایک جانب چاندی سونا ہو اور دوسری جانب کوئی اور شے ہو تو بالیقین چاندی سونیکو ثمن کہین گے اور دوسری چیز کو مبیع اگر دونون جانب علاوہ چاندی سونے کے اور مال ہو تو ہر ایک کو ثمن اور مبیع کہہ سکتے ہین مثلاً ایک گہوڑا ایک بہینس کے بدلے خریدا جسکے پاس گہوڑا گیا وہ اوس کا مبیع ہے اور جسکے بہینس آئی وہ اوسکی مبیع ہے فائدہ ثمن اور قیمت کی تمیز کا یہ ہی کہ جب کوئی معاملہ بجمیع شرائط صحیح ہوتا ہے تو وہان ثمن لازم ہے اور جو کسی وجہ سے معاملہ مین فساد ہو اوّل تو وہ معاملہ قابل فسخ ہی اگر فسخ نہو تو وہان قیمت واجب ہوتی ہے نہ ثمن۔

نکاح ہماری نزدیک مثل بیع نہین ورنہ مہر بمنزلہ ثمن اور عضو مخصوص عورت مبیعہ متصور ہوتا اور مہر مثل بمنزلہ قیمت کیا جاتا

مسئلہ ۷ دَین وہ ہے کہ جو کسی خرید و فروخت یا معاملہ میں واجب ہوا ہو اور قرض وہ ہے کہ اوّل بلا معاملہ ایک شخص بطریق احسان کے دیوے اور جب پہر اوسکو وصول ہو بمنزلہ عوض شمار کیا جاوے

تشریح

اسیواسطے عورت کے مہر کو دین مہر کہتے ہیں قرض مہر کوئی نہیں کہتا۔ دوسرا فرق درمیان دَین اور قرض کے یہہ ہے کہ دَین قابل میعاد ہے اور قرض قابل میعاد نہیں قرض کو جب چاہے طلب کر سکتا ہے بخلاف دَین کی کہ میعاد سے پہلے اوسکو مجاز طلب کا نہیں مثلاً کسی نے گہوڑا بوعدہ چہہ مہینے فروخت کیا اوسکو چہہ مہینے سے پہلے مجاز وصول کا نہیں ہے۔ قرض کے عربی زبان میں کاٹنے کے معنے ہیں اسی سے مقراض مشتق ہے چونکہ یہہ بہی محبّت قطع کرتا ہے اسوجہ سے اسکا نام بہی قرض رکہا گیا

مسئلہ ۵ حقیقت معاہدہ کی اگرچہ ایجاب قبول ہے لیکن کبہی بوجہ خارجی بہی معاہدہ نہیں ہوتا ہے جبکہ کوئی شرط ایسی ہو کہ معاہدے سے محض اجنبی ہو اور متعاقدین اوس سے فائدہ اوٹہا سکتے ہوں۔ یا جس میں معاہدہ کیا ہو وہ امر موہوم ہو یا قابل انتقال نہو

تشریح

مثلاً زید نے معاہدہ کیا کہ میں نے اپنا فلانا مکان بمقابلہ پانسو روپیہ کے اس شرط پر فروخت کیا کہ مشتری علاوہ زر قیمت کے مجکو دو سو روپیہ اور قرض دیوے اور مشتری اسکو قبول کری تو یہ معاہدہ ناقص ہے تاوقتیکہ اس شرط کو موقوف نکیا جاوے یا مثلاً زید معاہدہ کرے کہ جو گہوڑا فلان امیر کے یہاں سے ملیگا وہ میں نے اتنے کو فروخت کیا اور مشتری قبول کرے معاہدہ بہی ناجائز ہے یا مثلاً زید معاہدہ کرے کہ میں اپنی وراثت جو عمر سے مجہکو حاصل ہے بمقابلہ اتنے روپیہ کے فروخت کرتا ہون اور مشتری خرید لے یہہ بہی کالعدم ہے

بیع کے بیان میں

مسئلہ ۱ حقیقت بیع کی یہہ ہے کہ کسی چیز کا مالک کرنا بمقابلہ عوض کے۔ اگر بلا عوض مالک کیا جاوے اوسکو ہبہ کہتے ہیں اگر کسی شئے کی منفعت کا بعوض مالک کرتے ہیں اوسکو اجارہ کہتے ہیں اور اگر بلا عوض مالک کرتے ہیں اسکو عاریہ کہتے ہیں

(۱) تشریح

اوّل تملیک کا مطلب سمجہ لینا چاہئے۔ تملیک اسکو کہتے ہیں کہ جس طرح سے منتقل کرنیوالے کو حق حاصل تہا اگر اوسی طرح اوس شخص کو بہی جسکی طرف انتقال کیا گیا ہی حق حاصل ہو جاوے اسکو تملیک کہتے ہیں مثلاً زید نے اپنا گہوڑا عمر کو دیدیا تو جیسا

کہ زید کو حق حاصل تہا کہ اوس گہوڑی کو جسکو چاہتا دیدیتا ایسا ہی عمر کو اب حاصل ہے تو یہ تملیک ہے اور اباحت اوسکو کہتی ہین کہ کسی شخص نے ایک دوسرے شخص کو خاص کسی نفع اوٹہانیکے لئے اجازت دی مثلاً زید نے عمر کی دعوت کی اور کہانا سامنے رکہا تو عمر کو اختیار نہین کہ اوس کہانیکو دوسرے کو بہی دیدے یہ صورت اباحت کی ہے پہر تملیک دو قسم پر ہے یا تو بمقابلہ عوض کے ہو یا بلا عوض پہر ہر ایک کی دو قسمین ہین یا تو تملیک ذات شئے کی ہو یا اوسکے نفع کے پس ذات شئے کی بمقابلہ عوض اوسکو بیع کہتے ہین اور بلا عوض ہبہ اور تملیک منافع بمقابلہ عوض کو اجارہ کہتے ہین اور بلا عوض کو اعارہ کہتے ہین۔ چارونکا فرق خوب ظاہر اور روشن ہوگیا مثلاً گہوڑی کی ذات کو بمقابلہ کسی عوض کے دیدیا اسکو بیع کہتے ہین یا اس کے نفع کو مثلاً سواری سے ہا ہنور تک کو بمقابلہ عوض دیدیا اسکو اجارہ کہتے ہین علی ہذا القیاس بلا عوض انہین دونون صورتونکو ہبہ اعارہ کہینگے۔

مسئلہ ۷- بیع جب تک صحیح نہین ہے کہ مبیع معلوم نہو خواہ بوسیلہ بیان مقدار اور اوصاف کے یا بذریعہ اشارہ کے۔

مسئلہ ۸- جب بیع ایجاب قبول سے مع تعین مبیعہ ہو چکی پس لازم ہوگئی اب اگر کوئی متعاقدین سے ہٹے تو جبراً عدالت اوسکو نافذ کر سکتی ہے۔

تشریح

عام لوگ یہ سمجہہ رہے ہین کہ بیع بدون دستاویز صحیح نہین ہے یہ غلط ہے بلکہ دستاویز ثانی معاہدہ ہے عین معاہدہ نہین کیا معنی اگر کوئی عدالت مین انکار اس معاہدہ سے کرے تو یہ دستاویز مثبت معاہدہ ہوگی اور یہ مطلب نہین کہ اگر کوئی حاکم کے سامنے یہ اقرار کرے کہ مین نے فلانا مکان دو ہزار کا فلان شخص کے ہاتہ فروخت کر دیا تہا اور اوسنے قبول بہی کیا لیکن دستاویز نہین لکہائی تہی وہ معاملہ پورا ہوگیا جبراً اوس معاملہ کو حاکم نافذ کرا سکتا ہے اور یہ دہوکا اسوجہ سے ہوا کہ سرکار انگریزی نے قرض کے لیئے میعادین مقرر کی ہین اُن کی نزدیک قرض مین تو دستاویز ہی معاملہ ہے اور دستاویز کے ساقط ہونے سے خود وہ معاملہ ساقط ہو جاتا ہے۔ خلاصہ یہی کہ قرض مین اور دیگر معاملات مین فرق ہے چنانچہ اُسکا ذکر تمہید مین ہو چکا پس قرض کے اندر جو دستاویز کی ضرورت ہے خود لفظ قرض کے لئے ہے اور معاملات مین ایجاب قبول کے سوا جو دستاویزات کی ضرورت ہی اُن معاملات کے ثبوت کے لیئے ہے نہ کہ عین معاملات کی لئے۔ اور یہ مین پہلی لکہہ چکا ہون کہ دستاویزات کی ضرورت خواہ وجود معاملہ کے لیئے یا ثبوت معاملہ کے لئے ہو بسبب بے اعتباری ہم لوگون کے ہے ورنہ ہماری شریعت مین اسکی کچہہ ضرورت نہین اور اب بہی اگر معاملہ صاف ہو جاوے تو سرکار انگریزی مین بہی نہ ہے۔

مسئلہ ۹ - ایجاب اور قبول مین یہہ بہی ضروری ہوا کہ دونون ماضی کے لفظ ہون یعنی بائع کہے مین نے یہ چیز بیچدی اور مشتری کہے مین نے خریدلی اگر لفظ ماضی کے نہون بلکہ استقبال کے ہون تو وہ معاملہ نہین بلکہ وعدہ کہا جاویگا مثلاً بایع کہے مین بیچدونگا اور مشتری کہے کہ خرید لونگا -

مسئلہ ۱۰ - جیسا کہ بیع ایجاب اور قبول سے ہوتی ہے ایسا ہی کبھی تعاطی سے بہی ہوتی ہے کہ بائع نے مشتری کو چیز دیدی اور مشتری نے اوسکو قیمت دیدی اور ایجاب قبول نہین کیا اوسکو تعاطی کہتے ہین -

تشریح

اگر غور سے دیکھا جاوے تو یہان بہی ایجاب قبول تھے اتنا فرق ہے کہ پہلی صورتون مین لفظ ایجاب قبول کے تھے اور یہان گویا زبان حال سے ایجاب قبول کیا گیا -

مسئلہ ۱۱ - بیع اُدہار اور نقد دونون طرح سے جایز ہے مگر مبیعہ مین اُدہار نہین ہوسکتا ثمن مین اُدہار اور نقد ہوسکتا ہے اور جہان مبیع مین اُدہار ہو اوسکو سلم کہتے ہین

مسئلہ ۱۲ - جب بیع اُدہار کی ہووے تو اُدہار کی میعاد ایسی ہونی چاہئیے کہ متعاقدین اوسکو جانتے ہون مجہول نہو مثلاً کسی شخص نے ایک گھوڑا خریدا اس شرط پر کہ جب بارش ہوگی اسکی قیمت ادا کرونگا یہہ بیع جایز نہین ہے

نکاح کے بیان مین

مسئلہ ۱۳ - نکاح ایک معاملہ ہے واقع ہوتا ہے اوپر بضع مخصوص عورت کی قصداً سامنے دو گواہون کے ساتھہ صلاحیت متعاقدین کے -

تشریح

نکاح مین بھی مثل بیع ایجاب اور قبول ہے لیکن اتنا فرق ہے کہ وہان ایجاب قبول سے معاملہ تمام ہو جاتا ہے اور یہان بدون گواہ یہہ معاملہ کالعدم ہے اسکی یہ وجہ ہے کہ نکاح مین جسپر عقد ہوتا ہے جسکا بدلہ مہر ہے وہ ایسی شے ہے کہ اوسپر قبضہ مہر دینے والیکا اسطور سے نہین ہوسکتا جیسا مبیعہ پر مشتری کا قبضہ ہوسکتا ہے لہذا شارع نے بمنزلہ اس قبضہ کے دو گواہ قرار دیئے کہ وہ قایم مقام قبضہ کے ہون اور قصداً کے لفظ سے یہہ فائدہ ہوا کہ جو شخص باندی کو خرید کرتا ہے اگرچہ اوس سے مثل عورت منکوحہ صحبت کرنی جائز ہے لیکن وہان معاملہ قصداً اوسکی ذات سے ہے نہ کہ اوسکے عضو مخصوص سے اور صلاحیت متعاقدین کے یہ معنے ہین کہ خاوند بیوی وہ ایسی ہون کہ اس معاملہ کے قابل ہون اگر کوئی شخص نعوذ باللہ اپنی سگی بہن سے اسیطرح ایجاب قبول گواہون کے سامنے کرے وہ نکاح نہین اور نہ احکام نکاح اوسپر مترتب ہونگے

عام لوگون کو چاہیے کہ مہر اور وراثت وغیرہ یہہ سب نکاح پر موقوف ہین نکاح بہت تحقیق کرنا چاہیے اگر مسائل نکاح موافق شرائط شرع شریف نہوا تو اوس سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ اسکی وارث نہین ہوسکتی ہے نکاح کے ارکان اور شرائط نکاح پڑہنے والونکو خوب ضبط کرنے چاہئین کیونکہ ذراسی غلطی مین اگر نکاح مین خرابی ہوئی تو جو کچھ نکاح سے متعلق ہین ایک چیز ثابت نہین ہوگی۔

مسئلہ ۱۴ - نکاح شریعت محمدیہ مین فرض نہین جیسا کہ نماز روزہ بلکہ اعتدال کی حالت مین سنت ہے اور ضرورت کی حالت مین واجب ہے۔ اگر خوف عدم ادائگی حقوق ہو تو مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۵ - نکاح کے وجود کے لئے اتنی چیزین درکار ہین اول ایجاب قبول دوسرے حنفا ہونی درمیان زوجین کے یعنی ایک دوسری پر حرام تو نہین تیسرے ولایت نکاح یا ولی جایز نے کیا یا ناجایز نے۔ چوتھے - گواہ - پانچوین مہر

ایجاب قبول کا بیان

مسئلہ ۱۶ - ایجاب قبول مین ضرور ہے کہ لفظ ماضی کا ہووے یا ایک ماضی اور ایک مضارع کا ہووے مثلاً ایک کہے کہ نکاح کرتا ہون دوسرا کہے مین نے قبول کیا

تشریح

ہندوستان مین چونکہ پردہ اور شرم زیادہ ہے کوئی عورت خود اپنا نکاح نہین کرتی ہے بلکہ اپنی طرف سے مجلس مین کسی کو بھیجکر وکالتاً ایجاب کرتی ہے اگر وہ خود آکر بھی ایجاب کرتی تب بھی نکاح صحیح ہوتا مگر شرط ہے کہ ایجاب قبول ایک مجلس مین ہووے۔

مسئلہ ۱۷ - اگر نکاح چھوٹے لڑکا لڑکی کا ولی ہر ایک کا کراوے تو ایجاب قبول انکا معتبر نہین بلکہ ولی خود اونکی طرف سے ایجاب یا قبول کرے

تشریح

عام لوگ یون کرتے ہین کہ چھوٹی بچی کا نکاح کرتے ہین اور اوس لڑکے سے مجلس عقد مین قبول کراتے ہین پھر نکاح صحیح نہین ہے کیونکہ نابالغ کے قبول کا اعتبار نہین ہے بلکہ ولی کو چاہیے کہ نابالغ کی طرف سے [illegible] قبول کرے اور یہہ کہے کہ مین فلان کی طرف سے بمقابلہ اتنے مہر کے قبول کرتا ہون اگر اسطرح قبول [illegible]

مسئلہ ۱۸ ایجاب قبول مین ضرور ہی کہ خاوند و بیوی معلوم ہون خاوند کا معلوم ہونا تو ظاہر ہی حاضر مجلس ہوتا ہی کچہہ نام لینے کی حاجت نہین ہے البتہ عورت کو معلوم کرانا ضروری ہے -

تشریح

اگر کسی شخص نے یون کہا کہ مین نے اپنی دختر کا تجہہ سے نکاح کیا اور اوسکی دختر ہون خپکا نکاح نہین ہوا تو وہ نکاح کسی کا نہین ہوتا ہان البتہ اگر اوسکی ایک ہی دختر ہو صرف غیر منکوحہ اور باقی منکوحہ ہون تب اسکے نکام صحیح ہی کیونکہ خارجی طور سے متعین ہو گئی علی ہذالقیاس کسی شخص نے یون کہا کہ مین نے اپنی دختر فلان کا تیرے لڑکے سے نکاح کیا اوسکے والد نے یون کہا کہ مین نے اپنی پسر کیجانب سے قبول کیا اگر اوس شخص کے صرف ایک بیٹا ہو تو جائز ہے - مگر کئی ہون تو جائز نہین الا اوس صورت مین کہ باقی بیٹونکی چار عورتین ہون -

مسئلہ ۱۹ اگر کوئی شخص اپنی دختر کا نکاح نام بدلکر دوسرے نام سے کرے تو نکاح صحیح نہین ہے اور اگر اوس عورت کی کئی نام ہون اگر سب نام سے برابر پکاری جاتی ہو جون سے نام سے چاہے نکاح کرادے اگر بچپن مین کچہہ اور نام تہا اور بڑی ہو کر اور نام ہو گیا تو جو نسے نام سے وقت نکاح کے مشہور ہے اوس سے نکاح کرانا چاہیئے

تشریح

زید نے اپنی دختر ہندہ کا نکاح عمرو سے کیا اور ان الفاظ سے نکاح کیا کہ مین اپنی دختر فاطمہ کا تجہسے نکاح کرتا ہون تو یہہ نکاح صحیح نہین ہے -

حلت اور حرمت زوجین کا بیان

مسئلہ ۲۰ - حرمت نکاح نو طرح سے ہوتی ہے یا تو بہ سبب نسب یا بوجہ دودہ کے یا بوجہ سسرالگی ہونیکی یا بوجہ جمع کرنیکے یا بوجہ ملک غیر کے یا بوجہ جمع بی بی اور باندی کے یا بوجہ طلاق کے یا بوجہ شرک کے یا بوجہ ملک کے -

تنبیہہ

نکاح پڑہنے والون اور تحقیق کنندگان کو چاہئے کہ اسکی خوب تحقیق کرلین ایا ان زوجین مین کوئی بات حرمت کی تو نہین پائی جاتی ہی بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک عورت دوسرے کے بچے کو دودہ پلا دیتی ہے اور اسکا دہیان نہین ہوتا کہ ایک قطرہ دودہ سے رشتہ رضاعت ثابت ہوتا جاتا ہے پہر نکاح نہین صحیح ہوتا ہے -

مسئلہ ۲۱ نسب کی حرمت وہ ہی کہ بوجہ گوشت پوست کے شریک ہونیکی ایک دوسرے پر حرام ہو اسکے لیئے صرف
ایک قاعدہ ہی جس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ کون حرام ہے اور کون نہین -

مسئلہ ۲۲ جس مرد اور عورت مین رشتہ شاخ اور جڑ کا ہو وہ آپس مین ہمیشہ کو حرام ہین یا رشتہ شاخ اور
جڑ کا نہووے لیکن دونون یا ایک کسی جڑ مین بلا وسیلہ ملتے ہون

تشریح

مثلاً زید ایک شخص ہو اسکی شاخون مین جتنی عورتین ہین سب اسپر حرام ہین مثلاً بیٹی پوتی - نواسی پڑپوتی وغیرہ اسی طرح اسکی
جڑ مین مثلاً مان - دادی - پڑدادی - نانی - پرنانی وغیرہ یہ مثال شاخ اور جڑ کی ہوئی اب ایسی مثال لکھی جاتی ہی کہ زید کسی
عورت کا نہ شاخ ہی اور نہ جڑ لیکن دونون ایک جڑ مین ملتی ہین جیسے بہائی بہن کہ نہ بہائی بہن کی شاخ ہے اور نہ
بہن بہائی کی لیکن دونون کی ایک جڑ ہے وہ دونون کی مان یا باپ ہی اور اوس سے یہہ دونون بلا وسیلہ ملتی ہین
یعنی درمیان مین کچھہ واسطہ نہین ہی اب اوسکی مثال چاہیئے کہ دونون ایک جڑ مین ملین لیکن ایک بلا وسیلہ اور ایک
وسیلہ سی خواہ ایک ہی وسیلہ سے یا دو سی جیسے پہوپہی اور بہتیجا ظاہر ہے کہ پہوپہی نہ بہتیجے کی جڑ ہے اور نہ بہتیجا پہوپہی
کی شاخ ہی بلکہ دونون ایک جڑ مین ملتی ہین وہ بہتیجے کا دادا ہے اور پہوپہی کا باپ ہے تو دیکھو بہتیجا اوس سی ایک
وسیلہ سی ملا اور پہوپہی بلا وسیلہ ملی ان مین بہی حرمت ہی پس معلوم ہوا کہ اگر ایک جڑ مین مرد اور عورت ایک وسیلہ
سے زیادہ مین ملین ان مین نکاح حلال ہی خواہ کچھہ رشتہ ہووے - پس ثابت ہو گیا کہ اگر ایک ہی شخص کا سگا پوتا
ہو اور دوسری پوتی تو ان مین نکاح جائز ہے گو کہ یہہ پوتی اس سگے پوتے کی دادی کی برابر ہی اسلئے کہ اس کی
دادی کی چچازاد بہن ہی اور وجہ حلت کی یہہ ہی کہ سگے دادی سی سگا پوتا بہی کئی واسطہ سی ملا اور پوتی ایک
واسطہ سی ملی تو دونون ایک جڑ سے بلا واسطہ نہین ملی ہین پس حلت ثابت ہی شمار واسطونکا اعتبار نہین ہے
یہہ ایسا قاعدہ ہی کہ بمنزلہ پیمانہ سمجھنا چاہیئے جو شخص کسی مرد اور عورت کا حال دریافت کرنا چاہیئے اس قاعدہ سے
حال معلوم ہو سکتا ہی قرآن شریف جو موجود ہین سب اس قاعدہ مین شریک اور علاوہ اسکی جو مراتب مذکور نہین اُن
سبکو شامل ہی پس اس ذراسے قاعدے کو یاد کر لینا چاہیئے اور یہہ بہی یاد رکہنا چاہیئے کہ حرمت دونون طرف سے
ہوتی ہی جسطرح چچا اور بہتیجی مین نکاح حرام ہی اسی طرح بہتیجے اور پہوپہی مین بہی حرام ہے - پس اس مین بہ نسبی عورتین

انکیس جو کلام مجید مین مذکور ہین یعنی مان - بیٹی - بہن - پہوپہی - خالہ بہتیجی - بہانجی -

تشریح دوم

اس بات کو دلیل سے ثابت کرتے ہین کہ یہہ کیون حرام ہوئین اور باقی کیون حلال ہین - جاننا چاہئے کہ عورت جو خدا نے پیدا کی ہے اسکی غرض یہی ہے کہ مرد اس سے نفع اوٹہاوے جیسے اور چیزون سے - پس ہر ایک عورت کے اندر مادہ اصلی موجود ہے کہ ہر شخص اس سے نفع اوٹہاوے جیسا کہ گہوڑا سواری کے لئے ہے اور ہر شخص کو مجاز ہے کہ سوار ہو - لیکن وہ عورت جو اپنا جزو ہو یا مرد اوسکا جزو ہو وہ گویا عین اوس مرد کا ہے اوس سے نفع نہین اوٹہا سکتا جیسے آدمی اپنی پشت پر آپ سوار نہین ہو سکتا ہے اسواسطے شرعًا اور عقلًا وہ عورتین حرام ہوئین اسی طرح اگر دونون مرد اور عورت کسی ایک جڑ سے ہون پس اگر اوس جڑ سے ملی ہوئی دونون ہین یا ایک ملا ہوا ہے اوسکو جڑ ہی سمجہنا چاہئے اوس سے بہی وہی معاملہ کرنا چاہئے جو کہ جڑ سے کیا گیا یعنی وہ بہی حرام ہو - اور دونون مرد اور عورت ایک جڑ مین ملتی تو ہین لیکن دونون اوس جڑ سے جدی ہین تو علاوہ اسکے کہ شرع شریف سے حلت ثابت ہے عقل بہی یہی حکم کرتی ہے کیونکہ جڑ سے ایسا ہی ایک واسطہ کا جدا اور ایسا ہی لاکہہ واسطہ کا جدا غرض جدائی مین برابر ہے پس چاہئے تہا کہ کسی مرد اور عورت کا نکاح جائز نہو کیونکہ آدم مین سب ملتی ہین اور سبکی جڑ وہی ہے پس ثابت ہوا کہ جو لوگ گوت بچاتے ہین اونکی دلیل عقلًا اور شرعًا غلط ہے البتہ جتنا گوت بچانا کہ ہماری شریعت مین لکہا ہے وہ عقل مین آتا ہے اور باقی گوت بچانے سے تو یہ لازم آتا ہے کہ کسی مرد اور عورت مین نکاح جائز نہووے پس خلاصہ یہ ہوا کہ نکاح کرنا اپنی شاخ اور اپنی جڑ اور جو جڑ سے ملا ہوا ہے حرام ہے اور باقی سب حلال - اب کسیکو یہ شبہہ ہووے کہ نکاح اور زنا مین عقل کے نزدیک کچہہ فرق نہین وہ بہی جائز ہو استغفر اللہ قطع نظر اسکے کہ شریعت نے اوسکو جائز نہین رکہا ہے عقل سلیم بہی جائز نہین رکہتی ہے - جناب باری نے اپنے کلام پاک مین ایسا اچہا عمدہ مضمون لکہا ہے کہ جس سے اسکی حقیقت خوب روشن ہو گئی اور کیون نہو تبیانًا لکل شئی تو اوسی کی کتاب کا لقب ہے اور وہ آیت یہ ہے نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت محض قضاے حاجت کی لئے نہین ہے بلکہ بقاے نسل اور کشتکاری کے لئے ہے - اور عقل بہی یہی حکم کرتی ہے کہ زمین بونے کے لئے ہے نہ اسلئے کہ بے ترتیب دانہ ڈالدیا جاوے اور اوس سے ثمرہ کچہہ نہ ملے پس زنا مین اگرچہ قضاے حاجت تو ہے لیکن بقاے نسل اور زراعت تو نہوئی کہ دانہ ڈالکر اوسکا پہل دانہ والے کا ہووے اسیلئے یہ فعل عقل کے نزدیک جائز نہین ہے

جب دو شخص کا نطفہ ایک محل مین ہو وہ کسکا قرار دیا جاسکتا ہے۔ اور اس سے یہ ثابت ہوا کہ ایک مرد کی کئی عورتین ہو سکتی ہین کیونکہ محل مختلف ہین اور ایک عورت کے کئی شوہر نہین ہو سکتے۔

مسئلہ ۲۳ ہر عورت کے اصول نکاح کرنیکی وجہ سے اوسکے شوہر پر ہمیشہ کو حرام ہین عام ہے کہ اوس عورت سے صحبت کی ہو یا نکی ہو اور نیز عورت کی فروع بشرطیکہ اس عورت سے صحبت کی ہو ہمیشہ کو اوسکے شوہر پر حرام ہین

تشریح

اگر زید ہندہ سے نکاح کرے تو فقط نکاح کرنیکی وجہ سے ہندہ کی ماں۔ دادی۔ پڑدادی۔ نانی۔ پڑنانی وغیرہ زید پر ہمیشہ کو حرام ہین لیکن شرط یہہ ہے کہ نکاح صحیح ہوا ہو نام کا نکاح نہو بلکہ شرائط نکاح پوری پوری ادا ہو گئی ہون اگر کسی نے دو برس کے بچے کا نکاح کیا اور قبول بچہ سے کرایا بعد جوانی کے وہ منکوحہ اوسکے گھر نہین آئی تو ابتدا سے اوس کا نکاح صحیح نہین تہا لہذا اوس عورت کی ماں سے نکاح اسکا حرام نہین ہے البتہ عورت کی فروع یعنی بیٹی۔ پوتی۔ نواسی وغیرہ اوسکی شوہر پر جب حرام ہونگی جب اوس عورت سے صحبت کی ہو۔ طلاق وغیرہ مین خلوت صحیحہ کو قائم مقام وطی سمجھا ہے لیکن یہان قائم مقام وطی نہین ہے۔

مسئلہ ۲۴ ہر ایک مرد پر اوسکے اصول اور فروع کی زوجات فقط نکاح کرنے سے ہمیشہ کو حرام ہین خواہ وہ اسکے اصول و فروع نے صحبت کی ہو یا نکی ہو۔

تشریح

مثلاً فرض کرو زید ایک مرد ہے اسکی اصول یعنی باپ دادا پڑدادا وغیرہ یا نانا پڑنانا وغیرہ جس عورت سے نکاح کرین بمجرد نکاح وہ عورت زید پر حرام ہے اسی طرح بیٹا پوتا پڑپوتا یا نواسا وغیرہ جس عورت سے نکاح کرین وہ عورت بھی بلا تفصیل زید پر حرام ہے۔

مسئلہ ۲۵ جیسے کہ حرمت نکاح سے ثابت ہوئی اسیطرح حرمت اونہین اشخاص مندرجہ مسئلہ ۲۳ و ۲۴ سے زنا کرنے اور شہوت سے بدنکو چہونے اور موضع مخصوص کے اندر کے پردہ کو شہوت سے دیکھنے سے بھی ثابت ہوتی ہے مگر ماسوائے زنا کے سب مین شرط یہہ ہے کہ انزال نہوا ہو۔

تشریح

یہ مسئلہ نہایت مشکل ہی آجکل کے زمانہ مین نعوذ باللہ منہا کثرت زنا و فحش زیادہ ہی اگر یہ ثابت ہوجاوے کہ جس عورت سے اس شخص نے نکاح کیا اوسکی مان کے ساتھہ یا دادی یا پردادی کے ساتھہ اسنے زنا کیا یا اوسکو نظر شہوت سے دیکھا یا اوسکا بوسہ شہوت سے لیا یا اوسکے موضع مخصوص کو شہوت سے دیکھا تو اوسکی منکوحہ اوسپر حرام ہے نہ اوسکو مہر مقررہ اسکی ذمہ واجب ہونگی نہ اولاد اوس سے جو پیدا ہوگی اسکی اولاد شمار کیجاویگی اور نہ اسکی جائداد کی مالک ہوگے بڑی مشکل وہان زیادہ ہی جہان پردہ نہین۔ اگر کسی نے اپنی ساس کو نظر شہوت سے دیکھہ لیا بیوی حرام ہوگئی مسلمانون کو چاہیے کہ پردہ کی کوشش کرین اور جا بیجا نظر نہ دوڑاوین۔ اگر کسی شخص نے کسی عورت کے اندام نہانی کو نہانے وقت قصد سے بطریق شہوت دیکھا قطع نظر اسکے کہ بڑا گناہ کیا آیندہ کو اوسکے خاندان سے اپنی جڑ کاٹ لی وہ سبب

اسپر حرام ہین نکاح اُن سے جائز نہین آجکل کے زمانہ مین ان معاملات کا زیادہ وقوع ہی اسکی بہت تحقیقات کرنی چاہیے۔ اور صحبت سے مراد یہ ہی کہ مقام مخصوص تا مین واقع ہو نہ یہ کہ پاخانہ کے مقام مین کی جاوے اور نیز مرد اور عورت قابل صحبت ہون نو برس سے کم عورت قابل صحبت نہین ہی اگر چھوٹی لڑکی سے صحبت کی اوس سے حرمت ثابت نہین ہوتی ہی اور مرد مین قابل صحبت وہ ہی کہ جسکو اس فعل سے لذت آنے لگے اور اوس سے عورتین شرم کرنے لگین اگر چار برس کا بچہ صحبت کرے اوس سے بھی حرمت ثابت نہین ہی اور شہوت سے مراد جوان مرد مین تو یہ ہی کہ اوسکا آلہ تناسل عورت کو دیکھکر یا چھوکر منتشر ہوجاوے یا پہلے سے زیادہ منتشر ہونے لگے اور عنین اور بوڑھے مرد مین یہہ ہے کہ اوسکا دل متحرک ہو یا پہلے سے زیادہ حرکت ہوجاوے۔ اور عورتون مین شہوت سے یہہ مراد ہے کہ اوسکو مزا آنے لگے اور اوسکا دل متحرک ہونے لگے پر یہہ شہوت اوسوقت معتبر ہوگی کہ اگر مرد نے عورت کے مقام مخصوص یا عورت نے مرد کے آلہ تناسل پر نظر کی ہو یعنی اگر مرد کو کسی عورت کا تصور ذہن مین کرنے یا اوسکے مقام مخصوص کا عکس آئینہ یا پانی مین دیکھنے سے شہوت پیدا ہوئی ہو اوس سے حرمت ثابت نہین ہوتی۔ اگر خاص مقام مخصوص ہی کو کسی جسم لطیف کی وجہ سے دیکھا جو مانع نگاہ نہین مثلاً باریک پردہ یا آئینہ عینک کا تب بھی حرمت ثابت ہی۔ اور مقام مخصوص سے مین بھی اندر کا پردہ مراد ہی جو عورت کے سہارے سے بیٹھنے کی صورت مین نظر آنیکا احتمال ہوسکتا ہے اگر کسی کھڑی عورت کی مقام مخصوص کو دیکھا اوس سے بھی حرمت ثابت نہین ہوتی ہے۔ اور نیز سب شہوت مین شرط یہہ ہی کہ انزال نہوا ہو اگر چھونے یا نظر شہوت یا بوسہ سے انزال ہوگیا تب بھی حرمت ثابت نہین ہوتی ہے یہ بات ظاہر مین توجیہ طلب

ہوتی ہی کہ بوسے حرمت ثابت ہوجاوی اور انزال اگر ہوجاوی تو حرمت ثابت نہو لیکن غور کرنیکے بعد اسکی وجہ معقول سمجھہ مین آئی وہ یہہ ہی کہ اصل حرمت عورت سی صحبت کرنے سی ہی خواہ حلال طریقہ سے جیسے نکاح مین یا بوجہ حرام ہو وہ زنا مین ہی اور بنظر شہوت عورت کو چہونا یا بوسہ لینا یا اوسکے مقام مخصوص کو دیکہنا یہ اسباب وطی ہین لہذا شارع نے انکو بمنزلہ وطی شمار کیا پس ان کا بمنزلہ وطی شمار کرنا جبہی تک ہی کہ یہہ سبب وطی شمار کیے جاوین اگر انزال ہوگیا تو معلوم ہوگیا کہ یہ اسباب وطی نہین ہین کیونکہ جب انزال ہوگیا وہ فعل ختم ہوچکا اب یہ اوس خاص فعل کی وجہسے وطی نہین ہوسکتی ہے

مسئلہ ۲۶ دو عورتین کہ کسی ایک جڑ مین بلا وسیلہ ملتی ہون یا ایک بلا وسیلہ ملتی ہو اور دونون عورتون سے ایک وقت مین ایک شخص نکاح نہین کرسکتا ہی۔ یا وہ ایسی عورتین ہو کہ کسی مرد فرض کرنیسی علاقہ حرمت نکاح ہو جیسے سوتیلی بیٹی اور سوتیلی ماں۔

تشریح

فرض کرو کہ ہندہ اور عائشہ سگی بہنین ہین اب یہ دو عورتین ایسی ہین کہ انکی ایک جڑ ہی وہ باپ یا ماں ہی اور اوس جڑ سے یہ دونون بلا وسیلہ ملتی ہین۔ پس ان دونون سے ایک شخص ایک وقت مین نکاح نہین کرسکتا ہے۔ یا فرض کرو ہندہ اور عائشہ مین خالہ اور بہانجی کا رشتہ ہی تو دیکہو دونون ایک جڑ مین ملتی ہین وہ خالہ کی تو ماں یا باپ اور بہانجی کا نانا یا نانی کہا جاویگا دیکہو خالہ اوس جڑ سی بلا وسیلہ ملی گو بہانجی اوس جڑکے نواسی ہی بوسیلہ اپنی ماں کے اوس جڑ سے ملی تو خالہ اور بہانجی مین جمع کرنا حرام ہی اسیطرح پہوپہی اور بہتیجی مین جمع حرام ہے۔ غرض یہہ ہی کہ یہ ایسی اصل لکہی گئی کہ اس قاعدہ سی معلوم ہوسکتا ہی کہ کن عورتون مین جمع کرنا حرام ہی اور کن مین نہین اگر قاعدہ کہین نہ پایا جاوے تو اون عورتون مین جمع کرنا حلال ہی۔ پس اگر ایسی دو عورتون سے ایک عقد مین نکاح کیا دونون کا نکاح نہین ہوتا ہے اور آگا پیچھی نکاح ہوا تو اول کا نکاح صحیح ہے اور دوسرے کا نکاح حرام ہے اگر کسی شخص نے ایسی عورتون مین ایک سے نکاح کیا اور پہر اوس عورت کو طلاق دیدی تو اوس عورت سی جبتک نکاح صحیح نہین ہوگا کہ پہلی کی عدت نگذر جاوی اور عدت کا بیان طلاق کے باب مین آویگا۔

مسئلہ ۲۷ دودھ پینے سے بہی ایسی ہی حرمت ثابت ہوتی ہے جیسی کہ نسب مین حرمت ثابت ہے

تشریح اول

جس عورت نے کسی بچہ کو دودہ پلایا وہ بہی لڑکی کی ماں ہوگئی اور اوسکی اولاد خواہ سگی ہو یا دودہ پینے کی وہ اس کے

بہائی بہن ہو گئی اور وہ مرد جسکا یہہ دودہ ہے وہ اس بچے کا باپ ہو گیا اب جیسی رشتہ نسبتی ماں باپ کے وجہ سے
مسئلہ ہم اور مسئلہ ۲۳ - اور مسئلہ ۲۴ - اور مسئلہ ۲۵ اور مسئلہ ۲۶ مین لکہی ہین ایسی ہی یہان جاری ہونگی -

تشریح دوم

تہوڑا دودہ اور بہت حرام کرنے مین برابر ہے مگر شرط یہہ ہے کہ مدّت رضاع مین دودہ پیا ہو اور مدّت رضاع
تین برس یعنی قمری ہین اور دودہ کا پینا عام ہے خواہ بطریق چوسنی کے پیا ہو یا پیالہ کو موہنہ لگا کر پیا ہو یا اوسکے
موہنہ مین اوپر سے ڈالا ہو اگر کسیکے کان مین دودہ ڈالا ہو یا پاخانہ کے مقام سے پچکاری کے ذریعہ سے اندر پہونچایا
ہو یا پیٹ مین زخم ہو اوسکی راستہ سے اندر دودہ پہونچگیا ہو اوس سے رضاعت ثابت نہین ہوتی - اگر پانی یا
دوا یا ڈنگر کے دودہ مین ملا کر دیا ہو - اگر یہہ دودہ زیادہ ہو تو حرمت ثابت ہوتی ہے ورنہ نہین پس عورتون کو
چاہئے کہ اپنا دودہ کسی بچہ کو دوا کیواسطے نہ دیا کرین مردہ عورت اور زندہ کا دودہ حرمت مین برابر ہے نو برس سے
کم عمر کی عورت کا دودہ حرمت ثابت نہین کرتا یہہ کچہہ ضرور نہین کہ دو بچے ایک ہی وقت مین دودہ پیوین بلکہ
کہ ایک نے کسی وقت پیا اور دوسرے نے کسی اور وقت پیا ہو لیکن شرط یہہ ہے کہ میعاد رضاعت مین دودہ پیا ہو
اگر کہانے مین دودہ ملا کر پکایا جاوے رضاعت ثابت نہین ہوتی ہے - عام ہے خواہ دودہ زیادہ ہو یا کم اگر دودہ
کی حقیقت بدلگئی ہو مثلاً پنیر بنا لیا ہو یا بلو لیا ہو اوس سے بہی رضاعت ثابت نہین ہوتی ہے

تشریح سوم

رضاعی باپ اوسکو کہتے ہین کہ جس عورت نے بچہ کو دودہ پلایا جسکی وجہ سے وہ دودہ پیدا ہوا ہو یعنی اوسکی وجہ سے
عورت کو حمل رہا اور پہر عورت نے بچہ جنا اور دودہ اترا اگر وہ شخص اس عورت کو طلاق دیدے اور عورت دوسرے خاوند
سے نکاح کرے تا وقتیکہ دوسرے خاوند سے کچہہ پیدا ہووے یہ دودہ اوّل ہی شوہر کا شمار کیا جاویگا عام ہے خواہ شوہر
ثانی سے حاملہ ہو جاوے یا نہ ہو جاوے -

مسئلہ ۲۸ بعض صورتین رضاعت مین ایسی ہین کہ موافق صورتہا نسب نہین مثلاً سگے بیٹی کی بہن سے نکاح حرام
اور رضاعی بیٹے کی دختر سے حرام نہین یا نسبی بہن کی ماں سے نکاح حرام ہے اور رضاعی بہن کی ماں سے نکاح حرام نہین -

تشریح

اسکی یہہ وجہ ہے کہ نسبی بیٹے کی بہن سے ایسا رشتہ پیدا ہوتا ہے جس سے نکاح کرنا حرام ہے بخلاف رضاعی بیٹے
کی بہن کے کہ اُس سے کچھہ علاقہ نہیں اسی طرح نسبی بہن کی ماں سے ایسا رشتہ پیدا ہوتا ہے اور رضاعی بہن کی ماں سے
کچھہ علاقہ نہیں نسبی بیٹی کی بہن یا تو خود اوس شخص کی بہی بیٹی ہوگی یا اوسکی زوجہ کی بیٹی ہوگی اور دونوں صورتوں
میں نکاح حرام ہے ایسا ہی نسبی بہن کی ماں یا بعینہٖ اوس شخص کی بہی ماں ہوگی یا اوسکے باپ کی زوجہ ہوگی دونوں
صورتوں میں نکاح حرام ہے اور یہہ صورتیں رضاع میں ہوسکتی ہیں ۔

مسئلہ ۲۹ کسی شخص کو اوّل موجودگی زوجہ حرّہ باندی سے نکاح کرنا جائز نہیں اور دونوں سے ایکوقت
میں اکٹھا نکاح کرنا بہی جائز نہیں ۔

تشریح

باندی سے یہہ مُراد نہیں جو آج کل کے زمانے میں موجود ہیں بلکہ یہہ ملازمہ ہیں اُن سے نکاح کرنا بمقابلہ حرّہ جائز ہے
اس زمانے میں کوئی باندی نہیں ۔ باندیاں اور غلام وہ تہے کہ مثل جانور اُن کا خریدنا بیچنا جائز تہا اور بلا نکاح اُن کے
مالک کو اُن سے صحبت کرنی جائز تہی اب جو قحط میں لوگ اپنے گہر میں لونڈیاں پال لیتے ہیں یہہ شرعی باندیاں نہیں ہیں
ان سے معاملات بمثل حرّہ حسب کرنے چاہئیں ۔

مسئلہ ۳۰ کسی شخص کو دوسرے شخص کی زوجہ سے نکاح کرنیکا مجاز نہیں ہے تاوقتیکہ پہلا شوہر اوسکو چہوڑ دے
اور اوسکی عدّت نگذر جاوے ۔

تشریح

عام لوگ یہہ کرتے ہیں کہ اگر ایک سے ناراضی ہوئی دوسرے کے یہاں اپنی دختر کو بٹھا دیتے ہیں قطع نظر اس کے کہ یہہ کام کفر
کا ہے جو اولاد دوسرے خاوند سے پیدا ہوگی وہ اولاد اُسکی نہیں ہوگی کیونکہ ولد الزنا شمار کیجاویگی پس ایک دوسرے کی
وارث نہیں ہوگی در جبتک شوہر اوّل اُسکو طلاق ندے اور اوسکی عدّت پوری ہو جاوے تب تک دوسرے شخص کو نکاح
کرنا جائز نہیں ہے خصوصًا اس زمانے میں ایسا رواج ہو رہا ہے کہ چہوٹی بچّوں کا نکاح کرتے ہیں اور پہر دوسرے
کے یہاں نکاح کر دیتے ہیں یہاں طلاق سے پہی وہ عورت جدی نہیں ہوتی کیونکہ بچے کی طلاق کا کچھہ اعتبار نہیں ہے
اور قبول نکاح کا اختیار اوسکو ولی کو ہے اور طلاق کا ولی کو بہی اختیار نہیں پس اگر کسی بچی کی طرف سے کسی ولی نے نکاح

نکاح قبول کرلیا تو وہ نکاح تا بلوغ ایسا مستحکم ہے کہ طلاق سے بھی زائل نہین ہو سکتا ہے - عورت حاملہ کی عدت وضع حمل ہی یہانتک کہ اگر کسیکا شوہر مرجاوے اور اوسکے شوہر کو دفن بھی نہین کیا کہ اوس عورت کے بچہ پیدا ہو جاوے تو اوسی وقت اوسکا نکاح کرنا جائز ہے اگر عورت منکوحہ بر وقت طلاق یا وفات حاملہ ہو عام ہے وہ حمل زنا کا ہو یا صحیح ہو سکی عدت وضع حمل ہے البتہ اگر بے نکاحی حاملہ زنا سے ہو اوسکی لئے کچھہ عدت نہین اگر یہہ وہ اوس حال مین نکاح کراوے بعد طلاق اوسکی لئے بھی عدت آویگی اور جس عورت کا خاوند مرجاوے اور حاملہ نہو اوسکی عدت دس دن چار مہینے ہین مگر شرط یہہ ہے کہ اس مدت مین اوسکو حمل ظاہر نہو جاوے اور اگر حمل ظاہر ہو گیا تو اوسکی عدت وہی وضع حمل ہوگی - اب معلوم ہوا کہ پہلے اوسکے حاملہ نہی اور جس عورت کو اوسکا خاوند چھوڑ دے اوسکی عدت تین دفعہ مہینہ کا خون آنا ہی جسکو حیض کہتے ہین - اگر حیض لڑکپن یا بوڑہے ہونیکے نہ آتا ہو تو تین مہینے عدت کے ہین - یہ عدت جب ہی کہ اوسکی خاوند نے اوس سے صحبت کرلی ہو - اگر بلا صحبت کرنیکے چھوڑی ہو تو کچھہ عدت نہین آتی - صرف طلاق دینے سے دوسرے کو اوس سے نکاح کرنا چاہئے -

مسئلہ ۱۳ - جو عورت کسی غلام کی مالک ہو اوس سے نکاح کرنا حرام ہے - عام ہی خواہ وہ غلام صرف غلام ہو یا کچھہ بلاؤ حریت کا اوسمین ہو جیسا کہ مکاتب یا مدبر یا غلام مشترک ہو -

تشریح

لازم کو غلام نہین کہتی ہین بلکہ وہ اس زمانہ مین پایا نہین جاتا اسلئے اس مسئلہ کو تفصیل سے لکھنا اس زمانہ مین فائدہ نہین بخشتا

مسئلہ ۱۴ - جس عورت کو تین طلاق دی گئی ہون - جبتک کہ یہ عورت دوسرے شخص سے نکاح کرے اور دوسرا شخص اوس سے صحبت نکرے اول شوہر پر حرام ہے - عام ہے تین طلاق ایکدفعہ دی گئی ہون یا متفرق یا طلاق صریحی ہون یا کنایہ -

تشریح

یہ مسئلہ ایسا ہے کہ اسکا وقوع بہت ہی خصوصًا جو لوگ مسائل شرع نہین جانتے اونمین اسکا وقوع بہت ہی - جب عورت سے ناراض ہو جاتی ہین عورت کو کوئی لفظ طلاق کہدیتے ہین اور پہر تھوڑی دیر مین راضی ہو جاتے ہین تو وہ طلاق زائل ہو جاتی ہے پہر اوس سے ناراض ہو کر کچھہ کہہ بیٹھتے ہین پہر راضی ہو جاتے ہین - یہانتک تو دو طلاق ہوئین اور پہر یہ رضامندی طلاق سے رجعت سمجھی گئی - پہر اگر تیسری دفعہ ناراض ہو کر کوئی لفظ طلاق کا کہا - پس اب رضامندی سے کام نہین چلتا اور وہ عورت حرام ہو گئی کیونکہ تین طلاق ہو چکین اگرچہ متفرق ہین - عام لوگ سمجھہ رہے ہین کہ تین طلاق اوسکو کہتے ہین کہ ایک دفعہ

تین طلاق دے یا ایک پہلے دی اوس سے رجوع نہین کیا کہ دوسری دیدی اور پہر اسیطرح سے تیسری دیدی - جیسی یہ صورتین تین طلاق کی ہین اسیطرح یون بہی تین طلاق ہوتی ہین کہ جنکے بیچ مین رجعت بہی ہوجاوے - اب غور کرنیکی جگہ ہے کہ جب عورت حرام ہوگئی پہر وہ اولاد جو ایسی حالت مین پیدا ہو وہ کس طرح اسکی شمار کیجاویگی اور کیونکر نیک اولاد ہوگی

پس آدمیون کو چاہیے کہ اسکی تحقیق کر لیا کرین کہ کون کون لفظ سے طلاق ہوتی ہین - اور کونسا لفظ طلاق صریح کا ہے اور کونسا کنایہ کا - اسکی تفصیل طلاق کے بیان مین آویگی - ہر ایک شخص کو چاہیے کہ حالت غضب مین اپنی عورت کو ایسا کلمہ نہ کہے جس سے طلاق پڑتی ہو - اور اگر ایک دو دفعہ کہدیا تو بعد کے راضی ہونیسے رجعت ہوسکتی ہے - پہر تیسری دفعہ کہنے سے وہ عورت حرام ہے - مین اسکی مثال لکہتا ہون کہ عوام مرد وقت غضب کے اپنی عورت کو اس لفظ سے پکارتے ہین - **اوطلاقن** پہر اوس عورت سے صحبت کرتے ہین تو وہ طلاق زائل ہوگئی پہر جب غضب مین آئے یہی کلمہ کہہ بیٹھے پہر صحبت کر لی - یہ طلاق بہی زائل ہوگئی - اب پہر جب تیسری دفعہ یہ لفظ کہا وہ عورت مطلقہ ثلاثہ ہوگئی - اب بدون دوسرے خاوند کے حلال نہین ہوسکتی ہے - ہزارون شخص ایسے ہونگے کہ سیکڑون دفعہ یہ لفظ کہہ لیا اور پہر اوسکو اپنی زوجہ سمجہتے ہین حالانکہ وہ زوجہ نہین اور ایسی وقت کی اولاد اوسکی اولاد نہین ہے علی ہذا القیاس بہت سے الفاظ ہین جو طلاق کے بیان مین لکہی جاوینگے - یہ اسواسطے لکہا گیا کہ لوگ طلاق اسیکو سمجہہ رہے ہین کہ پنچایت مین اور نیز عورت کے سامنے یہ کہا جاوے کہ مین نے تجہکو طلاق دیدی - بلکہ طلاق بسا اوقات غصہ مین بلا ارادہ بہی ہوجاتی ہے - مسلمانون کو چاہیے کہ مسئلہ کو خوب تفصیل سے یاد کرین اگرچہ عالمگیری مین لکہا ہے کہ دوبارہ سہ بارہ اور طلاقن کے معنی گالی اور پہلی حالت کی خبر ہو سکتی مگر تاہم بہی

مسئلہ ۳۳ - جو عورت اُن کافرون سے ہو کہ صاحب کتاب نہین جیسے ہندوستان کے کافر یا آتش پرست یا ستارون کے پوجنے والے اونسے نکاح جائز نہین جبتک کہ مسلمان نہون - اور عورت اہل کتاب سے نکاح جائز ہے اگرچہ مسلمان نہوئی ہون

تشریح

اہل کتاب اوسکو کہتے ہین کہ کسی پہلے نبی کے مذہب پر ہون اگرچہ وہ مذہب اب منسوخ ہو اب وہ بہی لوگ کافر ہین لیکن شرط یہ ہے کہ اہل کتاب مشرک نہون یعنی سوا خدا کے کسی اور کو نہ پوجتے ہون - اور جو سوا خدا کے کسی اور کو معبود سمجہتے ہون خواہ چاند یا سورج یا کسی قبر یا کسی شخص کو وہ سب مشرک ہین اُن سے نکاح جائز نہین ہے - اور یہ مطلب نہین کہ اُن کے پاس کتاب ہو خواہ سچی یا جہوٹی - اسی سے تو لازم آیا کہ ہندو بہی اہل کتاب ہین اور وید کے قائل ہین بلکہ مراد کتاب سے کتاب آسمانی ہے جو کسی نبی پر اُتری ہو

ولایت کا بیان

مسئلہ ۳۴ چھوٹی عورت جو کہ جوان نہین ہے اوس کے لیئے ولی کی ضرورت ہے جوان عورت کا نکاح بدون ولی بہی ہوسکتا ہی اور ولی عصبہ ہوتا ہے یعنی اوّل عورت کا جزو مذکّر پہر اُصول مذکّر پہر اصل قریب کے جزو مذکّر پہر اصل ابعید کے جزو مذکّر

تشریح

اوّل جاننا چاہیئے کہ وصی اور ولی مین کیا فرق ہے - وصی اوسکو کہتے ہین کہ کسی نابالغ کی جائداد وغیرہ کی صلاح کے لیئے کوئی سرپرست مقرر کیا جاوے - حاکم ہی خواہ وہ اوسکا رشتہ وار ہو یا نہو - اور ولی اوسکو کہتے ہین کہ بلا تقرر عند الشرع ایسے امور کے لیئے کوئی رشتہ دار مقرر ہو اور اوسکے خاندان کے ہو یعنے ہم جدّ ہو اور اُنہین کو عصبہ کہتے ہین - عصبہ کی پوری پوری تشریح رسالہ فرائض اُردو مین لکہہ چکا ہون جسکو تفصیل دیکہنی ہو وہان دیکہے مگر یہان بطور اجمال لکہتا ہون کہ عصبات کے چار طبقے ہین - طبقہ اول تو جزو مذکّر یعنی بیٹا - پوتا - پڑپوتا وغیرہ - یہ سب سے مقدّم ہے اسکے سامنے کوئی ولی نہین ہے مگر ایسا ولی نکاح مین بجز ایک صورت کے متحقق نہین وہ یہ ہے کہ عورت جوان بادلی ہو اوسکا ولی اُسکا بیٹا یا پوتا وغیرہ ہوگا - باپ ولی نہین ہوگا - اگر عورت باولی نہو تو اُسکو ولی کی حاجت نہین ہے - اگر بچّی ہوتی تو بیٹا پوتا کس طرح ہوسکتا ہی - طبقہ دوم اُصول مذکّور - وہ اُصول جنمین واسطہ عورت کا نہووے یعنی باپ یا دادا پڑدادا وغیرہ ان مین اگر کوئی ہو تو اور کسی کو ولایت نہین - طبقہ سوم - پہر اصل قریب مذکّر کی پسری اولاد یعنی باپ کی اولاد جیسے بہائی - بہتیجا وغیرہ - پہر طبقہ چہارم اصل بعید کی پسری اولاد یعنی چچا اور چچا کے بیٹے وغیرہ -

مسئلہ ۳۵ - اگر ولی قریب بوجہ صغرسنی یا غلامی یا مجنون ہونے کے قابل تصرف نہو یا مدّت سفر غائب ہو تو حق ولایت کا زائل ہوگا -

مسئلہ ۳۶ جیسا کہ ترتیب طبقات مین ہے اسی طرح ایک طبقہ کے قریب ولی کے سامنے بعید کو ولایت نہین مگر بروقت عدم لیاقت ولی قریب کے بعید ولی ہوگا -

تشریح

فرض کرو کہ ایک عورت کے ایک تو چچا موجود اور دوسرے چچا کا بیٹا یا ایک چچا کا بیٹا اور دوسرے چچا کا پوتا - گو یہ سب ولی ایک طبقہ کے ہین مگر چچا کے سامنے چچا کے بیٹے کو ولایت نہین ہے اور چچا کے بیٹے کے سامنے چچا کے پوتے کو ولایت

نہین ہی۔ اگر چچا غائب یا صغیر سن یا باولا ہو تو چچا کے بیٹے کو ولایت پہونچیگی۔ کسیکو یہ اعتراض نہووے کہ چچا جب صغیر سن ہوا تو چچا کا بیٹا کہان سے ہوگا؟۔ یہ کیا ضرور ہے کہ چچا کا بیٹا اُسی کی اولاد ہو بلکہ جائز ہے کہ پہلے ایک چچا مرچکا ہو اوسکا بیٹا ہو۔

مسئلہ ۳۷ جب کوئی ولی عصبہ نہووے اوسوقت ولایت مان کو پہونچتی ہے کہ صغیرہ کا نکاح کردے پس اگر مان خلاف مرضی کسی ولی عصبہ کے کہین نکاح کردے تو وہ نکاح جائز نہین ہے۔

تشریح

آجکل یہ رواج ہو رہا ہی کہ مان لڑکی کی جہان چاہتی ہے نکاح کردیتی ہی یہ بالکل خلاف شرع ہے بہت جگہہ ایسا ہوتا ہی کہ لڑکی کا چچا اپنے بیٹے کی منگنی اپنی بھتیجی سے کرنی چاہتا ہی اور اوسکی مان نہین مانتی۔ حالانکہ بروقت نہونی باپ کے چچا کو ولایت ملی ہے اوسکو کیا ضرورت ہے کہ اوسکی مان سے اجازت طلب کرے اپنے بیٹے سے نکاح کیون نہین کردیتا بلکہ بعض ولی جو ایسے ہین کہ اون سے نکاح کرنا درست ہے اونکو اپنی نفس سے بہی نکاح کرنا جائز ہے جیسے کسی عورت کا ولی اوسکے چچا کا بیٹا ہو۔ تو اوسکو اختیار ہے کہ اپنی نفس سے بہی نکاح کرلے۔ پس جب مان نے اولیا کے ہوتے نکاح کردیا اگر اوسکی اولیا کو خبر نکاح پہونچگئی اور وہ خاموش رہی کچھہ اعتراض نکیا یا نکاح مین شریک ہوگئے پس نکاح ہوگیا۔ اسیطرح جب لڑکی جوان ہوئی اور اوسنے اوس نکاح کو تسلیم رکہا تب بہی نکاح درست ہوگیا۔ اگر لڑکی کی مان ایک شخص سے لڑکی کا نکاح کری اور ولی خواہ کتنی ہی دور کا کیون نہو دوسرے شخص سے نکاح کردے تو نکاح ولی کا متصور ہوگا۔ مان کا کیا ہوا نکاح معتبر نہین ہے۔

عوام مین رواج ہو رہا ہے کہ بروقت نکاح مان سے اجازت لیتی ہین۔ یہ بالکل واہیات ہے بلکہ اوسکے ولی سے اجازت لینی چاہئیے ہان ایسی عورت کوئی نہوگی کہ جسکا کوئی عصبہ موجود نہو۔

مسئلہ ۳۸ جب صغیرہ کا نکاح بجز باپ اور دادا کے کسی اور ولی نے کیا ہو تو اسکو اختیار ہے کہ جوان ہوتے ہی نکاح فسخ کرالے اسکا نام شرع شریف مین خیار بلوغ ہے۔

تشریح

شرع شریف مین باپ یا دادا کی کارروائی کو یون سمجھا گیا کہ عین مصلحت سے یہہ فعل کیا گیا۔ واقع مین باپ دادا بہت شفقت کرنے والے ہین اسلئے ان کے کئے ہوئے نکاح کو لڑکا لڑکی فسخ نہین کراسکتے ہین۔ البتہ علاوہ باپ اور

ہو ادا اسکے کارروائی محض مصلحت پر محمول نہین ہوتی ہے۔ لہذا اونکو اختیار دیا گیا کہ اگر چاہین نکاح فسخ کرالین بشرطیکہ بالغ ہوتے ہی نارضامندی ظاہر کرین جیسا کہ شفعہ مین فوراً بیع کی خبر سنتے ہی طلب مواثبت شرط ہے یہانتک کہ اگر کوئی صغیر بالغ ہو گیا اور مدت کے بعد ناراضی ظاہر کرے تو وہ معتبر نہین وسکا حق زائل ہو گیا اور بالغ ہونے مین بچہ کا قول معتبر ہے اگر اسمین اختلاف ہو کہ بالغ ہوا ہے یا نہین تو اوسکا قول معتبر ہوگا۔ عورت حیض کے آنے یا حاملہ ہونے سے بالغ شمار کیجاتی ہے اور مرد احتلام اور حاملہ کرنے سے بالغ شمار کیا جاتا ہے۔ اور اگر یہہ علامات ظاہر نہوں تو پندرہ برس کی عمر ہو جانے سے منسوخی کے بالغ شمار ہوگا۔ مگر قمری برس کا اعتبار ہے شمسی کا نہین۔ یہ میعاد اعلیٰ درجہ کی ہے اس سے کم مدت مین بھی جبکہ علامات بلوغ ظہور مین آوین بالغ ہو سکتا ہے

کفو اور غیر کفو کا بیان

مسئلہ ۳۹ - ولی دو قسم کا ہے ایک تو ولی نکاح اور دوسرا ولی فسخ۔ ولی نکاح تو صرف بلوغ تک ضروری ہے بعد بلوغ لڑکا لڑکی کو کچھہ حاجت ولی کی نہین ہے۔ اور ولی فسخ بھی وہی ہین جن کو ولی نکاح کہتے ہین لیکن وہ بلوغ کے بعد بھی ولی ہوتی ہین کیا معنی اگر کوئی عورت جوان بھی غیر کفو سے نکاح کرے تو اولیا کو اختیار ہے کہ اوس نکاح کو فسخ کرا دین کیونکہ اولیا کا اسمین ہتک ہوتا ہے لیکن نکاح قبل منسوخی صحیح و درست ہوگا۔ وہ حقوق جو متعلق نکاح ہین طرفین سے ثابت ہونگی اور منسوخی نکاح بدون حاکم نہین ہو سکتی ہے ۔

مسئلہ ۴۰ یہہ ولایت صرف عورت کے اولیا ہی کو ہے کہ اگر غیر کفو سے نکاح کر لے تو نکاح منسوخ کرا دین اور شوہر کے اولیا کو نہین ہے کہ اگر اپنے کفو سے گھٹے ہوئی خاندان سے نکاح کرے تو وہ بھی نکاح منسوخ کرا دین

مسئلہ ۴۱ کفاءت درمیان شوہر اور زوجہ کے ان چیزون مین معتبر ہے۔ نسب اور اسلام اور مال اور دینداری اور پیشہ

کفاءت نسب کا بیان

مسئلہ ۴۲ جو شخص ملک عرب کے رہنے والے ہین وہ غیر ملک عرب کے کفو نہین ہین۔ چونکہ ہندوستان مین اس کی تمیز پوری پوری نہین ہے کہ یہان کے شرفا کون سے قبیلہ عرب کے ہین لہذا فقط عرب کے خاندان کے لوگ مطلقاً ایکدوسرے کی کفو ہین

تشریح

مسلمانون مین سب سے اشرف ذات وہ ہے جنکی اصل ملک عرب ہو۔ جیسا شیخ سید یہان ہین۔ پھر شیخ بھی بہت قسم کے ہین

صدّیقی - فاروقی - عثمانی - قریشی - علوی - انصاری - یہہ سب ایک کفو ہین کچھہ فرق نہین اور جو قوم ایسی ہے کہ جزیرہ عرب کی نہین ہے اور وہ مسلمان ہوگئی جیسے ترک مغل - پٹھان - یا جاٹ - نگا - گوجر وغیرہ یہہ سب انکی کفو نہین - پس چونکہ شیخ اور سیّد دونون ملک عرب کے ہین ایک کفو شمار کیے جاینگے -

مسئلہ ۴۳ - پس جو شخص اشرف النسب ہین اگرچہ اونکا حسب اچھا ہو غیر اشرف النسب حسب والے کے کفو نہین ہین -

تشریح

نسب اور حسب مین یہ فرق ہے کہ نسب بہ نسبت باپ دادا کی اچھی ذات ہونیکی ہوتا ہے اور وہ کسبی نہین اور حسب جوہر ذاتی ہو اور کسب سے حاصل ہوا ہو جیسا کوئی مولوی ہو یا حافظ ہو - علیٰ ہٰذا القیاس - پس اگر شریف زادی کسی گھٹی ہوی ذات کے مولوی زادہ سے نکاح کرے تو اوسکی اولیا کو اختیار منسوخی نکاح کا ہے کیونکہ وہ شخص اوسکا کفو نہین اگرچہ اوسکا حسب اچھا ہو -

مسئلہ ۴۴ - نسب مین اولاد باپ کی شمار کیجاتی ہے - اگر کسی عربی نے عورت ہندوستانی سے نکاح کیا تو اولاد اشرف النسب سمجھی جاویگی - گو بمقابلہ اوسکے کہ جسکے مان باپ دونون عربی ہون گھٹی ہوی ہے -

تشریح

شرع شریف مین اولاد باپ کی ہے اور عورت مثل زمین کھیتی کے ہے اسی لئے کسی شخص کی دختر کی اولاد یعنی نواسا نواسی اوسکے خاندان مین بمقابلہ پسری اولاد شمار نہین کیجاتی ہے - ہندوستان مین شرفاء عرب جو کچھہ آئے تو بعض کیساتھہ عورات بھی آئی تھین اور بعض نے یہان کی عورتون سے نکاح کیا مگر وہ سب مخلوط ہوگئے اور سب ایک درجے مین شمار کیے جاتے ہین خصوصاً اس زمانہ مین نسب بالکل مجہول ہو رہا ہے کہین کہین تو سلسلہ انساب ہے ورنہ سب نام کی شریف ہین اور اپنی خاندان مین دوسری قوم کے داخل ہونیکو عار نہین سمجھتے ہین - نسب کی تمیز بہت مشکل ہے -

اسلام کا بیان

مسئلہ ۴۵ - جسکی ایک پشت یا دو پشت سے اسلام ہو وہ پرانے مسلمانونکا کفو نہین ہے اور تین پشت کا مسلمان پرانے مسلمانون کا کفو ہے -

تشریح

نو مسلم قدیم اسلام والون کا کفو نہین ہے مگر نو مسلم دو پشت تک ہے تاہم لیکن جب تین پشت کا مسلمان ہوگیا قدیم الاسلام شمار

کیا جاویگا۔ اسکے یہہ مُراد نہین ہے کہ جو تین پشت کا مسلمان ہو گیا وہ سب کا کفو ہو جاتا ہے بلکہ اپنی اوسی قوم کے پُرانی مسلمانو کا کفو ہوگا۔ جیسا کہ ہندوستان مین گوجر جاٹ۔ راجپوت ذاتین ہین جو اس ذات کی پُرانے مسلمان ہین وہ نو مسلم کے کفو نہین مین اور یہہ مطلب نہین ہے کہ جاٹ وغیرہ اگر پُرانی مسلمان ہو وہ شیخزادہ کا بھی کفو ہو جاویگا وہان اسی قوم کا۔ اگر ملک عرب کا کوئی شخص ہو وہ مسلمان ہو جاوے تو تین پشت کا مسلمان پُرانے مسلمانون کا کفو ہے۔

کفاءت مال کا بیان

مسئلہ ۴۶ کفاءت درمیان شوہر اور زوجہ کے مال مین بھی ہے۔ یعنی اگر عورت مالدار کسی کنگال مفلس سے نکاح کرے تو اوسکے اولیا فسخ کرا سکتے ہین

تشریح

کفاءت مال سے یہ مراد نہین ہے کہ جتنا مال زوجہ کے پاس ہو اُتنا ہی شوہر کے پاس ہو بلکہ اتنا مال ہو کہ مہینہ بھر کا خرچ زوجہ کا دے سکے اور جو کچھ مہر معجّل ہو جو رواج ہو کہ اوّل زوجہ کو دیا جاوے وہ دے سکے اگرچہ وہ اوسکی قوم کا ہو۔ اس سے کوئی یہ نسمجھہ جاوے کہ عورت کا جب غریب سے نکاح ہو تو اولیا کو اختیار فسخ نکاح حاصل ہوگا اگر باپ بہائی وغیرہ کسی عورت کا غریب کنگال سے جو اوسکی ذات کا بیٹا ہے نکاح کر دین تو وہ نکاح جائز ہے کیونکہ ولی قریب راضی ہو گیا۔ پھر کسیکو ولایت فسخ نہین ہے اس ولایت کا مدار ہتک اور عار پر ہے۔ جب ولی قریب کو اوسمین عار اور ہتک نہو دوسرے کی عار اور ہتک کا کچھ خیال نہین ہے اسی طرح جو ولی مجاز نکاح ہو اوسکی رضامندی سے باقیون کا حق ساقط ہو جاتا ہے اور یہ صورت وہان پیش آیگی جہان عورت بلا رضامندی اولیا کے نکاح کر لے۔

مسئلہ ۴۷ درمیان شوہر اور زوجہ کے کفاءت دینداری مین بھی معتبر ہے یعنی اگر کسی فاسق فاجر سے عورت پاکدامن نکاح کرلے تو اولیا کو اختیار فسخ نکاح کا ہے۔

تشریح

فاسق فاجر اوسکو کہتے ہین کہ گناہ کبیرہ مثل چوری۔ قمار بازی اور زنا علی الاعلان کرتا ہو اور اس فعل مین کچھ خلقت سے عار نکرتا ہو اور لہو و لعب اور منشیات مین وقت مُنہمک ہو جیسا پتنگ بازی اور شراب نوشی اور بہنگ چرس وغیرہ جو ممنوع صریحی ہین حقہ اسمین داخل نہین ہے اگرچہ ممنوع ہے مگر یہ جب تک ہے کہ اوسکی عقائد صاف ہون۔ اگر ان افعال کو حلال سمجھکر کرتا ہو

یا ایسے ادسے ممنوع شرع شریف کو حلال سمجھکر کرتا ہو وہ کافر ہے اوس سے نکاح ابتدا ہی سے جائز نہیں کیونکہ کفارت ابتدا مین معتبر ہے۔ علی ہذا القیاس سب کفارت ابتدائی معتبر ہین۔ اگر بعد نکاح کفو نہین رہا تو اولیا فسخ نہین کرا سکتے۔

مسئلہ ۴۸ - پیشہ کی کفارت بھی معتبر ہے رذیل پیشہ والا اگر عمدہ پیشہ والی خاندان کی عورت سے نکاح کرے تو اوسکے اولیا نکاح فسخ کرا سکتے ہین۔

تشریح

اعلی اور ادنی پیشہ موقوف رواج پر ہے بعض وقت کوئی کام معیوب ہوتا ہے اور دوسرے وقت معیوب نہین شمار کیا جاتا ہے البتہ جو پیشہ بہت ہی بُرے ہین مثل حجامی اور خاکروبی اور سقہ وغیرہ یہ سب وقت مین معیوب ہین۔ ہان البتہ عطاری بزازی جفت فروشی وغیرہ ایسی پیشون مین اعتبار رواج کا ہے اگر عرف مین کچھ معیوب نہون تو سب برابر ہین ورنہ ادنی پیشہ کیوقت مین اختیار فسخ ہے اور فی الواقع دار و مدار اس اختیار فسخ کا اوپر ننگ اولیا کے ہے اگر ننگ کچھ نہین ہے تو کچھ اختیار نہین ہے۔ پیر یہہ کفارت پیشہ کی وہان معتبر ہے جبکہ نسب معلوم نہو۔ اگر کوئی معلوم النسب مثل شیخ سیّد وغیرہ کوئی پیشہ کرنے لگی تو وہان معتبر نہین ہے اور کسی پیشہ کی طرف محض ایکدفعہ کار کرنے سے منسوب نہین ہوتا ہے بلکہ جبتک مین نیت سے برابر اوسی پیشہ کو نکیا ہو کبھی اوس پیشہ کی طرف منسوب نہوگا۔ جو سوداگر مختلف پیشہ کرتے ہین کبھی کچھ اور کبھی ۲۴۶
کچھ وہ کسی پیشہ کی طرف منسوب نہین ہون گے۔ عرب مین کسی پیشہ کے لئے ذات مقرر نہین ہے۔ ہندوستان مین بعض پیشہ والے اوسی کام کی وجہ سے جُدی ذات شمار کئے جاتے ہین جیسے درزی سقہ اور جو کوئی اور کام کرلیتا ہے اوسکو عطائی کہتے ہین۔

گواہون کے بیان مین

مسئلہ ۴۹ - عقد نکاح کے لئے کم سے کم دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتون کی ضرورت ہے کہ اونکے سامنے ایجاب قبول ہو۔ اگر مرد و عورت بلا حضوری گواہون کے آپس مین راضی رضامند ہو جاوینگے وہ نکاح نہین ہے اور نہ اوسپر حقوق نکاح مترتّب ہون گے۔

تشریح

کوئی معاہدہ ایسا نہین ہے جس مین گواہ لفظ جو معاملہ کے مشروط ہون بجز نکاح کے اسمین لفظ جو معاملہ ہی کے لیئے گواہ

مشروط ہین اور معاملات مین گواہ ثبوت معاملہ کے لئے درکار ہین کیا معنی اگر متعاقدین آپس مین اقرار ایجاب قبول کا
کرین معاملہ پورا ہوگیا کچھہ گواہون کی حاجت نہین ہے بخلاف نکاح کے کہ آپسمین اگر مرد و عورت ایجاب قبول کا ہو اقرار کرین
اور کوئی گواہ اسکا نہو وہ نکاح نہین ہے اسکی وجہ مسئلہ ۱۳ مین لکھی گئی ہے۔

مسئلہ ۵ - نکاح کا گواہ ہر مرد مسلمان ہوسکتا ہے خواہ فاسق فاجر ہو یا اور معاملات مین وسکی گواہی قابل سند نہو
جبکہ منکوحہ عورت مسلمان ہو اگر منکوحہ کافرہ اہل کتاب ہو تو ہر مسلمان اور ہر کافر جو اوسکی قوم کا ہو یا اوس سے اشرف ہو گواہ
ہوسکتا ہے۔

تشریح

نکاح اور معاملات مثل بیع کے اسرا ہین ہے کہ اوسمین گواہ عادل کی شرط ہو اور وجہ اسکی وہی ہے کہ جو مسئلہ گذشتہ
مین لکھی گئی کہ اور معاملات مین گواہ کی ضرورت واسطے ثابت کرنے اوس معاملہ کے ہے اور نکاح مین نفس وجود کیلئے اس
معاملہ کے گواہ کی ضرورت ہے بس وہ شخص جسکا عدالت مین اعتبار نرہا ہو یا وہ شخص کہ جو رشتہ دار قریب ہو نکاح کا گواہ ہوسکتا ہے
البتہ مسلمان عورت کی نکاح کا گواہ کافر نہین ہوسکتا ہے۔ اگر عورت کافرہ ہو اور وہ مسلمان سے نکاح کرے جیسے یہود ۲۶۱
و نصاریٰ اوسکی نکاح مین کافر گواہ ہوسکتا ہے اور فقط عورتونکی گواہی بھی نکاح مین معتبر نہین ہے جبتک کوئی مرد اونکے
ساتھہ جمع نہو۔

مسئلہ ۱۵ - نکاح کا گواہ وہ ہی کہ جو ایجاب قبول اس مجلس مین اپنے کان سے سنے اگر کوئی بہرا ہو اور دوسرا شخص
اوسکو آواز سے بتا وے وہ گواہ نہین ہے۔

تشریح

عام لوگ نکاح کا گواہ اونکو کہتے ہین جو دو شخص وکیل کے ساتھہ آتی ہین حالانکہ وہ گواہ وکالت کے ہوتے ہین اگر دلہا خود آپنا
نکاح کرے یا عورت خود اپنا آپ نکاح کر دے تو ان گواہونکی کیا حاجت ہے۔ نکاح کے گواہ صرف وہ لوگ ہین جو اوس مجلس مین
ایجاب قبول کو سنین اب اس زمانے مین ایسا اندھیر ہے کہ ان مسائل کا کچھہ علم نہین اول تو نوشہ ایسی ہلکی زبان سے قبول کرتا ہے
کہ وہ آواز دوسرے کے کان مین سنائی نہین دیتی ہے اور پھر اگر پاس کے دو ایک آدمی سننے مین آئے تو وہ بیچے ہوتے ہین جیسا کہ نوشہ
کے پاس سے آدمی نشین ورنہ اس سارے مجمع مین ایک گواہ نہوگا اور نکاح منعقد نہوگا اور اگر کسی شخص کے نکاح کے دو گواہ

ایک بہرہ ہو اور دوسرا گواہ زور سے پکار کر کہے کہ نوشہ نے قبول کر لیا ہے اور وہ خود نوشہ کے قبول کی آواز نہ سُنے وہ ہرگز گواہ نکاح نہیں ہے اگرچہ بدن سے بدن ملا ہوئے بیٹھا ہو یہہ معاملہ شرعی ہے اس میں عقل کو لڑانا فضول ہے اور عقل میں بھی یہہ بات مخالف نہیں ہے کیونکہ بدون مشاہدہ گواہی عقلاً جائز نہیں ہے دوسرے کے قول گواہی مقبول نہیں ہے ہاں البتہ ثبوت مہر میں کہ کتنا ہے اسمیں اگر قریب کی گواہی یا مستور الحال کی گواہی معتبر ہو وہ امر دیگر ہے کلام صرف انعقاد نکاح میں ہے وہ ہر قسم کے شخص سے ثابت ہو جاتا ہے۔

مہر کا بیان

مسئلہ ۵۲ - نکاح میں مہر بھی ضروری ہے بلا مہر نکاح نہیں ہو سکتا اور مہر واسطے انعقاد نکاح کے ضروری نہیں ہے بلکہ واسطے بقاء نکاح کے ضروری ہے۔

تشریح

ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنی چیز کا مالک دوسرے کو کچھہ بدلہ لیکر یا بلا بدلہ کر دیوے مگر عورت کو جائز نہیں ہے کہ اپنے عضو مخصوص کا شوہر کو مالک بلا عوض کر دیوے اگر عورت نے ایسا کیا اور تمام شرائط ایجاب قبول اور گواہ کے بجالائی نکاح منعقد ہو جاویگا مگر مہر مثل لازم آویگا۔

مسئلہ ۵۳ - کم سے کم مقدار مہر کی شرع شریف میں دس درہم ہیں اس سے کم مہر نہیں ہو سکتا ہے اور اگر اس سے کم کا کوئی مہر مقرر کرے تو دس درہم ہی مہر لازم ہوگا۔

تشریح

دس درہم ساڑھے اکتیس ماشہ چاندی کے ہوتے ہیں جو کچھہ قیمت موافق سکہ رائج ہووے تجویز کی جاوے اگر عورت کم پر رضامند ہو گئی تو بھی اسقدر ہی آویگا ہاں البتہ اگر بالکل مہر نہ ہوتا تو مہر مثل لازم آتا۔

مسئلہ ۵۴ - یہہ کچھہ ضرور نہیں کہ مہر دس درہم ہی ہوں بلکہ جو چیز کہ مال ہو اور اسکی قیمت اتنی ہو یا زیادہ وہ مہر ہو سکتے ہیں خواہ چاندی ہو یا سونا یا اور کچھہ چیز ہو گھوڑا بھینس زمین وغیرہ

تشریح

جیسا آجکل رواج ہو رہا ہے کہ مہر کروڑوں روپے باندھتے ہیں اور اسکے ساتھہ دو دینار لگا دیتے ہیں یہہ بھی مہر ہو سکتا ہے

اور جنہون نے یہ ایجاد کیا ہے اونکی یہہ غرض تہی کہ عورت زکوۃ سے بچ جاوے کیونکہ تانبے پر بدون نیت تجارت زکوۃ نہین آتی ہے بخلاف چاندی کے کہ اوسمین بلا نیت سوداگری بہی زکوۃ آتی ہے اور قرض مین زکوۃ مالدار کو دینی پڑتی ہے پس جب کسی عورت کا مہر ہزار دو ہزار مقرر ہوتا تو اسکے وہ روپئے اوسکے شوہر کے ذمہ قرض ہوتے سبب وصول ہوتے اوسکی تمام سالونکی زکوۃ لازم آتی بخلاف ٹکون کے کہ وہ تانبا ہے اوسمین زکوۃ نہین آتی ہے - کیونکہ نیت تجارت نہین ہے -

مسئلہ ۱۵۵ شریعت محمدیہ مین شراب اور سور اور مردہ مال نہین ہین یہہ مہر نہین ہوسکتی ہین -

مسئلہ ۵۶ آزاد آدمی کی خدمت بہی مال نہین ہے وہ بہی مہر نہین ہوسکتا ہے -

تشریح

جیسا کہ زید نے کسی عورت سے نکاح کیا اور ایک سال کیخدمت یا اوسکو ایک سال پڑہانا یا اور کوئی جان کی محنت اپنا مہر مقرر کیا یہہ مہر نہین ہوسکتا ہے کیونکہ اللہ تعالے نے فرماتا ہے کہ تبتغوا باموالکم اور جان کی محنت کو کوئی مال نہین کہتا ہے اس یا اسمین بڑی خرابی یہہ پیش آرہی ہے کہ مہر کو ایک فرضی چیز سمجہہ رہے ہین کوئی نہین سمجہتا ہے کہ یہہ دین واجب الادا ہے بہلا غریب بیچارہ پچاس پچاس ہزار کے جو مہر قبول کرلیتا ہے اسکے کیا معنی ہین اگر اوس سے کہا جاوے کہ فلانا گاؤن پچاس ہزار کا آتا ہے تو کبہی خریداری کو راضی نہووے گو اوسمین یہہ شرط لگائی جاوے کہ کا کر دینا - پس اصل مہر تو وہ ہے جو کہ ازواج مطہرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مقرر ہوا ہے وہ باقی جو کچہہ کرے تو ایسا ہو کہ قابل ادا ہونا چاہئے پہلی رؤسا جو گذر گئے اونکی لاکہون روپئے کے مہر ہوتے تہے اور وہ گاؤن اور ریاستین مہر مین اپنی ازواج کے نام لکہدیتی تہی اباونکی اولاد جو مفلس قلاش ہین وہ یہہ رسم بجالاتے ہین حالانکہ اونکو اوسکا ادا کرنا آسان تہا ان سے کب ہوسکتا ہے انمین کہان طاقت ہے پس ایسے لوگون کا نکاح فقط قول سے ہوا مہر کے ادا کا کیا احتمال ہے خلاصہ یہہ ہے کہ افضل مہر تو وہ ہے کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج اور دختران کا ہوا اور اگر کچہہ اور ہو تو وہ ہونا چاہئے کہ شوہر اوسکو ادا کرسکے ظاہر بات ہے کہ ہرکوئی شخص اپنی طاقت کے موافق بوجہہ اوٹہا سکتا ہے اوسمین دوسرے کی ریس کیون کرے مسلمانونکو چاہئے کہ اول جب رشتہ کیا جاوے مہر کی ہی تصریح کردیا کرین یہہ مہر جو آجکل مقرر کراتے ہین محض برائے نام ہوتے ہین کسیکو ادا کی کا خیال نہین ہوتا ہے ور بلا تحقیق قبول کرلینا یہہ خود دلیل ہے کہ تا بحیات واجب الادا نہین ہے

مسئلہ ۵۷ مہر دو قسم کا ہے ایک مہر معجّل اور دوسرا مہر موجّل - مہر معجّل اوسکو کہتی ہین کہ اوس کا نقد دینا واجب ہو یا اوس کے

ادا کرینگی کوئی میعاد نہو جب چاہے عورت وصول کر سکے - اور موجل وسکو جو کسی میعاد پر ادا کیا جاوے -

تشریح

یہہ موقوف رواج پر ہے - ہندوستان مین بہت کہین رواج مہر معجل کا نہین پایا جاتا ہے کہ جو کچھہ مہر ہو نقد اوسی مجلس مین دیا جاوے اگر ملک عرب مین ہو تو معلوم نہین - البتہ جسکو یہان بری کہتے ہین وس مین جوڑا عروس کا اور کچھہ اور اشیا مثل دو چار عدد زیور کے بہی ہوتے ہین اگر اسکے اندر نیت تملیک ہوتی ہے تو بیشک یہہ مہر معجل شمار کیا جاویگا مگر بعض بعض جگہہ جو دیکہا گیا تو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مقصود نمایش ہوتی ہے دوسرے کی چیز بہی مستعار لیکر کارروائی کر لیتے ہین غرض یہہ ہے کہ وہ رقم جسپر قاضی نکاح منعقد کرتا ہے وہ کہین معجل نہین ہے - پس اگر عورت شوہر کے گہر جانے سے انکار کرے کہ جبتک میرا مہر ندے مین نہین جاتی ہون اسکو نہین پہنچتا ہے اور اگر مہر معجل مقرر ہوا ہو تو اوسکو اختیار ہے خواہ تسلیم نفس کے پہلے یا پیچھے اپنے نفس کو روکے اور جہان مہر کچھہ معجل اور کچھہ موجل ہون تو معجل ہی حکم ہے اور جہان مہر مطلق ہون وہان عرف کی اعتبار سے دیکہا جاوے کہ ایسی عورتونکے کتنے موجل اور کتنے معجل ہے جو کچھہ ہو وہ معجل قرار دیا جاوے کسی مقدار کا لحاظ نہین ہے ہمارے دیس مین تو مہر موجل ہی بلا تعداد اجل مقرر ہوتے ہین اسکے لیے فقہا نے میعاد موت یا طلاق رکہی ہے پس اس زمانے مین حالت قیام نکاح مین کوئی عورت جبراً مہر وصول نہین کر سکتی ہے اگر یہہ عرف بدلجاوے تو البتہ دوسری صورت ہوگی مہر کے مسایل کا مدار عرف پر ہی اور عرف جیسا ہو لہذا ...

مسئلہ ۵۸ جب مہر مین وہ چیز جسکا مہر ہونا عند الشرع جائز نہین ہے دوسری اور اشیا کے ساتھہ ملائی جاوے تو مہر صرف وہی اشیا ہونگی جس سے مہر مقرر کرنا جائز ہے اور باقی کلام لغو ہو گئے

تشریح

فرض کرو کسی نے مہر شراب کچھہ روپیہ مقرر کیئے تو مہر صرف روپیے ہونگے - اگر روپیہ مقدار مقررہ سے کم ہوگا تو موجب مسئلہ ... ادا کی لازم ہوگی -

مسئلہ ۵۹ وجود مہر کا تو نکاح سے پیدا ہوتا ہی لیکن استحکام اور استقرار صحبت کرنے سے یا خلوت صحیحہ ہو ... صحبت خواہ حقیقی ہو یا حکمی ہو مثلاً عدت مین دوبارہ نکاح کرے تو دوسرا مہر پورا لازم آویگا -

تشریح

فرض کرو زید نے ہندہ سے نکاح دو ہزار روپیہ کے مہر پر کیا اب وجود مہر تو اس نکاح سے پیدا ہوا لیکن یہہ دو ہزار ...

ہونگے کہ جسوقت شوہر عورت سے صحبت کرلے یا خلوت صحیحہ حاصل ہوجاوے۔ خلوت صحیحہ اوسکو کہتے ہین کہ شوہر زوجہ کے ساتھ ایسی جگہ جمع ہو کہ اگر چاہے صحبت کرسکے اور مانع جسمی اور مذہبی اور خارجی کوئی ہو کیا معنی زوجین کوئی بیمار ہنو اور ہرگز اوسوقت مذہب کی روسے صحبت کرنی منع ہنو اور پردہ کا مقام ہو سب سے خالی ہو۔ اگر دونون اس طرح جمع ہوگئی ہون اگر مرد کو علم اسبات کا نہین ہے کہ یہ میری زوجہ ہے وہ خلوت صحیحہ نہین اگر مرد کو علم اسبات کا ہے اگرچہ عورت کو علم اسکا ہنو کہ یہ میرا شوہر ہے خلوت صحیحہ ہوجاویگی۔ پس اگر روزہ رمضان شریف یا احرام حج مین اگر دونون اس طرح سے ملین وہ خلوت صحیحہ شمار نہین کیجاویگی اور مرض سے یہ مراد ہے کہ جسکے موجود ہونیسے وطی دشوار ہو یا زیادتی مرض کی ہوجاوے۔ اگر مرد کا آلہ تناسل بالکل ہنو اور قابل صحبت ہنو یا بچہ ہو تو عذر معتبر نہین ہے خلوت صحیحہ ہوجاویگی اور استحکام اور استوار سے یہ مراد ہے کہ جب خلوت صحیحہ ہوچکی مہر پورا واجب ہوگیا اب اگر عورت کی طرف سے کوئی ایسا فعل بھی ہوجاوے کہ وہ اپنے شوہر پر آیندہ کو حرام ہوجاوے تب بھی مہر ساقط نہین ہوتا ہے جیسا کہ عورت اپنے شوہر کے بیٹے کو اپنے اوپر قدرت دیدے تب بھی مہر پورا آویگا بخلاف اوسکی کہ جبکہ یہ فعل قبل صحبت یا خلوت صحیحہ کیا جاوے تو اوس وقت مین اس عورت کو کچھ دینا لازم نہین آویگا۔ اگر قبل صحبت اور خلوت صحیحہ اپنے اختیار سے چھوڑدے تو جتنا مہر مقرر کیا ہے اوسکا آدہا دینا لازم آویگا۔ اگر شوہر زوجہ مین سے کوئی مرجاوے تب بھی پورا مہر لازم آتا ہے۔

مسئلہ شوہر کو اختیار ہے کہ اگر چاہے مہر مین زیادہ کردے اور عورت کو اختیار ہے کہ اپنے مہر سے جتنا چاہے کم کردے لیکن اس کا استحکام بھی [illegible] یا خلوت صحیحہ یا وفات سے ہوگا۔

تشریح

[illegible] ہوگا کہ جتنا مہر باقی ہو اگر معافی ہوگئی تو زیادتی کمی نہین ہوسکتی ہے کیونکہ مہر تمام ہوچکا اور نیز یہ بھی معلوم ہوگا کہ کچھ اسپر زیادہ ہوتا ہے وہ پہلی حیثیت کے [illegible] پہلے اوسکی زوجہ کا مہر دو ہزار روپیہ تھا اب وہ دو سو [illegible] مین بھی مہر مین دینا ہو سو اب سب مہر مین داخل ہوجاویگا بہت لوگونکو غلطی ہوتی ہے کہ اپنی زوجات کے نام اپنی جائداد [illegible] اوسکی مہر کے فروخت کرتے ہین اور دین مہر تھوڑا ہوتا ہے اور جائداد زیادہ ہوتی ہے تو وہان شفیع کھڑا ہوکر او تنے روپیہ دیکے [illegible] لیتا ہے۔ اگر اوس شخص کو جائداد دینی تھی تو اسطرح سے دیتا کہ جائداد داخل مہر کردیتا۔ اور جو جائداد [illegible] مہر ہوگئی تو اوس [illegible] اب شفعہ مین اوسکا ذکر آویگا۔ مگر عورت کا قبول بھی شرط ہے اور زیادتی جیسا کہ شوہر کرسکتا ہے اسی طرح

ولی مہر کر سکتا ہے مثلاً زید نے اپنے صغیر لڑکے کا خالد کا ہندہ سے دو ہزار پر نکاح کیا اب زید والد شوہر کو اختیار ہے کہ مہر میں جو کچھ چاہے اور زیادہ کردے اور اگر طلاق زوجہ کو قبل صحبت کرنے یا خلوت صحیحہ کے دیجاوے تو نصف مہر میں زیادتی مجرا نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۶۴ اگر کسی عورت کا بلا ذکر مہر نکاح ہو یا نکاح مشروط اوپر نہ ہونے مہر کے ہو یا نکاح اس طرح ہو کہ تو مجھے اپنی دختر کا نکاح کردے میں اسکی عوض میں اپنی ہمشیرہ کا تجھسے نکاح کردوں اور مہر طرفین میں کچھ نہیں ہے تو ان سب صورتوں میں نکاح سب صحیح ہیں اور مہر مثل لازم آویگا بشرطیکہ صحبت یا خلوت صحیحہ ہوگئی ہو ورنہ صرف متعہ لازم آویگا۔

تشریح

یہہ پہلے ثابت ہوچکا ہے کہ مہر نفس عقد نکاح کے لیئے ضروری نہیں ہے بلکہ بقاے نکاح کیلئے ضروری ہے جہاں کچھ مہر مقرر نہ ہو یا ممنوع شرع شریف مہر مقرر کیا جاوے تو وہاں مہر مثل لازم آویگا اور مہر مثل اسکو کہتے ہیں کہ اس صفت کی عورتوں کا اسکے باپ کے خاندان میں کیا مہر ہے اور مہر مثل میں اعتبار دس چیز کا ہے عمر اور جمال اور شہر اور وقت اور عقل اور دینداری اور کنواری اور علم اور خلق اور اولاد یعنی جو ایسی عورتیں اسی کی عمر کی اور ایسا ہی جمال ہے اور خاص اسی شہر کی رہنے والی اور اسی زمانہ میں اور ایسی ہی عقل اور دینداری میں ہوں اور جیسے یہہ کنواری ہیں وہ بھی کنواریاں تھیں اور علم تہذیب اخلاق ایسی ہی رکھتی ہوں اور کچھ اولاد نہ رکھتی ہوں جو انکا مہر ہے وہ اوسکا مقرر کیا جاوے اگر کسی صفت میں اختلاف ہے تو اوسکے مہر کی نظیر نہیں ہوسکتی ہے مثلاً کنواری کے مہر کو رانڈ کے مہر سے مقابلہ نہیں کرسکتے اور ایک شہر کے مہر کو دوسرے شہر پر قیاس کرسکتے ہیں اور نہ پرانے زمانیکے مہر کو اب کے زمانہ پر قیاس کرسکتے ہیں علی ہذا القیاس حسینہ جمیلہ عورت کا مہر مثل بدشکل عورت کے نہیں ہوتا ہے خلاصہ یہہ ہے کہ مہر بمنزلہ قیمت شمار کرنا چاہیے ان اوصاف کی بدلنے سے جب قیمت بدل جاوے تو مہر کیوں نہیں بدلیگا اور اسی بنا پر مہر میں کچھ لحاظ ان صفات کا نہیں بلکہ ایک جیتے اور برادری کا کچھ مہر ہے اور دوسرے جیتے اور برادری کا کچھ اور مہر ہے اور حسن وغیرہ کا کچھ خیال نہیں کرتے ہیں پس مہر مثل اسکے زمانے کی موافق اوسکو کہتے ہیں جو مطلق مہر کے بولنے سے سمجھہ میں آتا ہو یہہ ایک قاعدہ شرع شریف پر موقوف ہے وہ یہہ ہے کہ جب کسی شے کی قیمت مطلق بیان کیجاوے تو وہ محمول غالب نقد پر ہوتی ہے جیسے کوئی شخص ایک وبیہ کی کوئی شے خریدے تو اوس سے مراد انگریزی کا روپیہ ہوگا گو اوسنے تشریح نہیں کی ہو علی ہذا القیاس مہر بھی وہی ہوگا جو علی العموم اوسکی قوم میں سب مقرر کرتے ہیں یہہ صورت مطلق کی ہوگی

لحاظ ہو۔ قاعدہ کلیہ ہے اگر تفریق نکاح صحیح مین قبل وطی یا خلوت صحیحہ ہوتی ہے تو نصف معین وقت عقد دینا لازم آتا ہو اگر نکاح فاسد مین تفریق قبل از صحبت یا خلوت صحیحہ ہو تو وہان کچھہ لازم نہین آتا ہے بجز اسکے کہ عورت کو تین کپڑے دیوے پانچ پانچ درہم کی قیمت کے اور نصف مہر مثل سے زیادہ قیمت کے نہون۔

مسئلہ ۶۲ اگر اختلاف درباب تعین مہر کے ہو تو دیکھنا چاہیئے کہ مہر کس کے دعوی کی تائید کرتا ہے یا نہین اگر کسی کی دعوی کی تائید کرتا ہو تو فریق ثانی کے ذمہ ثبوت ہے اگر ثبوت نہو فقط حلف سے دعوی فریق مؤید مہر مثل ثابت ہو جاویگا اور اگر مہر مثل کسی کا مؤید نہین تو ہر ایک کے ذمہ بار ثبوت ہو جو اپنے دعوی کو ثابت کر دیگا اوسی کا حکم حاکم کر دیگا اور اگر دونون ثبوت بہم پہنچا دین تو عورت کے گواہ مرجح سمجھے جاوینگے۔

تشریح

فرض کرو زید شوہر اور ہندہ زوجہ کے درمیان اختلاف دربارہ تعین مہر ہے زید کہتا ہے کہ مہر ہزار روپیہ ہین اور ہندہ کہتی ہو دو ہزار روپیے مہر ہین اب دیکھنا چاہیئے کہ انکے خاندان کا مہر مثل کیا ہے اگر وہ مؤید زوج کے دعوے کا ہو یعنی اوسکے دعوے کی برابر یا کم ہو تو یہان زوجہ کو اپنے دعوی کے ثبوت کی حاجت ہو اگر زوجہ سے ثبوت نہوا تو شوہر کا دعوی بلا شہادت حلف لیکر ثابت ہو جاویگا اور اگر مہر مثل عورت کے دعوے کا مؤید ہے یعنی اوسکے دعوے کی برابر ہے یا زاید ہے تو شوہر کو مثل صورت اول ثبوت لازم ہے اور اگر مہر مثل دونو نکے دعوون کے بیچ مین ہے تو ہر ایک اپنے دعوے کا ثبوت پیش کرے جسنے اپنا دعوی ثابت کر دیا اوسکا حاکم حکم کریگا اور اگر دونو نکا ثبوت برابر ہو تو مہر مثل کا حکم کرے اور اگر مہر مثل بیچ مین ہو اور ثبوت کچھہ کسی کے پاس نہو تو دونو سے حلف لے۔ اگر دونون نے حلف کر لیا تب بہی مہر مثل کا حکم کرے اور ایک نے حلف کیا اور دوسرا حلف سے انکار کرتا ہے تو حلف کرنیوالے کے دعویکا حکم کرے بس دونون کو حلف خاص اوسی صورت مین آتا ہو جب مثل کسی کا مؤید نہو اور جس صورت مین ایک کے ذمہ حلف ہو اگر وہ حلف سے انکار کرے تو مخالف کا دعوی ثابت ہو جاویگا

مسئلہ ۶۳ جس عورت کو صحبت کرنے اور خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق دیجاوے اوسکا آدھا مہر دیجاتا ہو اور آدھا مہر عقد نکاح کیوقت کا محسوب ہوگا اگر شوہر نے کچھہ مہر مین اور زیادتی کر دی ہو اوسکا آدھا نہین لیا جاوے گا۔

تشریح

مسئلہ ۶۲ مین پہلے لکھا گیا ہو کہ زیادتی کا استقرار صحبت یا خلوت صحیحہ سے ہوتا ہو جب یہہ دونون امر نہین پائے گئے تو وہ

زیادتی کالعدم ہے پس اصل مہر جو ہوگا اوسکا آدھا ملیگا اگر اختلاف درمیان تعین مہر ایسی حالت مین ہووے اور ثبوت کسی
دعوی کا نہو تو مہر ساقط ہوگا اور متعہ شوہر پر واجب ہوگا کہ زوجہ کو دیوے اسلئے کہ مہر پہلے صحبت کرنے اور خلوت صحیحہ سے پہلے استقرار
قبول نہین کرتا پس اختلاف سے یہان مہر بالکل ساقط ہوگیا اور متعہ لازم آیا اور متعہ تین کپڑون کو کہتے ہین اور وہ کپڑے
شوہر کی حیثیت کے مطابق ہون اگر امیر ہو قیمتی کپڑے دے اگر غریب ہے تو اوسکے مطابق کپڑے دے لیکن اوسکی قیمت
نصف مہر کے برابر نہو بلکہ کم ہو۔

مسئلہ ۶۴ - اگر عورت شوہر کے سامنے مرجاوے تو اوسکا چہارم یا آدھا مہر ساقط ہوگا اسکا شوہر خود وارث بنجاویگا

تشریح

جب کسی کی زوجہ مرجاوے دو حال سے خالی نہین یا تو مرتے وقت اوس زوجہ کے اولاد ہے یا نہین اولاد بیٹا بیٹی دونون کو
شامل ہے اور یہہ بھی ضرورت نہین کہ وہ اولاد اوس شوہر کی ہو بلکہ جائز ہے کہ اوسکے پہلے خاوند سے ہو پس بصورت
موجودگی اولاد شوہر کو چہارم حصہ ملتا ہے اور اگر اولاد نہو تو آدھا حصہ ملتا ہے پس جیسا ترکہ متوفاۃ اور کچھ چیز ہے
اسی طرح مہر بھی متروکہ سمجھا جاویگا۔

مسئلہ ۶۵ - عورت کو یہہ بھی اختیار ہے کہ اپنا کل مہر یا کم شوہر کو بخشدے اور فقط قول سے بھی وہ مہر ساقط ہوجاویگا
پھر اسکی حاجت نہین ہے کہ تجدید قبضہ کیجاوے۔

تشریح

یہہ کچھ ضرور نہین ہے کہ شوہر اول مہر زوجہ کو دیوے اور پھر زوجہ اوسکو بخشدے بلکہ جو دین شوہر کے ذمہ ہے وہ اوسکے سر سے
ساقط ہوگیا یہہ صورت دین مہر ہوگی جب کہ مہر ایسی چیز ہو جو قابل قرض دینے کی ہو اگر مہر زمین وغیرہ ہو تو ایسی صورت مین
قبض ہبہ صحیح نہین ہوگا اور نہ اوسکا مہر منتقل ہوسکتا ہے۔

مسئلہ ۶۶ - اگر درمیان شوہر اور زوجہ کے اختلاف زیور مین واقع ہو زوجہ کہے کہ مجھکو بطریق ہدیہ دیا اور شوہر کہے منجملہ مہر
کے دیا تو قول زوج کا معتبر ہوگا۔

تشریح

اگر اس قسم کا اختلاف لباس مین ہو تو زوجہ کا قول معتبر ہوگا یعنی ظاہر یہی ہے کہ بطور ہدیہ دیا ہوگا اسیطرح جو چیزین ایسی ہون

مسئلہ ۱۶۷ عورت کو بعد مرنے شوہر کے اختیار ہے کہ اپنا مہر بخشدے لیکن جب اوسنے معاوضہ پالیا تو معاف کرنا لغو ہے شوہر کے سر سے اوّل ہی ساقط ہو گیا۔

تشریح

فرض کرو زید مرا اور اوسکی زوجہ نے بمقابلہ دین مہر رضامندی دیگر ورثہ قبضہ مالکانہ کر لیا اور فی الواقع اوسکا متروکہ بھی اتنا ہی ہو کہ دین مہر ادا کیا جاوے یا کم ہو تو یہہ عورت کا قبضہ بمنزلہ بیع شمار کیا جاویگا پس ایسی حالت میں معاف کرنا لغو ہے۔ اگر بلا رضامندی ورثہ قبضہ ہو متروکہ اوسکی دین مہر سے زیادہ ہو تو ایسی صورت میں عورت کا قبضہ بطریق مرتہن ہے ایسی حالت میں بعد مرنے کی بھی اگر مہر بخشدے تو صحیح ہے۔ اسکی تفصیل باب عاریت میں لکھی جاویگی

نفقہ کا بیان

مسئلہ ۱۶۸ ۔ علاوہ مہر شوہر کے ذمہ روزمرہ کا خرچ دینا زوجہ کو ضروری ہے اور یہ خرچ دونوں کے حال کا اوسط ہونا چاہئے اور مکان رہنے کیواسطے بھی علیحدہ چاہئے

تشریح

یعنی اگر شوہر امیر ہے اور زوجہ غریب ہے تو خرچ غریبی سے زیادہ اور امیری سے کم ہونا چاہئے اور مکان علیحدہ بھی شوہر کے ذمہ ضروری ہے اگر زوجہ بوجہ نہونے مکان اور خرچ روزمرہ کے تسلیم نفس سے انکار کرے تو اوسکو اسکا استحقاق ہو سکتا ہے

مسئلہ ۱۶۹ بسبب ندینے خرچ روزمرہ کے حاکم جبراً طلاق نہیں دلا سکتا ہے البتہ عورت کو حکم دے کہ شوہر کے اوپر قرض لیکر اپنا خرچ چلا اوس خرچ کا ذمہ دار شوہر ہوگا یعنی حاکم کے فعل مختار کر دینے سے اسکو دوسرے شخص سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے

مسئلہ ۱۷۰ خرچ شوہر کے ذمہ جب سے واجب ہوگا کہ عورت نے اپنا نفس تسلیم کر دیا اور وہ عورت قابل صحبت بھی ہو عام ہے مرد خواہ قابلِ صحبت ہو یا نہو۔

تشریح

عورت کا قابلِ صحبت ہونا اسکے یہ معنی ہیں کہ صغیرہ نہو اور اگر بوجہ شرعی یا مرض کے قابل صحبت نہو اوسکا اعتبار نہیں ہے اوس صورت میں نان و نفقہ واجب ہے اور مرد خواہ بچہ ہو یا مجنون ہو جب عورت نے نفس تسلیم کر دیا اوسپر نان و نفقہ واجب ہو گیا

مسئلہ ۱۷۱ جب عورت نے بلا نفقہ شوہر اپنا گذارہ کسی طرح پر کر لیا تو اون ایّام ماضیہ کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں جبتک اوسکو حاکم سے حکم قرض لینے کا شوہر پر حاصل نہو۔

مسئلہ ۷۲ اگر شوہر غریب ہو اور نفقہ غریبون کا سا واجب ہوا ہو بعد امیر ہونیکی نفقہ مثل امیرون کے آیندہ کو دے اسی طرح اسکا برعکس ہے۔

مسئلہ ۷۳ اگر عورت شوہر کے یہان بیمار ہو جاوے یا اپنے گھر سے بیمار ہو کر شوہر کے یہان چلی آوے یا اپنے ہی گھر رہے شوہر کو پاس آنے سے نہ روکے یا عورت قابل وطی ہو لیکن قابل دیگر استمتاع ہو یعنی بوسہ مساس کے لائق ہو اور وہ اپنا نفس تسلیم کرے یا عورت باپ کے یہان رہتی ہو اور شوہر کو وطی سے منع نہین کرتی ہو اور وقت طلب شوہر اوسکے گھر جانے سے انکار نکرتے ہو۔ ان سب صورتون مین شوہر پر نفقہ واجب ہے۔

مسئلہ ۷۴ اور نیز نفقہ زوجہ کا اوس حالت مین بھی شوہر کے ذمہ واجب ہے جبکہ زوجہ نے اپنی نفس کو بوجہ ولا پانے اپنے حق کے روک لیا ہو۔

مسئلہ ۷۵ اگر عورت تسلیم نفس تمام دن رات یا بعض دن رات مین نکرے یا شوہر بلا عذر شرعی و بدنی اور استیفار حق کے استمتاع عورت سے روکا جاوے جتنے دنون وہ فعل موجود ہوگا اوس زمانیکا نفقہ شوہر کے ذمہ نہین ہے۔

تشریح

عام ہی خواہ کوئی شخص اجنبی روکے جیسے غصب کی صورت مین یا خود عورت ہی اوسکا باعث ہو جیسا کہ عورت بلا رضامندی شوہر گھر سے بھاگ جاتی یا بلا زوج سفر حج کری یا کوئی مانع شرعی جو عورت کیجانب سے اختیار پیدا ہوا ہو جیسے عورت نے اپنی شوہر کے اصول یا فروع کو اٹھے اوپر قدرت دیدی ہو۔ اگر مانع شرعی خود مرد کی جانب سے پیدا ہو وے جیسا کہ مرد نے اپنی زوجہ سے ظہار کر لیا تو اس صورت مین نفقہ ساقط نہین ہوتا ہے۔

مسئلہ ۷۶ طلاق کی عدت مین زوجہ کا نفقہ بذمہ شوہر واجب ہوتا ہے کیونکہ شوہر کے حق کیواسطے روکی گئی ہے اور تفریق فسخ نکاح کی عدت مین یا موت کی عدت مین نفقہ واجب نہین ہے۔

مسئلہ ۷۷ اگر کسی مقدار پر خاوند بیوی مین مصالحت واقع ہوگئی پھر اگر عورت کا گذارہ اوسمین نہو سکے تو زیادہ مقرر کرا سکتی ہے اور مرد اوسیقدر دینے سے انکار نہین کر سکتا ہے بجز اسکے کہ مرد کا افلاس اچھی طرح حاکم کو معلوم ہو جاوے اور وہ کم کر دے۔

مسئلہ ۷۸ اگر حاکم کے حکم سے عورت کا کچھ نفقہ مقرر ہو گیا ہو لیکن عورت کو یہہ حکم نہین ہوا کہ تو اپنے شوہر کے اوپر

قرض لیکر کہا۔ ایسا نفقہ خواہ کتنے ہی دنون کا ہو بعد مرنے شوہر کے یا بعد اوس فعل کے جس سے نفقہ ساقط ہو جاوے شوہر کے ذمہ واجب الادا نہین رہیگا۔

مسئلہ ۷۹ - اگر کسی شخص کے کئی عورتین ہون اون مین باعتبار امارت و غربت فرق نفقہ مین ہوگا نہ کہ برابر شمار کیجاویگی

مسئلہ ۸۰ نفقہ زوجہ کا جبتک وہ واجب الادا ہو اوسکا ابراء یعنی شوہر کو بری الذمہ کردینا جائز نہین ہے۔

تشریح

اگر کوئی عورت کسی سے نکاح کرے اور وہ یہ شرط کرے کہ مین اپنے شوہر سے نفقہ نہ لونگی یا اثنائے نکاح مین یہ شرط کرے کہ مین آیندہ کو نفقہ نہین لونگی اور وہ نفقہ بحکم حاکم مقرر نہین تہا تو اس اقرار کی وہ عورت آیندہ زمانے کے لئے پابند نہین کیجاوے گی زمانہ آیندہ مین جب چاہے دعویٰ کرے اور اگر اوسکا نفقہ بحکم حاکم کچہہ ماہواری یا سالانہ مقرر ہو گیا تہا اور اوس سے شوہر کو بری الذمہ کرے تو البتہ وہ اقرار صحیح ہے اوسپر پابندی لازم ہے۔ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جو کوئی دین داری واجب الادا نہو اوسکا ابراء صحیح نہین ہے

مسئلہ ۸۱ عورت کو اختیار ہے کہ علیحدہ مکان شوہر سے (جسمین کوئی عزیز شوہر کا نہ آسکے) طلب کرے اگر وہ تسلیم نفس مین یہی عذر پیش کرے قابل پذیرائی ہے۔

مسئلہ ۸۲ شوہر کو اختیار ہے کہ عورت کو اوسکی عزیز و اقارب کے پاس جانے سے روک دے لیکن اوس حد تک جسمین قطع رحم کی صورت نہو جاوے۔

مسئلہ ۸۳ عورت کو اپنے والدین بیمار کی خدمت جائز ہے اگرچہ شوہر نارضامند ہو۔ علیٰ ہذا القیاس ہمکلام ہونا تمام عزیز اقارب سے جائز ہے خواہ شوہر نارضامند ہو

تشریح

خلاصہ یہہ ہے کہ عورت کو اُن امور مین جو خلاف شریعت قرار دی گئی ہین اطاعت شوہر لازم نہین ہے اور نہ اونکے خلاف کرنے مین عورت کو نافرمان اور ناشزہ کہا جاویگا۔

طلاق کے بیان مین

مسئلہ ۸۴ طلاق اوس قید کے اوٹہانیکو کہتے ہین جو سبب نکاح کے پیدا ہوئی ہو بشرطیکہ طلاق دینے والا عاقل بالغ ہو بچے اور باؤلے اور بیہوش اور سوتے کی طلاق معتبر نہین ورنہ اجنبیہ عورت اور باندی کو طلاق دے سکتے ہین۔ البتہ

وہ منشیات جنکا عندالشرع کہانا منع ہو اگر اونکی نشہ مین طلاق دیجاوے وہ نافذ ہو جاتی ہے -

تشریح

شرع شریف مین یہ عتاب مرد نشیلے پر ہے کہ اوسکا قول وسکے ضرر کی حق مین معتبر کیا گیا - اور اگر نشہ کسی حلال شے سے ہو جاوے اوس نشہ مین اگر طلاق دی اوسکا حکم بیہوش کا سا ہے اوس سے طلاق نہین واقع ہوتی ہے -

مسئلہ ۸۵ خاوند بیوی کا علاقہ ایسا نہین ہے کہ استمراری ہو اور قابل زوال نہو - بلکہ جب چاہے یہ علاقہ منقطع ہو سکتا ہے بخلاف نسب کے وہ منقطع کرنے سے قطع نہین ہوتا ہے اگر کوئی بہائی یا باپ - ماں بیٹے نفی کرے کہ یہہ میری رشتہ دار نہین سب اقرار کالعدم ہین -

مسئلہ ۸۶ طلاق دینے کا اختیار شوہر کو ہے عورت کو نہین - البتہ اگر شوہر اپنا اختیار عورت کے سپرد کر دے تو جہانتک سپردگی عمل مین آویگی اوس حدتک عورت کو اختیار ہے کہ نافذ کرے زیادہ کا منصب نہین ہے

مسئلہ ۸۷ الفاظ طلاق کی دو قسم ہین ایک صریح اور دوسرے کنایہ - صریح اوسکو کہتے ہین کہ وہ لفظ خاص اسی کے لیئے تجویز ہوا ہو اور کنایہ اوسکو کہتے ہین کہ سوا اس معنی کے کچہہ اور بہی معنے ہوں -

تشریح

تمام الفاظ کی دو قسم ہین کچہہ لفظ طلاق ہی پر موقوف نہین - اوّل صریح دوسری کنایہ - صریح وہ ہے کہ جسکے معنی بلا نیت سمجہہ مین آوین اور اُس لفظ سے دوسرے معنے سمجہہ مین نہین آتے ہین جیسا کہ لفظ روپیہ اس سے اسکے معنی بلا نیت سمجہہ مین آتے ہین - اور اب اسکو کوئی راحت القلوب کہے یہ کنایہ ہے کیونکہ صریحی معنی راحت القلوب کے روپیہ کے نہین ہین پس اسیطرح الفاظ طلاق بہی صریح اور کنایہ ہونگی جو کہ لفظ صریح ہین اُن مین نیت کی حاجت نہین ہے یہانتک کہ اگر صریحی لفظ دوسری زبان کے بہی کہی اور معنی نہ سمجہی یا ہنسی مین کہے اور لہو لعب مقصود ہو تب بہی طلاق ہو جاتی ہے کیونکہ ہر شخص اپنی زبان پر پکڑا جاتا ہے - نیت کا صریحی لفظ مین اعتبار نہین -

مسئلہ ۸۸ صریحی لفظ طلاق کے وہ ہین جو عربی زبان مین اسی معنی کے لیئے مستعمل ہین اور علاوہ اسکے جو لفظ ہر ملک زبان مین اس معنی کے لیئے خاص ہین وہ بہی صریحی ہین اوسمین اعتبار عرف کا ہے ترجمہ کا نہین ہے بعض لفظ ایسے ہین کہ مرادف

ہوتے ہین لیکن ایک صریحی ہوتا ہے دوسرا نہین۔

تشریح

عربی زبان مین طلّقتُ اور ترکتُ قریب المعنی ہین مگر طلّقت لفظ صریح ہی اور ترکت نہین ہے اسیطرح فارسی مین بہت لفظ ہین علیٰ ہذا القیاس اُردو مین بہت لفظ ہین۔ پس بلحاظ محاورہ اور زبان کے اِس زمانے مین لفظ چھوڑ دینا اور آزاد کر دینا اُردو مین الفاظ صریحی طلاق ہین گو انکا ترجمہ عربی مین صریحی لفظ طلاق نہین۔ پس یہ بات محاورہ اور سمجھہ پر مبنی ہی کہ جو لفظ خاص اِسی معنی کے لئے لوگ بولتے ہین اور مجرّد اوس کے بولنے سے ہی معنے سمجھہ مین آجاتے ہون وہ صریحی ہین اور جو لفظ ایسے ہون وہ لفظ کنایہ ہین۔ مثلاً شوہر زوجہ کو کہی کہ مجھسے کچھہ واسطہ نہین رہا۔ یہ لفظ صریحی نہین ہین ہزارون شخص یہ لفظ بولتے ہین اور معنی علاوہ طلاق مراد ہوتے ہین۔

مسئلہ ۸۵ - صریحی لفظ سے بلا نیت طلاق رجعی واقع ہوجاتی ہے لیکن تین سے کم طلاق شوہر کو اختیار ہے کہ اندر میعاد عدّت کے اپنے کسی قول یا فعل سے پھر رجوع کرے تو وہ زوجہ ہی رہتی ہی۔ اور کنایہ کے لفظ سے طلاق بائن واقع ہوتی ہی یعنی اندر میعاد عدّت کے یا بعد کو نکاح سے پھر حلال ہوسکتی ہی بشرطیکہ تین سے کم طلاق دی ہون۔

تشریح

جیسے خلوت یا صحبت کرنا یا شہوت سے بوسہ لینا یا زبان سے کہنا کہ مین نے طلاق سے رجوع کیا یہ سب رجعت شمار کی جاوینگی۔

مسئلہ ۹ - طلاق جبتک ہوسکتی ہے کہ زوجہ اوسکی نکاح مین ہو۔ اگر نکاح سے باہر ہوگئی یا نکاح ہی منعقد نہین ہوا تھا تب طلاق سے کچھہ ثمرہ مرتب نہین وہ قول لغو ہی اسیطرح اجنبی عورت کو طلاق دینے بھی قول لغو ہے اِلّا اوس صورت مین کہ طلاق کو معلّق نکاح پر کیا ہو تو وہ تعلیق صحیح ہے۔

تشریح

اگر کسی نے اپنی عورت کو ایک طلاق دیدی پھر جب اوسکی عدّت گذر جاوے دو طلاق اور دیدی تو وہ دونون طلاق لغو ہین یعنی وہ عورت مطلقہ ثلثہ شمار نہین کیجاویگی کہ بلا دوسرے شوہر کی حلال نہین اسیطرح کسی شخص نے اپنی سالی سے بموجودگی اپنی زوجہ کے نکاح کر لیا اور پھر اوسکو تین طلاق دیدین تو وہ قول لغو ہی کیونکہ اوسکا نکاح ہی نہین ہوا تھا اب اگر اوسکی زوجہ مرجاوے تو وہ اپنی سالی سے بلا نکاح دوسرے خاوند کے نکاح کرسکتا ہی کیونکہ وہ اسکی سالی مطلقہ ثلثہ شمار نہین کیجاویگی

علی ہذالقیاس کوئی شخص اپنی باندی کو طلاق دیدے وہ بھی لغو ہے کیونکہ اوسکی حلّت نکاح پر نہیں ہوئی ہے یا ایسے ہی کوئی شخص ایک عورت غیر منکوحہ کو یون کہے کہ تجھکو مین نے طلاق دی اور پھر اوس سے نکاح کرے تو نکاح مین کچھہ خرابی نہین ہے ہان اگر یون کہے کہ جو مین تجھسے نکاح کرون تو تجھکو طلاق ہے یہ تعلیق صحیح ہو جاویگی نکاح کرتے ہی طلاق عائد ہوگی اور مستحق نصف مہر کی ہوگی اور شوہر سے جُدی ہو جاویگی اور شوہر کو مُفت نصف مہر دینا پڑیگا۔

مسئلہ ۹۱ - طلاق کے واسطے عورت کا حاضر ہونا شرط نہین اگر شوہر غائبانہ طلاق دے تب بھی طلاق ہو سکتی ہے اور میعاد عدّت طلاق کے دن سے شمار کیجاویگی۔ عورت کی علم کی تاریخ سے نہین یہانتک کہ اگر عورت کو بعد گزرنے میعاد عدّت کے خبر ہو تو پھر کچھہ اور عدّت اوسپر نہین آتی ہے۔

مسئلہ ۹۲ - طلاق جسطرح زبان سے شوہر دیسکتا ہے اسیطرح بذریعہ تحریر بھی دے سکتا ہے اور اسکی میعاد بھی تحریر کے دن سے شمار کیجائیگی۔

مسئلہ ۹۳ - اگر کوئی پڑہنے پڑہانے یا مشق کے لکھانے مین زبان یا تحریر مین لفظ طلاق لاوے اوس سے طلاق عائد نہین ہوتی ہے۔

تشریح

کوئی شخص دوسرے کو پڑہاتا ہے اور اوسکی موںہہ سے یہ نکلی طلّقت امراتی۔ یعنی اپنی عورت کو طلاق دی۔ یا عبارت کاغذ پر کسیکو بطریق مشق لکھدی اور لکھنے والے یا پڑہانے والے کی زوجہ ہو اوس سے طلاق نہین ہوتی ہے وہ تعلیم پر محمول ہے ہان البتہ اگر بروقت پڑہانے کے ہی اپنی عورت حاضر کی طرف اشارہ کرکے کہے جا ہے معنی نہ سمجھتا ہو طلاق ہو جاویگی

مسئلہ ۹۴ - جو شوہر اپنی زوجہ کو تین طلاق دیدے خواہ متفرق یا ایک دفعہ یا بائنہ یا رجعی پھر وہ عورت اوسپر حلال نہین تا وقتیکہ وہ عورت دوسرے شوہر سے نکاح نکرے اور پھر وہ شوہر اوس سے صحبت نکرے اور اوسکو طلاق ندا اور عدّت اوسکی نگذر جاوے۔ یا شوہر ثانی مرجائے خواہ صحبت کی ہو یا نکی ہو۔

تشریح

تین طلاق کے صرف یہی معنی نہین کہ زبان پر تین دفعہ لفظ طلاق کا آجاوے بلکہ ہر دفعہ اوسکا کہنا بطریق انشا ہو بطریق خبر نہو یہانتک کہ اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو ایک طلاق دی اور ہزار آدمی کے سامنے بدفعات یہ خبر بیان کی وہ سب اوس ایک طلاق کی خبر اور نقل مین ایک ہی طلاق شمار کیجاویگی تا وقتیکہ دوسرا لفظ بطریق معاہدہ اور انشا نہو کبھی معتبر نہین ہے۔

اگر تین طلاق ایک مرتبہ دی ہون تو اوسمین بلا شبہہ مغلظہ ہوجاویگی اگر متفرق تین طلاق دی ہین تو جس عورت سے صحبت کر لی ہے وہ بیشک مطلقہ ثلثہ ہوجاویگی اور جس عورت سے صحبت نکی ہو وہ مطلقہ ثلثہ نہین ہوگی کیونکہ جب اول طلاق اوسکو ہوگئی وہ بالکل شوہر سے جُدا ہوگئی دو طلاق جسوقت اوسکو دین وہ محل طلاق نہین ہے لہذا اوسکو یون کہا جاویگا کہ مطلقہ ثلاثہ نہین ہے۔

مسئلہ ۹۵ طلاق رجعی مین عورت اوسکی سب طرح منکوحہ ہے کچہہ پردہ وغیرہ شوہر سے ضروری نہین ہے مگر بہتر ہے کہ ہر وقت داخل ہونیکی اوسکو آگاہ کردیا کرے۔

تشریح

رجعی کی ایسی مثال ہے کہ جیسے کوئی شخص کسی جانور کا کہونٹی سے رسّا ڈہیلا کردے اور ظاہر مین وہ بندہا ہوا ہی معلوم ہووے لیکن جانور اگر چاہے جاسکتا ہے پہر اگر اوسکو کس دیا اور مضبوط بندہ گیا یہ معنی رجعت کے ہین اور اگر عدّت گذر گئی تو وہ عورت جُدی ہوجاویگی ایسکے معنے ہین کہ جانور کہل کر چلا گیا۔ بخلاف طلاق بائنہ کے کہ اوسکی یہ معنی ہین کہ جانور کو کہونٹے سے کہولدیا ہو اور بالکل جُدا ہوگیا ہو بدون باندہے پہر نہین رہ سکتا ہے یہان کسے سے کام نہین چلتا ہے یہی معنی ہین کہ طلاق بائنہ مین بدون نکاح عورت حلال نہین ہے۔ رجعت یہان معتبر نہین ہے۔

مسئلہ ۹۶ جتنے لفظ کنایہ ہین سب سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے بجز تین لفظ کے کہ وہ یہ ہین۔ اعتدی۔ استبرئی رحمک۔ وانت واحدۃ۔ یعنی عدّت مین بیٹہہ یا اپنے رحم کو پاک کر یا تو اکیلی ہے۔ اور باقی کنایات سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے۔

تشریح

کنایہ اوسکو کہتے ہین کہ علاوہ معنی طلاق کے اوس لفظ کی کچہہ اور بہی معنی ہون۔ کنایہ سے جبتک نیت نکیجاوے یا حال دلالت نہ کرے طلاق نہین ہوسکتی ہے۔ دلالت حال اوسکو کہتے ہین کہ طلاق کا تذکرہ اس کلام سے پہلے ہو۔ یا شوہر ناراض غضبناک عورت سے ہورہا ہو۔ اب دیکہنا چاہئے کہ کنایہ کے لفظ کے جو علاوہ طلاق کے اور معنی بہی ہوسکتی ہین وہ معنی ایا معنی طلاق کا مردہ ہے یا محض گالی ہین یا اور کچہہ مثلاً اگر زوجہ شوہر سے کہے کہ مجکو طلاق دیدے اور شوہر خفا ہوکر کہے کہڑی ہو جا یا چلی جا اس قسم کے الفاظ۔ ان کے ایک تو یہی معنی ہین کہ مین نے طلاق دیدی دوسرے معنے یہہ ہین کہ جہڑکتا ہے کہ ایسا سوال مت کر اور اگر اس عورت

کے جواب میں ایسے الفاظ کہے کہ تو بری ہے یا خالی ہے اسکی نیت یہ ہی معنی ہیں کہ طلاق تجکو دی یا یہ معنی کہ تو بھلائی اور حُسن وغیرہ سے بری خالی ہے۔ یہ محض الفاظ گالی کی شمار کئے جاینگے۔ اور اگر عورت کے جواب میں یہ کہا کہ اعتدّی اسکی ایک یہ بھی معنی ہیں کہ تو عدت میں بیٹھ دوسرے یہ معنی ہیں کہ شمار کر کچھ معلوم نہیں کہ کس چیز کو شمار کرنا مراد ہے۔ آب شمار کرنا یہ کوئی پہلی کلام کا نہ رد ہے اور نہ کوئی گالی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ مطلق لفظ کنایہ میں نیت ضرور ہے لیکن تین حال سے خالی نہیں یا تو حالت رضامندی میں یہ الفاظ کہیگا یا حالت غفلت میں یا حالت تذکرہ طلاق میں پہلی حالت میں تینوں قسم کے الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔ حالتِ غضب میں پہلی دو قسم کے الفاظ محتاج نیت ہیں۔ تیسری قسم کے الفاظ میں بلا نیت طلاق ہوجاتی ہے۔ اور حالت تذکرۂ طلاق میں پہلی قسم کے الفاظ نیت کے محتاج ہیں پچھلی دو قسم کے الفاظ سے بلانیت طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

مسئلہ ۹۷ طلاق نہ قابل ٹکڑے کرنے کے ہے اور نہ کسی مکان سے خصوصیت رکہتی ہے اور نہ تین سے زیادہ آزاد عورت کے لئے ہے اور نہ دو سے زیادہ باندی کے لئے ہے۔

تشریح

اگر کسی نے ہزار واں حصہ طلاق کا دیا وہ پوری طلاق شمار کیجائیگی۔ اگر کسی نے یوں کہا کہ تجہے طلاق ہے فلانی گہر میں تو اوسیوقت طلاق ہوجائیگی۔ اگر کسی نے کسی عورت کو دو سو طلاق دیدیں پس تین واقع ہونگی باقی کلام لغو شمار کیجائیگی۔

مسئلہ ۹۸ اگر کوئی لفظ نہ صراحۃً لفظ طلاق ہو نہ کنایۃً اور اوس سے کوئی شخص طلاق مراد لیوے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے جیسے یوں کہے کہ میں تجہسے ناراض ہوں۔ اس لفظ کے معنی طلاق کے نہیں ہیں اور یہ قاعدہ کُلیہ ہے کہ ہر لفظ سے وہی معنی قابل اعتبار ہوتے ہیں کہ وہ معنی صراحۃً یا کنایۃً سمجھے جاویں۔

مسئلہ ۹۹ گونگی کی طلاق اگر وہ لکھنا نہیں جانتا ہے اشارہ سے ہوسکتی ہے ورنہ بذریعہ تحریر کے۔ اسیطرح جو شخص بول سکتا ہو یا لکھ سکتا ہو لیکن اوسنے زبان ہی ہلائی اور کوئی حرف پیدا نہیں ہوا یا قلم کو لفظ طلاق لکھنے کی گردش ہی کی ہے مگر لفظ ظاہر نہیں ہوئے۔ یا تو وہ شے جسپر لکھا ہے قابل کتابت ہی نہیں ہے جیسے پانی ہوا۔ یا قلم میں وہ چیز نہیں جس سے لکھے۔ ان صورتوں میں طلاق نہیں ہوتی ہے۔

تفویض طلاق کا بیان ✓

مسئلہ ۱۰۰ جب طلاق مرد کی صفت ہے اوسکو اختیار ہے کہ یہ صفت دوسرے کو بھی منتقل کرسکے کیونکہ مالک شے اوسکو

کہتے ہین کہ اوسکو اختیار انتقال کا بہی ہو ۔ اوس انتقال کی تین صورتین ہین ۔

مسئلہ ۱۰۱ ۔ اول یہہ کہ جس طرح صفت طلاق شوہر کو حاصل ہے بعینہ اس صفت کا دوسرے کو مالک کر دینا کہ وہ بہی اوسکا لگا اوسکی عورت پر طلاق نافذ کر سکی اسکو شرع شریف مین تفویض کہتی ہین ۔ دوسرے یہہ کہ شوہر دوسرے کو اختیار دیدے کہ اس صفت کو ظاہر مین تو صادر کرے مگر فی الواقع یہہ فعل میرا ہوگا اور تو میرا نائب شمار کیا جاوے اسکو توکیل کہتی ہین ۔ تیسرے یہہ کہ شوہر ایک شخص کو اپنی الفاظ دیکر بطریق سفارت عورت کی پاس بہیجے کہ تو یہ لفظ اوسکو سناوے اسکو رسالت کہتی ہین یعنی ایلچی ہونا ۔

تشریح

تفویض اور توکیل اور ترسیل کا فرق معلوم ہوگیا کہ تفویض مین در صورت و در حقیقت شخص غیر ہی طلاق دینے والا ہوتا ہی موافق اوس منصب کے جو شوہر کیجانب سے حاصل ہوا اور توکیل مین مُطلّق تو یہی صورۃً ہوتا ہی لیکن حقیقت طلاق دینے والا شوہر ہوتا ہی اور ترسیل مین در حقیقت اور در صورت طلاق دینے والا شوہر ہی ہوتا ہی ۔ شخص غیر محض ناقل ہوتا ہے پر شرط یہہ ہی کہ شوہر نے جسوقت اور جس مقدار اور جس کیفیت تک اجازت دی اوس سے سر مو شخص غیر تجاوز نکرے ۔ پہر جب تفویض مین تملیک ہوتی ہی اسمین رجوع نہین ہو سکتا ہے اور شخص غیر مملک قابل معزولی نہین اور شوہر کے اہل طلاق نرہنی سے باطل نہین ہوتی اور مقید ایک مجلس کیساتہہ ہوتی ہے اور شخص غیر کے مجنون ہونے سے باطل نہین ہوتی بخلاف توکیل کے کہ اوسمین یہہ کوئی صورتین نہین چلتین ۔ اسکا مطلب یہ نہین کہ وہ شخص غیر بحالت جنون طلاق دے سکتا ہے بلکہ وہ تفویض باقی رہتی ہے جب اوسکو ہوش آویگا طلاق دے سکتا ہے ۔

مسئلہ ۱۰۲ ۔ تفویض طلاق تین طرح ہو سکتی ہے ۔ تخییر (۱) ۔ امر بالید (۲) ۔ مشیّت (۳) ۔ تخییر مین ایک تو نیت طلاق دوسرے قید مجلس تیسرے شوہر یا زوجہ کے کلام مین لفظ نفس کا ضرور ہے مثلاً شوہر کہے اختیار کر تو اپنے نفس کو زوجہ کہے اختیار کیا مین نے یا شوہر کہے اختیار کر تو زوجہ کہے اختیار کیا مین نے اپنے نفس کو یا شوہر کہے اختیار کر تو اپنے نفس کو زوجہ کہے اختیار کیا مین نے نفس اپنے کو ۔ غرض یہہ ہی کہ نفس کا لفظ یا تو ایک کے کلام مین ہو یا دونون کے کلام مین ۔ اگر کسی کے کلام مین نہین ہوگا طلاق نہین ہوگی جیسے شوہر کہے اختیار کر تو زوجہ کہے اختیار کیا مین نے ۔ اور یہہ بہی ضرور نہین کہ نفس کا ہی لفظ ہو بلکہ جو لفظ اسکے ہم معنی ہو یا ایسا جزو ہو جس سے کل کو بیان کر سکین جیسے گردن اور روح وغیرہ ایسی جزو ہر ایک زبان مین مختلف ہین دریافت سی معلوم ہو سکتے ہین ۔

تشریح

اس مسئلہ مین ایک مجلس ضرور رہی مگر فی الفور مثل شفعہ ضرور نہین اگر مجلس دراز ہو اختیار باطل نہین ہوتا اگر مجلس مختلف ہو جائیگی

اختیار باطل ہو جاویگا اور مجلس کا مختلف ہونا جیسا کہ وہان دوسری جگہہ چلی جانے سے ہو جاتا ہی اسی طرح دوسرے

کام کو شروع کرنا اس سے بہی ہوتا ہے۔ غرض یہ ہی کہ جس سے اعراض پایا جاوے۔ اگر کہڑی تہی بیٹھ گئی یا اپنے مان باپ

کو مشورہ کیلئے بلایا تو اس قسم کے افعال مین کوئی دلیل اعراض نہین ہے اور اگر بیٹھی تہی یہ سنکر کہڑی ہو گئی یہ دلیل اعراض

کی ہے۔ اور اختیار کر تو اپنی نفس کو اس سے تین طلاق کی نیت شوہر نہین کر سکتا ہے البتہ اگر شوہر تین دفعہ یہہ لفظ کہی چاہی

زوجہ کسیکو اختیار کرے تب بہی تین طلاق عائد ہو جاتی ہین اور اس سے طلاق بائنہ واقع ہو گی۔ رجعی نہین ہو گی

مسئلہ ۱۰۳ - اگر جس میعاد تک تفویض عمل مین آئی تہی اوسکی گزرنے کے بعد عورت کو معلوم ہوا اب عورت کو اختیار

نہین مثلاً غروب آفتاب تک تفویض مقید تہی بعد غروب آفتاب عورت کو خبر ہوئی ہو۔

مسئلہ ۱۰۴ - اگر کسی نے اپنی زوجہ کو اس طرح سے اختیار دیا کہ جب مین تجہکو خرچ ندون تجہکو اپنے نفس کا اختیار ہے جب

چاہے طلاق دیلینا۔ یا کسی نے بروقت نکاح یا بروقت تحریر کابین نامہ یہہ شرط کرلے ہو تو عورت کو بعد نہ دینے خرچ کے

اختیار ہوگا کہ طلاق دے اور وہ طلاق بلا رضا شوہر واقع ہو جاویگی۔ علی ہذا القیاس کوئی عورت یہہ شرط کرلے کہ اگر میرا اوپر تو کسی اور

عورت سے نکاح کرے تو اوسکی طلاق دینے کا مجہکو اختیار حاصل ہوگا۔ یہ بہی شرط صحیح ہو گی۔

تشریح

اس زمانے مین یہ شرط بہت مفید اون عورات کو ہین کہ جو کسی بدمعاش کے پلہ پڑ گئی ہین اور اب زمانہ ایسا ہی ہوتا جاتا ہے

کہ کثرت زنا کی بہت ہونے لگی اور اپنی عورتون کو بہت تنگ کرنے لگے اگر بوقت نکاح اس شرط کو کام مین لاوین تو بہت مفید ہے

مسئلہ ۱۰۵ لفظ امر بالید اور مشیت کے حکم مثل تخییر کے ہین لیکن اتنا فرق ہے کہ امر بالید کے طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے

اور مشیت مین طلاق عورت کے ارادے پر موقوف ہے اور نفس کے لفظ کا ذکر کسی کلام مین یہان بہی ضرور ہے اور نیز اوسی

مجلس مین قبول کر لینا الا اوس صورت مین کہ شوہر نے تمام وقتون کی اجازت دیدی ہو جیسا کہ یون کہے کہ جب چاہے تو

اپنے نفس کو طلاق دیدے اس صورت مین مقید بہ مجلس نہ ہو گی۔

مسئلہ ۱۰۶ - اگر کوئی شخص اپنی عورت کو بیٹی یا بہن کہے تو اس سے طلاق نہین ہوتی ہے۔ البتہ اگر مثل بیٹی یا بہن کے

کہے اور نیت طلاق کی ہو تو طلاق واقع ہو جاویگی ورنہ نہین۔

مسئلہ ۱۰۷ اگر کوئی شخص اپنی عورت کو او طلاقن کہکے پکارے اگر وہ عورت پہلی طلاق دی ہوئی اس خاوند یا اَور خاوند کی نہو تو بالیقین لفظ طلاق ہو جاویگا اور اگر پہلے ہی وہ طلاق دی ہوئی ہے تو اوسمین اگر شوہر ارادہ طلاق کرے تو طلاق ہوگی اور اگر ارادہ گالی کا ہو کہ یہ عورت اس صفت کی ہے تو یہی مراد ہوگی یعنی طلاق نہین شمار کیجاویگی

تشریح

اسکا ذکر مسئلہ مین پہلی بالتفصیل ہو چکا ہے وہان یہ قید ملحوظ رکھنی چاہیے بخلاف اسکے کہ اگر بلا ارادہ پکارنے سے پورا لفظ طلاق اس طرح سے کہے کہ تجھکو مین نے طلاق دی یہ جتنی دفعہ کہے مستقل شمار کیا جاویگا۔

تعلیق طلاق کے بیان مین

مسئلہ ۱۰۸ شوہر کو اختیار ہے کہ طلاق کو کسی شے پر معلق بھی کردے کہ اگر فلان امر اسطرح ہو تو تجھکو طلاق ہے

مسئلہ ۱۰۹ جسوقت وہ معلق کرتا ہو اوسوقت عورت اوسکی زوجہ ہو اجنبیہ نہو الّا اوسصورت مین کہ طلاق کو نکاح پر ہی معلق کیا تو اجنبیہ کی بھی تعلیق صحیح ہے

تشریح

زید اگر ہندہ کو یون کہے کہ اگر تو فلانی گھر مین داخل ہوگی تو تجھکو طلاق ہے یہہ تعلیق جب صحیح ہوگی کہ جسوقت یہہ لفظ کہے ہندہ زید کی منکوحہ ہو ان البتہ اگر ہندہ زید سے محض اجنبیہ تھی اور زید نے کہا اگر مین تجھسے نکاح کرون تو تجھے طلاق ہے یہہ تعلیق صحیح ہوگی نکاح ہوتے ہی طلاق ہو جاویگی کیا معنی آدھا مہر صفت ہندہ اڑاویگی اگر اسیطرح ہندہ کو زینبہ سلمیٰ کو کہین تو ہندہ کو ایک مجلس مین بالتفریق سب سے نکاح جائز ہے اور سب نصف مہر کی مستحق ہوگی اور کسیکی زوجہ آخر مین نہین ہوگی کیونکہ ان سب کی طلاق قبل دخول ہوگی اور طلاق قبل دخول مین عدّت لازم نہین ہے کہ کچھ انتظار کرے اوسی وقت دوسرے سے نکاح کرسکتی ہے۔ اور یہہ طلاق رجعی نہین ہوتی ہے کہ شوہر پھر رجعت ہی کرلے۔

مسئلہ ۱۱۰ اور جس امر پر طلاق معلق ہو وہ امر معدوم ہو لیکن ہوسکتا ہو اگر موجود ہوگا تب بھی تعلیق نہوئے فی الحال طلاق ہو جاویگی۔ علی ہذا القیاس وہ امر ہو نہین سکتا تب بھی وہ کلام لغو ہے۔

تشریح

زید اگر اپنی عورت کی طلاق کو عمر کے آنے پر معلق کرے تو عمر کا آنا ہو سکتا ہے لیکن اوسوقت حاصل نہین اگر اوسیوقت حاصل ہو تو فی الحال طلاق واقع ہوگی تعلیق نہوگی اور یون کہا کہ اگر اونٹ سوئی کے سوراخ مین گہس جائے تو تجہکو طلاق ہے یہ کلام لغو ہے جیسا کہ یہ مثل ہے "نہ نو من تیل ہوگا نہ رادہا ناچیگی"۔

مسئلہ ۱۱۱ تعلیق کا لفظ طلاق کے ساتہہ ملا ہوا ہو اگر بیچ مین سکتہ کر کے لفظ تعلیق کہے تو معتبر نہین ہوگی مگر اوس حالت مین کہ جب کسی شخص کی زبان مین لکنت ہو دیر مین لفظ منہہ سے نکلتے ہون۔

تشریح

یہہ قاعدہ کلیہ ہے کہ اگر ایک شخص کے دو کلام ہون تو اُن مین یا تو خلاف ہوگا یا نہین اگر خلاف نہین تو دونو کلام معتبر سمجھے جاوینگے خواہ ملاکر کہے ہون یا جُدے جُدے۔ اگر دونون کلام خلاف ہین تو دیکہنا چاہیئے کہ یا دوسرا کلام پہلے کلام کو بالکل نابود کرتا ہے یا کچہہ باقی چہوڑتا ہے۔ اگر نابود کرتا ہے تو دوسرے کلام کا مطلقاً اعتبار نہین خواہ ملاکر کہے یا جُدے جُدے اگر پہلے کلام سے کچہہ باقی چہوڑتا ہے اوسکو استثنا کہتے ہین اگر ملاکر کہا تو معتبر کیا جاویگا ورنہ نہین مثلاً زید کہے عمر کے میرے ذمہ پچاس ۵۰ روپیے آتے ہین پہر کہنا کہ عمر کا کچہہ نہین آتا۔ یہ رجوع اقرار ہے اسکا کچہہ اعتبار نہین۔ اگر یون کہتا کہ عمر کے میرے ذمہ پچاس ۵۰ روپیے ہین مگر دس۔ تو اسکا اعتبار کیا جاتا۔ چالیس واجب الادا شمار کیے جاتے۔ اگر دیر مین مگر دس کہتا تو اسکا بہی اعتبار نہین۔ یہ قاعدہ کلیہ کچہہ طلاق ہی پر منحصر نہین سب جگہہ جاری ہے طلاق مین تعلیق بہی بمنزلہ استثنا ہے اسکے واسطے بہی متصل ہونا کلام مین بموجب اسی قاعدہ کے مشروط ہے۔

مسئلہ ۱۱۲ اگر طلاق کے لفظ کے ساتہہ فقط حرف شرط کہا اور مشروط ذکر نہین کیا وہ کلام لغو ہے نہ فی الحال طلاق ہوگی (اور نہ معلق مثلاً کوئی کہے۔ تجکو طلاق ہے اگر۔

مسئلہ ۱۱۳ جب تعلیق بجمیع شرائط صحیح ہوجاوے پہر باطل نہین ہوتی ہے جبتک عورت ایسی حرام ہوجاوے کہ نکاح سے بہی حلال نہو۔ اور فقط نکاح کے نکلنے سے تعلیق باطل نہین ہوتی ہے۔

تشریح

اِسکا یہ مطلب ہے کہ آزاد عورت کو تین طلاق اور باندی کو دو طلاق شوہر... سے ایسا حرام کر دیتی ہین کہ بلا واسطہ دوسرے شوہر کے نکاح سے بہی حلال نہین ہوتی اور اسکو مطلقہ مغلظہ کہتے ہین پس خلاصہ یہ ہوا کہ تا وقتیکہ مغلظہ نہو تعلیق باطل

نہیں ہوتی ہے مثلاً زید نے اپنی عورت ہندہ سے یہہ کہا کہ اگر تو گھر مین داخل ہوگی تو تجکو طلاق ہے - پہر گھر مین داخل ہونے سے پہلے زید ایک طلاق بلا تعلیق دیدے اور وہ عورت جدی ہوجاوے تو اس جدی ہونے سے اگرچہ وہ زوجہ نہین رہی مگر وہ تعلیق باطل نہین ہوئی کیا معنی اگر پہر زید اوس سے نکاح کرے اور وہ گہر مین داخل ہو تو بموجب تعلیق اوپر طلاق واقع ہوگی اور اگر زید گہر مین داخل ہونے سے پہلے اوسکو تین طلاق دیتا تو وہ تعلیق باطل ہوتی یعنی اگر دوسرے شوہر سے حلالہ کراکر پہر زید سے نکاح کرتی اور پہر گہر مین داخل ہوتی تو بموجب اُس تعلیق کے طلاق واقع نہین ہوگی - اسی طرح اگر زید اپنی عورت کو یہہ کہتا کہ جتنی دفعہ تو گہر مین داخل ہوگی تجکو طلاق ہے - اگر اوس عورت پر تین طلاق واقع ہوچکین پہر شوہر ثانی سے حلالہ کراکر زید کے نکاح مین آئی اب طلاق نہین واقع ہوگی کیونکہ وہ تعلیق باطل ہوچکی -

مسئلہ ۱۱۴ - اگر مرد نے عورت کے کلام کا جواب غصے مین بشکل تعلیق الفاظ بیان کیے وہ تعلیق نہین ہوگی فی الحال طلاق ہوجاویگی مگر شرط یہہ ہے کہ عورت مرد کا کلام طعن وطنز آمیز ہو مثلاً عورت نے کہا او بے غیرت مرد نے کہا اگر مین بے غیرت ہون تو تجکو طلاق ہے - فی الحال طلاق ہوجاویگی - اگر کلام طعن آمیز نہو تو وہ تعلیق ہی شمار کیجاویگی - مثلاً عورت کہے کہ میرے اوپر دوسری عورت سے نکاح نکرنا - مرد نے کہا اگر مین دوسری عورت سے نکاح کرون تو تجکو طلاق ہے - اسمین تعلیق رہیگی -

مسئلہ ۱۱۵ - اگر طلاق کو ایسے دو امر پر معلق کیا کہ اون سے واقعہ خالی نہین ہے بالیقین طلاق ہوجاویگی - اگر واقعہ اُن دو امر سے خالی ہوسکتا ہے تو طلاق نہین ہوگی جیسے کہے اگر زید کل آوے یا نہ آوے تجکو طلاق ہے تو طلاق واقع ہوجاویگی اور اگر یون کہے - اگر تو مجکو دوست رکھے یا دشمن تو تجکو طلاق ہے - اسمین طلاق نہین ہے جائز ہے کہ نہ دوستی رکھتی ہو اور نہ دشمنی بلکہ بیچ بیچ مین ہو -

مسئلہ ۱۱۶ - اگر اوّل صورت تعلیق منعقد ہوگئی پہر بعد وقوع شرط محال ہوجاوے تب بہی آئندہ کو تعلیق لغو ہو جاویگی مثلاً کسی نے کہا کہ اگر تو زید سے کلام کرے تو تجکو طلاق ہے پہر زید مر گیا تعلیق لغو ہوگئی -

طلاق المریض کا بیان

مسئلہ ۱۱۷ - اگر مریض مرض الموت مین اپنی عورت کو طلاق بائن دینی چاہے طلاق ہوسکتی ہے مگر اوسکا اثر عدت کے گذرنے تک کچھہ نہین یعنی اگر مریض مابین عدت کے مرجاویگا تو وہ عورت وارث ہوگی اور طلاق رجعی مین تو عورت انقضاے عدت تک زوجہ ہی کے حکم مین رہتی ہے اوسمین مریض اور صحیح کا ایک حکم ہے -

تشریح

مرض الموت کی تفصیل باب وصیت مین لکہی جاویگی مگر اتنا یہان جاننا چاہئے کہ اوسکو حالت یاس کی ہوگئی ہو۔ تمام وارثون مین سے کوئی ایسا نہین جس کا رشتہ قطع ہوجاوے بجز زوجہ کے کہ اسکا رشتہ قطع کرنے سے قطع ہوسکتا ہے۔ لیکن مرض الموت مین حق ورثہ مریض کے مال کے متعلق ہوجاتا ہے اسیواسطے برعایت ورثہ وصیت تہائی مین نافذ ہوتی ہے۔ پس ایسی حالت مین اُس کی وراثت کا انقطاع پورا پورا موثر نہین البتہ جو تفریق عورت کی طرف سے عمل مین آوے یا وہ شوہر کو اپنی خوشی سے آمادہ طلاق پر کرے تو بلاشک اوسکا حق منقطع ہوجاتا ہے۔ مگر مرض الموت مین یہہ بہی ضرور ہو کہ مریض کو اپنی زندگی کا احتمال ضعیف ہو اگر بالکل احتمال زندگی نرہے جیسا کسیکو قصاص مین قتل کا حکم ہوگیا یا کسی جانور نے پکڑ لیا یا لڑائی مین مقابلہ کے لئے قوی دشمن کے سامنے کہڑا ہوا ایسے وقت کی طلاق بہی بالکل موثر نہین ہے گو کہ اوسکو کچہہ مرض نہین ہے۔

مسئلہ ۱۱۸ پس جو تفریق عورت کیجانب سے ہو جیسا دعوی خیار بلوغ اور خیار عتق یا دعوی فسوخی نکاح بسبب ہونے عنین یعنی نامرد شوہر کے یا بتراضی طرفین ہو جیسے خلع اور مبارأۃ اور طلاق بعوض مال ان سب صورتون مین عورت وارث نہین ہوگی علی ہذا القیاس اگر مریض نے طلاق کو عورت کے کسی ایسے فعل پر معلق کیا جو اوس عورت کو ضروری نتہا جیسے یون کہے کہ اگر تو زید کے یہان جاوے تو تجکو طلاق ہے۔ اگر عورت نے وہ فعل کیا تو سمجہا جاویگا کہ از خود اوس نے طلاق لی اسمین اس کی کچہہ خصوصیت نہین کہ مرض الموت مین اس معاملہ کا انعقاد ہوا یا کہ صحت مین۔

مسئلہ ۱۱۹ اگر مریض نے اپنے فعل پر طلاق کو معلق کیا یا عورت کے ایسی فعل پر جو کرنا عورت کو ضرور ہے خواہ باعتبار مذہب جیسے نماز روزہ وغیرہ یا باعتبار حاجت بدنی جیسے کہانا پینا وغیرہ یا معلق کیا اجنبی شخص کے فعل پر خواہ وہ فعل اسکو ضروری ہو یا نہو یا معلق کیا کسی وقت پر ان سب صورتون مین عورت وارث ہوگی۔ اگر شرط کا وقوع مرض مین ہو عام ہے جسوقت تعلیق کی اوسوقت مرض ہو یا نہو۔

تشریح

ان سب صورتون مین عورت کی جانب سے تفریق نہین ہے مرد ہی جدا کرنا چاہتا ہے۔ اگرچہ ایک صورت ان مین ایسی بہی ہے کہ عورت کے فعل پر ہی طلاق معلق ہے مگر چونکہ وہ فعل عورت کو کرنا ضروری ہے اسواسطے وہ معذور سمجہی گئی اور یہ نہین کہا جاویگا کہ اوسنے از خود طلاق لی۔

مسئلہ ۱۲۰ اگر تعلیق اور شرط دونوں صحت میں ہوں عام ہے کسی شی پر معلق کیا ہو یا کسی فعل غیر ضروری عورت پر معلق کیا ہو عورت وارث نہیں ہوگی۔

تشریح

زید نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر میں فلاں کلام کروں تو تجکو طلاق ہے اور زید نے جسوقت وہ کام کیا اوسوقت یہہ بات کہی تہی دونوں وقت تندرست تہا وہ عورت وارث نہوگی۔

مسئلہ ۱۲۱ اگر تعلیق صحت میں ہو اور شرط مرض میں۔ اگر شوہر کے کسی فعل پر معلق کیا گیا ہے تو وارث ہوگی عام ہے خواہ وہ فعل ضروری ہو یا نہو۔

تشریح

زید نے بحالت تندرستی اپنی عورت سے کہا کہ اگر میں عمرو سے کلام کروں تو تجکو طلاق ہے اور حالت مرض میں اوسنے عمرو سے کلام کیا چونکہ یہ کلام کرنا کچھ ضروری نہ تہا لہذا اسکو ایسا سمجہا کہ عمدًا آپ ہی طلاق دی ہے اور زوجہ سے منقطع ہونا چاہا لہذا وہ وارث ہوئی اور اگر اپنے فعل ضروری پر معلق کرتا تب بہی معذور نہ تہا اوسوقت میں بہی وارث ہوتی۔

تنبیہ

یہہ کل سولہ صورتیں ہیں کیونکہ طلاق یا تو کسی وقت کے آنے یا کسی فعل شوہر یا زوجہ یا شخص اجنبی پر معلق کیجاوے اور یہہ ایک کی چار چار صورت ہیں یا تو تعلیق اور شرط دونوں مرض میں ہوں یا صحت میں یا تعلیق مرض میں اور شرط صحت میں یا بالعکس۔ پس چار کو چار میں ضرب دینے سے سولہ احتمال ہوگئی۔ انہیں سی جو بسی صورتیں شوہر کیجانب سے جدائی سمجہہ میں آوی اوسمیں عورت وارث ہوگی ورنہ نہیں اسیواسطے شوہر کا نام فار یعنی بہاگنی والا اور زوجہ کا زوجۃ الفار ہے

رجعت کا بیان

مسئلہ ۱۲۲ شوہر کو بلا رضامندی زوجہ اختیار ہے کہ ما بین عدت طلاق رجوع کرے خواہ وہ رجوع فعل سے ہو یا قول سے

تشریح

شرع شریف میں چونکہ طلاق سب حلال چیزیں سے بری ہے لہذا طلاق دیکر والیکو اوسپر مثل اور اقرارات کے پابند نہیں کیا گیا اوسکے لیے میعاد مقرر کردی گئی کہ اگر چاہے اوس میعاد میں اپنے قول سے رجوع بہی کرلے۔

مسئلہ ۱۲۳ رجوع کے لیے ضروری ہے کہ آزاد عورت کے لیے تین سے کم اور باندی کے لئے دو سے کم طلاق صریحی دی ہوں

ورنہ رجوع نہیں ہوسکتا ہے ۔

تشریح

اگر کسی نے اپنی عورت کو طلاق بائن دی اوسمین رجعت نہین عام ہے خواہ ایک بائن دی ہو یا زیادہ ۔ اگر طلاق مغلظہ دی اور تین طلاق آزاد عورت کو اور دو طلاق باندی کو دی تب بھی رجعت نہین ہوسکتی ہے اور باقی صورتون مین رجعت ہوسکتی ہے ۔

آجکل کے زمانہ مین باندیان اور غلام کہین نہین ہین خصوصاً ہندوستان مین تو ہرگز نہین ۔ جو لوگ قحط مین غریبون کے لڑکے لڑکیان رکھہ لیتے ہین وہ شرعی باندی غلام نہین اور اونکی احکام مثل آزادون کے ہین ۔

مسئلہ ۱۲۴ جن جن حالتونکی طلاق صحیح ہے اون مین رجعت بھی صحیح ہے بجز اسکے کہ طلاق مجنون اور سوتے ہوئے کی صحیح نہین ہے اور رجعت فعل سے اونکی صحیح ہے یعنی اگر شوہر بروقت صحبت کرنے کے باولا ہو یا سوتا ہو عورت نے اوسکا آلہ داخل کرلیا انمین رجعت صحیح ہوجاویگی ۔ اگر مجنون اور سوتا ہوا زبان سے کہتا تب رجعت صحیح نہین ہتی ۔

مسئلہ ۱۲۵ رجعت اوس فعل سے ہوتی ہے جسکے کرنے سے حرمت مصاہرت ہوجاوے یعنی رشتہ سسرالگی ثابت ہوجاوے ۔

تشریح

وہ افعال نکاح کے باب مین تفصیل سے لکھی گئی جیسا کہ عورت سے صحبت کرنے یا شہوت سے بوسہ لینا یا اوسکی فرج کو شہوت سے دیکھنا اور پاخانہ کے مقام کو شہوت سے دیکھنا اوسکا یہہ حکم نہین البتہ اوسمین دخول کرنا بمنزلہ دخول فرج در بارہ رجعت قرار دیا گیا ہے ۔ عورت کا برضامندی شوہر بوسہ لینا مثل شوہر کے بوسے کے ہے اوس سے رجعت ہوجاویگی ۔

مسئلہ ۱۲۶ جب رجعت کا حق شوہر کو عند الشرع حاصل ہے اگر شوہر بروقت طلاق حق رجعت چھوڑ دے تو وہ چھوٹتا نہین ہے پھر اختیار ہے کہ رجعت کرلے ۔

تشریح

مثلاً زید نے اپنی عورت کو طلاق دی اور یہہ کہا کہ مین رجعت نہین کرونگا یا مجھکو حق رجعت نہین ہے اس کہنے سے رجعت ساقط نہین ہوتی ہے ۔

مسئلہ ۱۲۷ شوہر کے واسطے عمدہ بات یہہ ہے کہ رجعت قول سے کرے اور اوسپر گواہ کرے پھر اوس سے صحبت کرے اور فقط صحبت ہی کی ہو تب بھی جائز ہے ۔ اگر کسی نے عورت کو طلاق دی ہو اور پھر رجعت کرے اور عورت کو نہ طلاق کا علم ہو نہ رجعت کا

تب بھی رجعت صحیح ہے

مسئلہ ۱۲۸ - اگر بحث اس امر کی ہو کہ رجعت ہوئی یا نہیں تو دیکھنا چاہئے اگر یہ بحث بعد گزرنے عدت کے ہے تو قول بلا حلف عورت کا معتبر ہے اور ثبوت شہادت مرد کا موثر ہے۔ اگر مابین عدت ہو تو مرد کا قول معتبر ہے۔

تشریح

فرض کرو زید کہتا ہے کہ میں نے مابین میعاد عدت رجوع کر لیا اور ہندہ کہتی ہے کہ رجوع نہیں کیا اور یہ مسئلہ فریقین کا ہے کہ بروقت منازعت میعاد عدت گذر چکی ہے۔ پس اگر دونوں کے پاس کچھ ثبوت نہیں ہے تو عورت کا قول بلا حلف معتبر ہوگا اور وہ بائنہ ہو جاویگی اور جو شوہر نے گواہی گواہان ثابت کر دیا کہ میں نے اندر میعاد عدت کے رجوع کر لیا تھا تو اوسکی گواہ معتبر ہونگے۔ اگر مابین عدت یہ منازعت ہے پس شوہر کے قول کا اعتبار کیا جاویگا کیونکہ اوسکو اوسوقت بھی منصب رجوع کا ہے عورت کے انکار سے کچھ ثمرہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۹ - اگر بحث اس امر کی ہو کہ بروقت رجوع میعاد عدت گذر چکی تھی یا باقی تھی تو مرد کے قول کا اعتبار کیا جاویگا۔

تشریح

فرض کرو زید نے جمعہ کے روز رجوع طلاق سے کیا ہندہ اوسکی زوجہ نے کہا کہ میری عدت جمعرات کو پوری ہو چکی تھی اور زید کہتا ہے کہ نہیں سنیچر کو عدت پوری ہوئی۔ مابین میعاد میں نے رجوع کیا ہے تو شوہر کے قول کو معتبر سمجھنا چاہئے یہ مسئلہ جب ہے کہ شوہر نے جسوقت رجوع کیا اوسکے بعد عورت نے یہ عذر کیا ہو کہ میری عدت گذر چکی ہے اور جو عورت پہلی اقرار گزرنے عدت کا کر چکی ہو اور اوسکے بعد شوہر رجوع کرے اور مدعی ہو کہ عدت ابھی نہیں گذری تو شوہر کے قول کا اوسوقت اعتبار نہیں ہے

مسئلہ ۱۳۰ - اگر رجعت کے صریح لفظ ہوں تو بلا نیت بھی مثل اور معاملات کے صحیح ہے اگر کنایہ ہو تو بلا نیت صحیح نہیں ہے کنایہ اس قسم کے الفاظ ہیں۔ تو میرے نزدیک ایسی ہے جیسی کہ پہلی تھی اور تو میری عورت ہے۔ اور نکاح کے لفظ سے بھی مثلاً یوں کہے کہ میں نے تجھسے نکاح کیا۔ رجعت ہو سکتی ہے۔

مسئلہ ۱۳۱ - اگر کسی شوہر نے طلاق سے رجوع کر لیا ہو اور زوجہ کو اطلاع نہیں کی ہو تو اگر وہ زوجہ بعد گذرنے عدت کے دوسرے خاوند سے نکاح کرے اور وہ اوس سے صحبت بھی کرے تب بھی وہ پہلا شوہر منسوخ نکاح کرا سکتا ہے اور بعد گزرنے عدت کے بھی اوسکو اپنے تحت میں لا سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۳۲۔ اگر شوہر زوجہ سے کہے کہ مین نے کل رجعت کی عورت انکار کرے وہ انکار معتبر نہین ہان اگر شوہر اوس وقت اقرار رجعت کرے اور عورت فی الفور کہے کہ میعاد رجعت گذر چکی۔ عورت کا قول معتبر ہوگا۔ اگر سکوت کے بعد کہے تو معتبر نہین

مسئلہ ۱۳۳۔ جس عورت کی عادت حیض سے شمار کیجاتی ہو اگر حیض دس دن پوری مدت مین منقطع ہوا ہے تو معاً حیض اخیر کے گذرتے ہی میعاد عدت ساقط ہو جاوےگی۔ عام ہے عورت نے غسل کیا ہو یا نہین۔ اگر بعد انقطاع حیض اور قبل غسل شوہر رجعت کرے اوسکو منصب نہین۔

مسئلہ ۱۳۴۔ اگر دس دن سے کمتر مین حیض منقطع ہوا ہے تو فقط انقطاع حیض سے میعاد رجعت نہین ختم ہوتی بلکہ عورت کے غسل یا گذرنے وقت صلوٰۃ پر میعاد ختم ہوتی ہے۔ اگر کسی نے بعد انقطاع حیض اور قبل غسل رجعت کی وہ جائز ہے اور بعد غسل کے بھی جب منقطع ہوگی کہ بعد آئندہ کو حیض نہ آوے اور اگر حیض آ گیا تو کہا جاویگا کہ عورت کی عادت بدل گئی اور وہ غسل و میان نہ ہوا

مسئلہ ۱۳۵۔ جو عورت پابند شریعت غرا نہو خواہ بوجہ کفر یا بسبب اختلال عقل اوسکی میعاد رجعت اخیر حیض کے منقطع ہونے سے ختم ہو جاتی ہے عام ہے خواہ وہ حیض دس دن مین ختم ہوا یا کم مین مثلاً یہودیہ یا نصرانیہ مجنونہ یا بیہوش ہو

مسئلہ ۱۳۶۔ اگر عورت حاملہ کو طلاق دی گئی فی الفور وضع حمل ہوا اگر وہ گوشت کا لوتھڑا ہے تو میعاد رجعت باقی ہے اگر اعضا پیدا ہو گئے ہین تو میعاد رجعت ساقط ہو گئی۔

مسئلہ ۱۳۷۔ جس عورت کو طلاق بائنہ دی گئی ہو اوس سے رجعت کرنیکا اختیار نہین لیکن اگر تین سے کم دی گئی ہون تا بین عدت اور بعد گذرنے عدت کے اوس سے نکاح جائز ہے۔

مسئلہ ۱۳۸۔ عورت مطلقہ ثلثہ بلا حلالہ پہلے شوہر کو حلال نہین ہے اور حلالہ اوسکو کہتے ہین کہ دوسرے شوہر سے نکاح صحیح کرے اور وہ اوس سے صحبت کرے عام ہے شوہر ثانی خواہ بالغ ہو یا قریب البلوغ ہو یا خصی ہو غرض یہ ہے کہ دوسرے شوہر کو یہہ ضرور ہے کہ اوس سے صحبت کرے خواہ اوسکو انزال ہو یا نہو یا دوسرا شوہر مر جاوے تو صحبت کی ضرورت نہین ہے۔

مسئلہ ۱۳۹۔ نکاح بشرط تحلیل جائز ہے گو اسمین شبہہ نکاح موقت کا ہے مگر عمدہ حیلہ اسکا یہ ہے کہ شوہر ثانی عورت سے یہہ کہے کہ اگر مین تجھسے صحبت کرون تو تجھکو طلاق ہے اسمین کچھ خرابی نہین اور نکاح موقت بھی نہوا۔

مسئلہ ۱۴۰۔ اگر عورت کو یہ خیال ہو کہ شوہر ثانی مجھکو طلاق نہین دیگا تو بروقت نکاح شوہر ثانی سے شرط کرے کہ مجھکو اختیار رہوگا جب چاہون مین اپنے آپ کو طلاق دیلونگی۔

ایلاء کا بیان

مسئلہ ۱۴۱ ایلا اوس قسم کا نام ہے کہ شوہر چار مہینے یا زیادہ عورت کے پاس نجانے پر کہاوے اور کمتر پر اگر کہاوے اوسکو ایلا نہیں کہتے بلکہ وہ محض قسم ہے —

مسئلہ ۱۴۲ ایلا منعقد ہوتا ہے اوسی شخص سے جو مختار طلاق دینے کا ہو اور عورت بہی اوسکی منکوحہ ہو یا ایلا کو نسبت طرف ملک کے کیا ہو اور نیز قسم بہی شرعی ہو —

تشریح

بچہ اور باولا اور سوتا ہوا مجازِ ایلا نہیں علی ہذا القیاس اجنبیہ عورت بہی مجاز ایلا نہیں مثلاً کسی شخص نے اجنبیہ سے کہا کہ مین قسم خدا کی چار مہینے تیرے پاس نہین جاؤنگا اور پہر اوس سے نکاح کیا تو حکم ایلا اوسپر مرتب نہوگا۔ البتہ اگر یون کہتا کہ اگر مین تجہسی نکاح کرون تو اللہ کی قسم تیرے پاس چار مہینے نہین جاؤن گا یہ ایلا ہوجاویگا۔ اور قسم شرعی وہ ہے جو اللہ کے نام سے کہائی جاوے یا اللہ کی صفات پر یا قران شریف پر جو کچہہ یا نچ عرف مین ہو مگر اولاد کو گود مین اوٹہانا اور اسی قسم کے افعال جاہلیت کو قسم شرعی نہیں کہتے ہین تو ان سے ایلا متحقق نہین ہوتا ہے۔ اگر حج یا روزہ یا طلاق وغیرہ پر تعلیق کرے وہ ایلا ہے

مسئلہ ۱۴۳ ایلا کا حکم یہ ہے کہ شوہر اگر اپنی قسم پر بچّا رہا تو بعد گذرنے چار مہینے کے اوس عورت پر ایک طلاق بائن واقع ہوجاویگی یعنی بلا نکاح حلال نہین - اگر شوہر نے اوس قسم سے رجوع کیا تو اوسپر کفارۂ قسم کا لازم آویگا -

تشریح

یہ بڑا باریک مسئلہ ہے عوام اس سے واقف نہین ہین اگر حالت غضب مین قسم کہالی اور پہر اتفاق سے چار مہینے گذر گئے اب وہ عورت اوس سے جدی ہوئی اوسکو اختیار ہے چاہے اس سے نکاح کرے یا نکرے اور بعد گذرنے عدت کی دوسرے شوہر سے نکاح کر سکتی ہے اب غور کا مقام ہے کہ اگر شوہر خفا ہو کر کہین اسطرح سفر مین چلا جاوے اور وہ رجوع نکرے پہر وہ اوسکی عورت کہان رہتی ہے اور اگر برس دو برس کے بعد آیا اور اوس سے ہم بستر ہوا وہ صریح زنا نہین تو کیا ہے اور وہ اولاد اوسکی نہین ہوگی —

مسئلہ ۱۴۴ ایلا کے الفاظ صریح وہ ہین جنکی ظاہر معنی ہم بستر نہو نیکے ہون جیسا مین تجہسے صحبت نکرونگا یا پاس نہ آؤنگا علی ہذا القیاس اور الفاظ سمجہ لو - ایسی الفاظ سے بلا نیت ایلا ہوجاتا ہے اور علاوہ اس کے جو الفاظ کنایہ کے ہون او ن سے بلا نیت ایلا نہین ہوتا ہے جیسا کہ یون کہے کہ مین تیری صورت نہین دیکہونگا یا تو مجہپر حرام ہے —

مسئلہ ۱۴۵ - اگر ہمیشہ کو قسم کہائی جاوے یا تمام عمر کو قسم کہائے یہہ بڑا سخت ایلا ہے کیا معنی اگر چار مہینے پاس نگیا عورت کو طلاق بائنہ واقع ہوگی اگر نکاح کیا پہر چار مہینے پاس نگیا دوسری طلاق بائن ہوگئی پہر اگر نکاح کیا اور پاس نگیا تیسری طلاق واقع ہوجاویگی اور پہر بلا حلالہ نکاح سے کبہی حلال نہین اگر حلالہ کرکے پہر نکاح کیا تو پہلے ایلا کا حکم ساقط ہو گیا اور جب پاس جاویگا قسم کا کفّارہ لازم آویگا۔

مسئلہ ۱۴۶ - ایلا سے رجوع کا نام شرع شریف کی اصطلاح مین فی ہے جبتک صحبت سے مابین چار مہینہ رجوع کرنا ممکن ہو زبان سے معتبر نہین ورنہ زبان سے کہہ کہ مینے اپنی اوس قسم سے رجوع کیا۔ طلاق مین رجوع زبان اور فعل دونون سے برابر تہا اور ایلا مین زبان سے جب رجوع متصوّر ہوگا کہ فعل سے عاجز ہو۔

تشریح

اگر ایلا کرنے والا بیمار ہوجاوے یا اتنی دور ہو کہ مابین مدّت عورت کے پاس نجاسکے تب زبان سے ایلا صحیح۔ اگر مدّت باقی تہی اور پہر عورت کے پاس آگیا یا اچہا ہوگیا زبان سے رجوع کرنا باطل ہوگا پہر صحبت ہی سے رجوع کرنا ضروری ہے۔

خلع کا بیان

مسئلہ ۱۴۷ - اگر شوہر زوجہ سے کچہہ عوض لیکر عقد نکاح کو زائل کرے اوسکا نام شرع شریف مین خلع ہے مگر شرط یہہ ہے کہ وہ عوض ایسا ہو کہ مہر ہوسکتا ہو

مسئلہ ۱۴۸ - جو حقوق اور ذمّہ داری کہ درمیان شوہر اور زوجہ کے عقد نکاح سے پیدا ہوئے وہ خلع اور مبارأۃ طرفین سے ساقط ہوجاتے ہین مگر عدّت کے دنون کا خرچ بلا تصریح ساقط نہین ہوتا ہے کیونکہ وہ بعد کا حق ہے۔

تشریح

زید نے ہندہ سے خلع کچہہ مال پر کیا اگر نفقہ اور مہر واجب الادا ہو ہندہ اوسکی بعد اوس کے دعویدار نہین ہوسکتی ہے ہان البتہ اگر ہندہ کا کوئی قرض علاوہ اسکے ہو وہ ساقط نہین ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۴۹ - اگر شوہر بعوض مال طلاق دے اُسکا یہہ حکم نہین کہ تمام ذمّہ داریان طرفین کے ساقط ہون اگرچہ اتنی بات مین خلع اور طلاق بعوض مال برابر ہے کہ طلاق بائن واقع ہوتی ہے۔

تشریح

اس مین بائن تفصیل ہے درمختار و عالمگیری کا دیکھو

شرع شریف مین خلع ایک ایسا معاملہ ہے لفظ خلع اور دیگر اُن الفاظ سے جو اوسکی ہم معنی ہین تمام ذمہ داریان طرفین سے ساقط ہوجاتی ہین جنکی بناے مخاصمت ازدواج سے متعلق ہون بخلاف طلاق کے کہ اوس مین کل حقوق ساقط نہین ہوتے ہین دوسرے یہ فرق ہے کہ خلع مین اگر مال فاسد ہو تب بہی طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے بخلاف لفظ طلاق کے کہ اس مین اگر مال فاسد ہو طلاق بلا مال رجعی شمار کیجاویگی اور وجہ یہ ہے کہ خلع مین مال ہونا مشروط ہے اور طلاق مین مال مشروط نہین جہان کہین مال قابلِ معاوضہ نہین طلاق بلا مال واقع ہوجاویگی اور خلع مین بلا مال کے صورت ممکن نہین لہذا وہان پہلا سا حکم باقی رہا اور طلاق مین رجعی واقع ہوگی اور خلع بیع اور شرا اور طلاق اور مبارات کے لفظ سے بہی ہوسکتا ہے اگرچہ یہ الفاظ صریحی خلع نہین اور عورت کو معنی خلع سمجہنے ضرور ہین اگر بے سمجہے یہ معاملہ کیا اوسکی ویرادسکی ذمہ داری ہے

مسئلہ ۱۵۰ - خلع مین عورت کیجانب سے ایک معاملہ سمجہا جاتا ہے اور مرد کی جانب سے قسم کے حکم مین ہے یعنی عورت نے اگر ایجاب کیا قبل قبول شوہر اوس سے رجوع کرسکتی ہے علی ہذا القیاس شرطیہ بہی کرسکتی ہے بخلاف شوہر کے کہ وہ نہ رجوع کرسکتا ہے اور نہ شرطیہ خلع کرسکتا ہے ۔

تشریح

زید نے اگر اپنی عورت سے یہ کہا کہ مین نے ہزار روپیہ پر تجہسے خلع کیا - اب عورت کی قبول سے پہلے اوسکو اختیار رجوع نہین ہے اور نیز زید یہ شرط نہین کرسکتا کہ مین تین روز مین اگر چاہون اس معاہدہ سے پہر جاؤنگا - پس ایسی حالت مین اگر عورت وہ روپیہ دیدیگی طلاق پڑجاویگی بخلاف اوسکے کہ عورت زید سے یہ کہے کہ ہزار روپیہ پر تو مجہکو طلاق دیدے وہ شرطیہ معاہدہ ہے اور قبل قبول رجوع کرسکتی ہے ۔

مسئلہ ۱۵۱ - اگر عورت نے خلع ایسی چیز پر کرانا چاہا جو مسلمانون کے نزدیک مال نہین ہے اور اوس چیز کا نام ایسا بیان کیا کہ وہ مال ہے دیکہنا چاہئے کہ درواقع شوہر کو بہی معلوم ہے کہ وہ مال ہے یا نہین اگر شوہر کو معلوم ہو کہ یہ مال نہین تو طلاق بلا مال واقع ہوگی اور مہر اوسکی سر سے ساقط نہین ہوگا - اگر شوہر کو معلوم نہ تہا تو مہر دینا عورت کو لازم آویگا اگر وصول پاچکی ہو ورنہ شوہر کے سر سے ساقط ہوجاویگا ۔

تشریح

فرض کرو ہندہ نے اپنے شوہر سے یہ کہا کہ اس سرکہ کے بدلی تو مجہسے خلع کرلے اور وہ چیز درحقیقت شراب ہے اگر شوہر کو بہی

یہہ معلوم تہا کہ یہ شراب ہے تو طلاق بلا مال واقع ہوگی اگر شوہر کو یہ معلوم نہین تہا تو عورت نے اگر مہر وصول کر لیا ہو تو دا کر دے ورنہ شوہر کے سر سے مہر ساقط ہو جاویگا۔ غرض یہ ہے ایسی حالت مین بدل خلع مہر قرار دیا جاویگا۔

مسئلہ ۱۵۲ - اگر خلع بلفظ کنایہ کیا جاوے تو مثل طلاق کنایہ وہی رعایت کیجائیگی یعنے تذکرہ طلاق اور نیت پر موقوف ہوگا

مسئلہ ۱۵۳ - اگر عورت نے یون کہا کہ خلع کر بعوض اوس مال کے جو میرے ہاتھہ مین ہے - اگر اوسکے ہاتھہ مین کچھہ نہین ہے تو بدل خلع مہر قرار دیا جاویگا اور اگر عورت نے کہا کہ خلع کرلے بعوض اُن روپیون کے جو میرے ہاتھہ مین ہین اور ہاتھہ مین کچھہ نہین تو بھی روپیہ لازم آوینگے - اگر عورت یون کہے کہ جو کچھہ میرے ہاتھہ مین ہے اوسپر خلع کرلے اور اوسکے ہاتھہ مین کچھہ نہین ہے تو مفت طلاق بائنہ واقع ہوجائیگی - کیونکہ لفظ خلع کنایات طلاق سے ہے -

مسئلہ ۱۵۴ - اگر عورت سمجھہ دار نہو اور کسی عوض پر خلع کرے وہ عوض لازم نہین آویگا البتہ طلاق شوہر کیجانب سے عورت پر بلا مال پڑجاویگی -

مسئلہ ۱۵۵ - بدل خلع یہہ بھی ہوسکتا ہے کہ عورت شوہر کے اولاد کو میعاد معیّنہ تک خرچ دے یا بلا خرچ دودہ پلاوے چونکہ دودہ پلانے کی میعاد مقرّر ہے بلا تعیّن مدّت بھی دودہ پلانا صحیح ہے اور دودہ پلانے کی میعاد اڑہائی برس ہین اور اڑہائی برس یوم پیدایش بچّہ سے ہونگی نہ کہ وقت خلع سے -

مسئلہ ۱۵۶ - اگر چھوٹی بچّی کا باپ اپنی دختر کی طرف سے خلع کرے وہ خلع صحیح ہے اور مال واجب نہین ہوگا عام ہے خواہ صغیرہ نے قبول کیا ہو یا نہ کیا ہو کیونکہ بچّی کے قبول کا اعتبار نہین اور نہ باپ پر اوسکو یہہ منصب ہے کہ صغیرہ کی مال کو تلف کرے البتہ اگر باپ اپنے پاس سے روپیہ دیدے وہ امر دیگر - اگر بڑی لڑکی کی طرف سے خلع کیا اگر اوس نے قبول کیا تو مال واجب ہوگا ورنہ یہان بھی بلا مال طلاق واقع ہوجائیگی -

تشریح

اسکا یہ مطلب ہے کہ باپ اپنی دختر کا ولی ہے اور وہ خلع کرادے تو اس معاملہ مین نہ مال عورت کے پاس سے دیا جاویگا اور نہ باپ کے مال سے مُفت طلاق ہوجائیگی - یا عورت قابل معاملہ ہو وہ قبول کرلے تب عورت کے مال سے بدل خلع دیا جاویگا جیسا کہ کوئی اجنبی کرادے اور اگر اپنی طرف سے باپ مال دے تو اس مین دوسرے معاملہ کی وجہ سے باپ پر مال واجب ہوا اسیطرح مان کا بھی خلع کرانا اپنی دختر کی طرف سے صحیح ہے -

مسئلہ ۱۵۷ - شوہر نابالغ کی طرف سے اوسکا کوئی ولی خلع نہین کرسکتا ہے عام ہے خواہ نابالغ بہی قبول کرے یا نکرے

تشریح

ہندہ نے اپنے نابالغ شوہر کے باپ سے درخواست کی کہ بمقابلہ اتنے روپیہ کے مجکو طلاق دیدو وہ طلاق صحیح نہین ہے
کیونکہ ولی کو اختیار قبول نکاح کا تو ہے لیکن فسخ نکاح کا نہین ہے ۔

مسئلہ ۱۵۸ - اگر عورت مرض الموت مین خلع کرادے تو اوسکا حکم وصیت کا ہے یعنی تہائی مال سے زیادہ بدل خلع
نہین دیا جاویگا یعنی وراثت اور بدل خلع سے جون کمتر ہو وہ دیا جاویگا ۔

تشریح

فرض کرو ہندہ نے اپنے شوہر سے بمقابلہ دو ہزار روپیہ کے خلع کیا اور کل متروکہ اوسکا تین ہزار روپیہ تہا اور اگر یہہ شوہر مر جاتی
تو شوہر بروے وراثت مثلاً ڈیڑہ ہزار کا پانے والا ہے پس ایسی صورت مین وارث شمار کیا جاویگا۔ اگر ایک ہزار بدل خلع ہوتا
اور بطریق وراثت ڈیڑہ ہزار ملتے تو بدل خلع معتبر ہوتا اور یہہ جب ہے کہ عورت عدت مین مر جاوے اگر بعد گذرنے عدت کے
مری یا وہ عورت قابل عدت نہین یعنی غیر مدخولہ سے خلع کیا تو وہان بدل خلع ہی لازم آویگا ۔

ظہار کا بیان

مسئلہ ۱۵۹ - اگر کوئی شخص اپنی منکوحہ کے سارے بدن یا ایسے جزو کو جس سے کل بیان کرسکتے ہون یا جزو شایع کو اپنی ان عورتون
رشتہ دار کے سارے بدن یا جزو شایع سے تشبیہہ دے جن سے نکاح کرنا ہمیشہ کو حرام ہے اوسکا نام ظہار ہے ۔

تشریح

ظہر کے عربی زبان مین پشت کے معنے ہین - قران شریف مین فقط ایک صورت واقع ہوئی ہے وہ یہہ ہے کہ منکوحہ کی پشت
کو اپنی مان کے ساتہہ تشبیہہ دے لیکن فقہائے اسمین تعمیم کی ہے عام ہے خواہ سارے بدن کو یا پشت یا اور کوئی جزو کو
تشبیہہ دیجاوے اور اسمین بہی تعمیم کی ہے کہ جس سے تشبیہہ دین خواہ مان ہو یا بہن ہو یا اور کوئی جس سے نکاح ہمیشہ
کو حرام ہے - ہر زبان مین بعض ایسے جزو ہوتے ہین جن سے کل بیان ہو سکتا ہے مثلاً عربی مین رقبہ اور ظہر اور روح
اور فرج وغیرہ علی ہذالقیاس ہر زبان مین ایسا جز ہونا چاہیے اور جزو شائع جیسا تہائی چوتہائی وغیرہ غرض جزو ہو تو ایسا ہو جس سے
طلاق واقع ہو سکتی ہے - اگر کوئی عورت ایسی ہو کہ جس سے نکاح کرنا ایک وقت معین تک حرام ہے اور پہر نہین جیسا کہ سالی سے

بموجودگی زوجہ نکاح حرام ہے اور ہمیشہ کو نہیں اس سے تشبیہ دینے سے ظہار نہیں ثابت ہوتا ہے ۔

۱۶۰ مسئلہ ظہار کا حکم یہہ ہے کہ جبتک اوسکا کفّارہ نہ دے اوس سے صحبت کرنی حرام ہے مگر وہ عورت اوسکی زوجہ رہتی ہے اگر صحبت کرے تو اولاد اوسکی ہوگی اور بروقت وفات وراثت بہی جاری ہوگی صرف گناہ اوسکی ذمہ ہوگا اگر صحبت قبل کفّارہ کی ۔ اور کفّارہ یا ایک غلام آزاد کرے (بیہ تو اس زمانے مین ممکن نہین) یا ساٹہہ روزی لگاتار جسکے بیچ صحبت نہو اور بیماری کا اس مین عذر معتبر نہین اگر بوجہ بیماری افطار کیا تب پہر نئے سرے سے روزے رکہے اگر روزہ رکہنے ممکن نہون تو ساٹہہ مسکین کو کہانا کہلادے ۔

تشریح

دیکہو کتنا نازک مسئلہ ہے کہ ذرا سے لفظ سے عورت سے صحبت کرنی حرام ہو جاتی ہے ۔ لوگ ان مسائل کا خیال نہین کرتے ہین اگرچہ معاملۂ دنیاداری کے اعتبار سے تو علاقہ زوجیت مین کچہہ نقصان نہین لیکن کتنا بڑا سخت گناہ ہے بہت لوگ خوشی مین اکثر اپنی عورت اعضا کو اپنی ماں بہن کے اعضا سے تشبیہہ دیدیتے ہین بلکہ اپنی ساس کے اعضا سے بہی تشبیہہ حرام ہے کیونکہ وہ بہی مثل ماں کے ہے ۔

۱۶۱ مسئلہ ۔ اگر تشبیہہ نہ دے بلکہ یون کہے کہ تو میری ماں یا بہن ہے اس سے ظہار ثابت نہین ہوتا ۔

۱۶۲ مسئلہ ۔ ظہار عورت کی جانب سے نہین ہو سکتا کسی لفظ سے کبہی کیونکہ عورت کو مجاز طلاق دینے کا نہین ہے

۱۶۳ مسئلہ ۔ اگر کوئی کہے کہ تیری پشت مثل میری ماں کی ہے سو بار تو اتنی ہی دفعہ ظہار ثابت ہوگا اور ہر ایک کا جدا کفّارہ ہوگا ۔

۱۶۴ مسئلہ ۔ اگر ظہار کسی وقت معیّن تک کرے تو ظہار وہان تک ہی قایم رہیگا یعنی اوس مدّت تک بدون کفّارہ اوس سے صحبت حلال نہین اور بعد گذر جانے اوس میعاد کے ظہار ساقط ہو جاویگا ۔ مثلاً یون کہے کہ دو مہینہ تیری پشت مثل میری ماں کے ہے تو وہ دو مہینہ تک قبل کفّارہ حلال نہین اور بعد دو مہینے کے وہ ساقط ہو گیا بلا کفّارہ حلال ہے پورے پورے مسائل ظہار اسوجہ سے نہین لکہے گئے کہ اس سے معاملہ دنیاوی مین کچہہ فرق نہین آتا ہے محض عقوبت کا مستحق ہے مگر اتنا جاننا ضروری ہے کہ صریح لفظ ظہار کا وہ ہے جسمین پشت کا لفظ ہو ۔ اوس سے بلا نیت ظہار ثابت ہو جاوے گا ۔

لعان کا بیان

مسئلہ ۱۶۵ لعان وہ چار گواہیاں ہیں شوہر اور زوجہ کی جانب سے ساتھ قسم کے اور پانچویں میں شوہر کی جانب سے لفظ لعن ہو اور عورت کی جانب سے لفظ غضب ہو یہ معاملہ جب ہوتا ہی کہ شوہر اپنی زوجہ کے اوپر تہمت زنا کی لگاوے اور جب لعان دونوں طرف سے ہو جاوے تو حاکم دونوں میں تفریق کر دے اور قبل تفریق حاکم شوہر کو اختیار ہے کہ از خود بوسیلہ طلاق تفریق کر دے۔

تشریح

یہ بڑا نازک معاملہ ہے ابتدای اسلام میں جو شخص اپنی عورت پر تہمت زنا لگاتا تھا جیسے اور معاملات میں ثبوت گواہان مانگتی تھی اسی طرح شوہر سے بھی گواہ طلب کیے جاتے تھے۔ اس میں بہت نقصان تھا کیونکہ ایسی حالت میں گواہ کہاں ہو سکتا ہے پس اگر ثبوت بہم نہ پہونچتا تو شوہر پر حد قذف لازم آتی اسواسطے اللہ تعالی نے اپنے کلام پاک میں ارشاد فرمایا کہ اس میں ثبوت گواہی کی ضرورت نہیں بلکہ شوہر اور زوجہ آپس میں طریق مخصوص سے قسما قسمی کریں شوہر کی قسم قائم مقام حد قذف ہو جائیگی اور زوجہ کی قسم قائم مقام حد زنا ہو جائیگی جب اس طرح سے دونوں قسم کہا لیں تو حاکم ہمیشہ کو اون میں تفریق کرا دے اور ہمیشہ کے یہ معنی ہیں کہ جبتک شوہر اور زوجہ قابل شہادت ہوں۔

مسئلہ ۱۶۶ لعان جب ہوتا ہے کہ خاوند بیوی پاکدامن بھی مالس ہوں فاسق فاجر ہوں اور ایسے ہوں کہ جنکی گواہی کا اعتبار قاضی کے یہاں ہوتا ہو اور نیز جس وقت لعان کریں اون میں علاقہ زوجیت باقی ہو۔ اگرچہ یہہ ضروری ہے کہ شوہر اپنی زوجہ پر تہمت زنا یا اوسکی اولاد کا انکار کرے لیکن دعوی لعان شوہر کیجانب سے بھی ہو سکتا ہے اور عورت کے جانب سے بھی اور نیز اولاد کی طرف سے بھی قبل کسی دعوی کرنے کے حاکم از خود لعان نہیں کرا سکتا ہے بلکہ حاکم تو جہانتک ممکن ہو پردہ پوشی کرا دے۔ اگر کسی نے دعوی کیا دوسری فریق کو حاکم جبرًا طلب کریگا۔

مسئلہ ۱۶۷ اگر مرد دعوی دار عورت اوسکا دعوی اگر تسلیم کرے تو عورت پر حد زنا آتی ہے۔ اگر عورت دعویدار ہو اور شوہر اپنے قول سے پہرے تو شوہر پر حد قذف یعنی جو بہتان لگانے کی سزا شرع میں ہے لازم آوے گی اگر ایک کے دعوی کو دوسرا تسلیم نہیں کرتا ہے تو وہاں دونوں پر قسم اس طرح سے آویگی کہ شوہر اول چار قسم اسطرح سے کہاوے کہ اللہ کی قسم میں اس دعوی میں البتہ سچا ہوں اور پانچویں قسم اس طرح سے کہاوے کہ میرے اوپر اللہ کی لعنت

اگر میں اس دعوی میں جھوٹا ہوں جب اس طرح سے پانچ قسمیں کہالے پھر عورت کو کہا جاویگا کہ تو پانچ قسم کہا اگر عورت قسم کہانے سے انکار کرے تو محض انکار سے شوہر کا دعوی ثابت نہیں ہوگا بلکہ عورت یا قسم کہائے یا دعوی تسلیم کرنے پر مجبور کیجاویگی اور عورت اس طرح قسم کہاوے۔ چار دفعہ تو یوں کہے کہ اللہ کی قسم میرا شوہر اس دعوی میں بڑا جھوٹا ہے اور پانچویں دفعہ یوں قسم کہاوے کہ میرے اوپر خدا کا غضب ہو اگر میرا شوہر اس دعوی میں سچا ہو جب دونوں نے اس طرح سے قسم کہالی اب قاضی اون میں تفریق کرادے اور پہر جبتک کہ وہ اہل شہادت باقی ہیں اونمیں نکاح نہیں ہوسکتا ہے۔ اگر مرد یا عورت قابل شہادت نہیں رہے اوسوقت میں نکاح جائز ہے۔

مسئلہ ۱۶۸ اگر شوہر کسی بچہ کا بہی انکار کرے کہ فلانا بچہ میرے نطفہ سے نہیں تو حاکم بروقت تفریق اسکی نسب کو بہی شوہر کیجانب سے زائل کردے اور اوسکی ماں کی طرف منسوب کرے۔

تشریح

انکار کے یہ معنے ہیں کہ بروقت ولادت یا بروقت خریدنے سامان ولادت کے انکار کرے اور یہ معنی نہیں کہ برسوں شیر و شکر کی طرح ملاپ رہا اور مدت کے بعد انکار کرے اس سے کچھ ثابت نہیں ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۹ اگر حمل کا انکار کرے وہ انکار معتبر نہیں کیونکہ حمل پر قاضی حکم نہیں دے سکتا ہے کیا معلوم ہے وہ حمل ہے یا پیٹ پہول رہا ہے اور لعان بہی نفی حمل سے نہیں ہوتا ہے البتہ اگر دعوی زنا بہی ہمراہ نفی حمل ہو تو البتہ لعان ہوسکتا ہے

تشریح

اگر شوہر عورت پاک دامن کو حرام کار فاحشہ زانیہ کہہ بیٹھتے ہیں اگر وہ عورت حاکم کے یہاں دعویدار ہو اگر خاوند اپنے قول سے رجوع کرے تو حد قذف لازم آویگی ورنہ لعان کی صورت ہوگی۔ آدمیوں کو چاہیے کہ ایسے الفاظ سے اجتناب کریں

عنین یعنی سست کا بیان

مسئلہ ۱۷۰ نکاح مثل بیع نہیں کہ سارے احکام بیع اوس میں جاری ہوں جیسے خیار عیب کہ اگر کیسی مبیعہ میں کچھ عیب پایا اوسکو واپس کردیتے ہیں یہاں یہ مسئلہ جاری نہیں کہ خاوند میں اگر کچھ عیب ہو فسخ نکاح کرالے الا اگر زوج میں مادہ ہی نہ ہو جس غرض کے لئے نکاح کیا ہے تو البتہ فسخ نکاح کا اختیار ہے۔

تشریح

ہندہ نے زید سے نکاح کیا پھر معلوم ہوا کہ زید جذامی ہے یا برص کی بیماری ہے یا اوسکو مرگی آتی ہے ان عیوب سے
نکاح منسوخ نہیں ہوتا ہے ہاں اگر وہ قابل صحبت نہو تو البتہ نکاح منسوخ کرا سکتی ہے ۔

مسئلہ ۱۷۱ یہہ نکاح منسوخ کرانا عورت کا حق ہے اگر وہ اپنے حق کو ایکدفعہ چھوڑ دے پھر منسوخ نہیں
کرا سکتی ہے یا اوسکو بروقت نکاح معلوم ہو تب بھی منسوخ نہیں کرا سکتی ہے کیونکہ رضامندی ظاہر ہوگئی اور نیز
یہی شرط ہے کہ عورت بھی قابل صحبت ہو ۔ اگر اوسمین بھی کوئی ایسا عیب ہے جسکی وجہ سے صحبت نہو سکی تب بھی عورت
کو منسوخی نکاح کا حق نہیں پہونچتا ہے

تشریح

رضامندی کی یہہ معنی ہین کہ اپنے قول سے رضا ظاہر کرے یا ایسی فعل سے جس سے رضامندی پائی جاتی ہو اسمین سکوت
کا اعتبار نہیں ہے اور نہ مثل شفعہ فی الفور طلب کرنا ضرور ہے اگر کوئی اپنی شوہر کو عنین پاوے جبتک وہ رضامند
قول سے نہیں ہوتی جب چاہے تفریق کرا سکتی ہے یہانتک کہ اگر حاکم کے یہان نالش بھی کی اور پھر اوس دعوی کو
چھوڑ دیا حاکم نے ایک سال کی مہلت اوسکی شوہر کو دی تھی اور بعد گذرنے سال کے پھر مدت تک سکوت کیا ۔ ان سب
امور سے اوسکا حق زائل نہیں ہوتا ہے کیونکہ دعوی کے چھوڑنے یا مہلت سے حق کا چھوڑنا لازم نہیں آتا ۔

مسئلہ ۱۷۲ اگر مرد قابل صحبت نہین تو دیکھنا چاہئے کہ آیا علاج سے قابل صحبت ہونیکا احتمال ہے یا نہین
اگر یہ احتمال نہو تو حاکم فی الفور تفریق کرادے جیسے کسی کا آلہ تناسل کٹا ہوا ہو یا ذرا سا ہو مثل سرپستان عورت کے
یا کوئی بوڑہا پھوس ہو ۔ علی ہذا القیاس اور بہت سے سبب ہین ۔ اگر اسکا احتمال ہو کہ علاج سے قابل صحبت ہو سکتا ہے
تو حاکم اوسکو ایک سال کی میعاد دے اور اس میعاد کا شروع یوم نالش سے ہوگا یا اوس روز سے کہ شوہر علاوہ اس عذر کے
اور موانع صحبت کرنے سے فارغ ہو ۔

تشریح

سال بھر کی میعاد نہ یوم نکاح سے شمار کیجاویگی اور نہ یوم ناراضی سے بلکہ یوم نالش سے شمار کیجاویگی اگر یوم نالش شوہر کو
ایسا عذر ہو کہ اوسکی وجہ سے صحبت نہیں کر سکتا ہو مثلاً مریض ہو یا احرام حج کا باندہ رکھا ہو یا اوس نے اپنی عورت سے
ظہار کیا ہو اور کفارہ اوسکا ساٹھہ روزہ ہون تو یہہ میعاد سال بھر کی بعد صحت و فراغت احرام اور کفارہ دو ماہ کے

شروع ہوگی اگر سال بھر کی میعاد گذر جاوے تو حاکم بلا طلب جدید حکم تفریق کا نہیں دے سکتا ہے لیکن یہ بھی شرط ہے کہ عورت اس مدت میں مرد کے پاس رہے اگر وہ غائب ہو جاوے گی تو اوتنے دن اور زیادہ لئے جاوینگے اور مرد کا غائب ہونا یا سفر حج کرنا کوئی عذر نہیں اور ایام حیض عورت اور ماہ رمضان وغیرہ سال شمار کیا جاویگا۔ چونکہ سال بھر کی میعاد اسواسطے تجویز ہوئی کہ تمام فصل اس میں پوری ہو جاونگی جو کسی فصل میں چاہے علاج کرلے پس لئے سال شمسی اس خاص میعاد میں معتبر ہے وہ تین سو پینسٹھ ۳۶۵ دن کا ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۱ اگر بحث اس امر کی ہووے کہ خاوند عنین ہے یا نہیں تو دیکھنا چاہئے کہ یہ اختلاف آیا ابتدائی نالش میں ہے یا درمیان سال بھر کی مہلت کے۔ اگر ابتدائے نالش میں ہو تو دیکھنا چاہئے کہ جس عورت سے نکاح کیا تہا وہ بروقت نکاح کے کواری تہی یا نہیں۔ اگر کواری نہو تو حلف سے شوہر کے قول کا اعتبار ہوگا اور حلف سے انکار کرنے میں عنین ہونا ثابت ہو جاویگا۔ اگر بروقت نکاح کواری تہی تو ایک یا دو عورت معتبرہ کی گواہی لیجاوے کہ آیا ابتک کوارپن باقی ہے یا زائل ہو گیا اگر وہ یہ بیان کریں تب بھی حلف سے شوہر کے قول کا اعتبار ہوگا اور اگر وہ یہ کہیں کہ یہہ ابتک کواری ہے تو عنین ثابت ہو جاویگا اب سال بھر کی میعاد اسکو دیجاویگی۔

مسئلہ ۱۷۲ اگر ایسی بحث بعد ثابت ہونے عنین اور درمیان مہلت سال بھر کے پیش ہو پس اگر نکاح کے وقت بہی کواری نہ تہی تو شوہر کا قول حلف سے معتبر کیا جاویگا اور حلف سے انکار کرے تو تفریق حاکم کرادیگا اور اگر کواری سے نکاح کیا تہا اور اب بہی وہ کواری ہے تو حاکم تفریق کرادے اور اب کواری نہیں ہے تو حلف سے شوہر کا قول معتبر ہوگا اگر حلف سے انکار کرے تو حاکم تفریق کرادے۔

تشریح

اسکا معلوم کرنا کہ کواری ہے یا نہیں عورتیں خوب جانتی ہیں اسکی تحقیق بذریعہ دائیگان ہونی چاہئے مگر فقہا نے یہہ علامتیں لکہی ہیں کہ دیوار پر پیشاب کی دہار پڑتی ہو یا انڈا اندر مقام مخصوص کے جاتا ہو۔ علی ہذا القیاس جس طرح معلوم ہو جاوے مثلاً ہندہ کہتی ہے کہ میرا شوہر زید سست ہے اور مجہسے ہم بستر ہونیکی قدرت نہیں رکہتا ہے اور زید کہتا ہے کہ میں اس سے ہم بستر ہوا ہوں اور مجہکو قدرت ہے۔ اگر زید نے رانڈ سے نکاح کیا تہا اسمیں زید کا قول حلف سے معتبر ہوگا اور اگر ہندہ بروقت نکاح کواری تہی اور بروقت تنازعت کواری نہیں ہے تب بہی شوہر کا قول ہے

مستقبہ ہوگا اگر ابتک کواری ہے تو بیشک عورت کے قول کا اعتبار ہوگا۔

مسئلہ ۱۷۵ عنین کے حکم مین خصی بھی داخل ہے جسکو بدھیا کہتے ہین اوسکو بھی سال بھر کی میعاد دیجاوے گی مگر یہ حق فسخ جبھی تک ہے کہ اول ہی سے سست ہو اگر اول قابل صحبت ہو اور پھر سست ہو گیا یا اوسسے ایکدفعہ بھی جماع ہو لیا ہو پھر اختیار فسخ نکاح کا نہین ہے۔

مسئلہ ۱۷۶ جب عورت فسخ نکاح کرا دے اگر اوس عورت سے خلوت صحیحہ ہو چکی ہو تو اوسکے مہر مین کچھہ نقصان نہین آتا ہے اور اوس عورت پر عدت بھی لازم آوے گی۔

عدت کا بیان

مسئلہ ۱۷۷ بعد زوال نکاح یا مشابہ نکاح کے عورت کے میعاد معین تک رہنی کو شرع شریف مین عدت کہتے ہین اصل مقصود شارع کا عدت سے حفاظت نسب ہے۔ اگر آج کسے سے نکاح کرے اور کل کو کسی سے تو کیا معلوم ہوتا کہ یہ نطفہ کس کا ہے۔

تشریح

خلاصہ یہ ہے کہ اگر عورت ایسی مرد کی تحت سے جدی ہو جاوے کہ اوسکو صحبت کرنے سے کچھہ مواخذہ شرعی ہو اور صحبت بھی کر لی یا صحبت نکی ہو تو وہ عورت حاملہ ہو تب عدت آتی ہے ورنہ نہین آتی زنا مین اسوجہ سے عدت نہین کہ صحبت کرنی اوسکو منع ہے اور اگر اپنی زوجہ کے شبہہ مین کسی اجنبیہ عورت سے صحبت کرے اوسمین عدت آتی ہے۔ کیونکہ مواخذہ شرعی نہین ہے۔ اور علی ہذا القیاس باندی کو آزاد کیا تب بھی عدت آتی ہے کہ وہ جدی ایسی مرد کے تحت سے ہو گئی ہے کہ صحبت کرنے سے مواخذہ شرعی نہین ہے اور منکوحہ نکاح فاسد کا بھی یہی حکم ہے کہ عدت آوے گی اور غیر مدخولہ کی عدت نہین ہے کیونکہ اوسسے صحبت نہین ہوئی۔ اگر عدت مین نکاح کیا جاوے اور پھر طلاق دیجاوے تو پہلی ہی صحبت معتبر سمجھکر دوسری عدت آتی ہے یہ صحبت حکمیہ کی مثال ہے اور بچہ کی عورت اگر حاملہ ہو تو اوسکی عدت وضع حمل ہے اگرچہ اوس نے صحبت نہین کی مگر چونکہ حاملہ ہے اور طلاق کی صورت بچہ مین ہو نہین سکتی کیونکہ بچہ طلاق نہین دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۸ عدت تین قسم کی ہے عدت زن مطلقہ اور عدت شوہر مردہ اور عدت حاملہ۔ جو زوجہ حاملہ ہو اوسکی مطلق عدت وضع حمل ہے خواہ وہ حمل شوہر کا ثابت ہو یا نہو اور نیز عام ہے خواہ شوہر مر جاوے یا چھوڑ دے یہان تک کہ اگر مردہ کو غسل بھی نہ دیا ہو اور عورت کا حمل وضع ہو جاوے وہ قبل دفن بھی نکاح کر سکتی ہے گو صحبت کرنی جائز نہین۔

نفاس سے حرام ہو

مسئلہ ۱۷۹ جو عورت حاملہ نہو اور اوسکا شوہر مر جاوے اوسکی عدّت چار مہینہ دس دن آزاد عورت کیلیئے ہے اور باندی کے لیئے نصفی ہے

مسئلہ ۱۸۰ عدّت عورت آزاد مطلقہ کے لیئے تین حیض کامل اور باندی کیلیئے دو حیض۔ اگر حیض آتا ہو تو تین مہینے آزاد کے لئے اور ڈیرہ مہینہ باندی کے لیئے۔ اگر حیض مین طلاق دی ہو تو وہ حیض عدّت مین شمار نہین کیا جاویگا۔

مسئلہ ۱۸۱ عدت کی میعاد شروع یوم طلاق اور وفات سے ہوگی اگرچہ عورت کو طلاق کا علم نہو یہانتک کہ اگر کسی عورت کا شوہر مر گیا ہو اور اوسکو چار مہینے دس دن کے بعد خبر ہوئی ہو اوسکی عدّت ختم ہوگئی اسی طرح طلاق مین حکم ہے اسی طرح شروع میعاد نکاح فاسد مین جدائی کے دن سے یا ارادہ چھوڑنے صحبت کے ہے۔

مسئلہ ۱۸۲ اگر شوہر نے بیماری مین طلاق دی اور قبل گذرنے عدّت کے مر گیا تو اوسکی عدّت میعاد جو دونون قسمون وفات اور طلاق سے زیادہ ہو۔

تشریح

پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ مریض کی طلاق کا پورا اعتبار نہین اور اوسکو فار کہتے ہین تو یہان شبہ ہوا کہ آیا عدّت وفات سے مراد لی جاوے یا طلاق سے۔ لہذا شارع نے یہ تجویز کیا کہ ان دونون مین جونسا زیادہ ہو تو بالیقین اوسکو عدّت شمار کرنا چاہیئے مثلاً اگر تین حیض زیادہ دن مین ہون تو یہ عدّت ہونی چاہیئے اور اگر دس دن چار مہینے زیادہ ہون اور تین حیض کمتر مین ختم ہون تو عدّت وفات لینی چاہیئے۔

مسئلہ ۱۸۳ وہ عورت جو بجای حیض عدّت مہینون سے کرتی ہو اگر درمیان مہینون کے پھر حیض آگیا وہ عدّت باطل ہو جاویگی از سر نو پھر حیض سے عدّت شمار کیجاویگی۔ اگر ایک دو حیض آکر پھر موقوف ہو گیا پھر از سر نو مہینون سے دوسری عدّت کرے پہلے مہینون کو اس حیض نے ساقط کر دیا (اسکی تشریح حاشیہ پر دیکھو) م

مسئلہ ۱۸۴ جو عورت عدّت مین ہو اور پھر اوس کے شوہر یا اور کوئی شخص صحبت کرے تو زمانہ صحبت کرنے سے اور تین حیض عدّت کرے اور کہا تو ان تینون حیض سے پہلے عدّت کی باقی اور دوسری عدّت مین شمار کیئے جاوین

تشریح

فرض کرو ہندہ عدت طلاق مین تہی اوسکو ایک حیض آلیا تہا جو بہر وہ شبہہ سے صحبت کی گئی تو تین حیض اور عدت کرے اور تینون حیض سے دو پہلے دوسرا تیسرا عدت اول ور پہلا دوسرا عدت ثانی شمار کیا جاویگا اسیطرح فرض کرو عدت وفات مین تہی اور ایک مہینہ گذر لیا تہا جو کسی شخص نے شبہہ سے اوس سے صحبت کری تو وہ حیض دس دن چار مہینے پورے کرنے تک آوین وہ عدت ثانی مین محسوب ہونگے - اور اگر تینون حیض اس مدت مین آلین تو دونون عدت ختم ہو جاوینگی اور نہ باقی حیض بعد گذرنی دس دن چار مہینے کے اور عدت مین ہے اور شبہہ سے صحبت کرنیکا یہہ فائدہ ہے کہ اگر اوس نے زنا کیا اوسکے لئے کوئی عدت نہین ہے اور شبہہ کے یہہ معنی ہین کہ دوسرے شخص نے اپنی زوجہ سمجھکر صحبت کر لی یا شوہر نے عدت طلاق مین سمجہا ہو کہ مجکو اس سے صحبت حلال ہے -

مسئلہ ۱۸۵ اگر درمیان شوہر اور زوجہ کے اختلاف دربارہ گذرنے عدت کے ہو تو حلف سے عورت کے قول کا اعتبار کیا جاویگا مگر شرط یہہ ہے کہ وہ زمانہ اسکا احتمال بہی رکہتا ہو اس مقدار مین عدت گذر سکتی ہے اگر طلاق سے دس یا پندرہ روز بعد اختلاف ہو عورت کا قول ہرگز معتبر نہین کیا جاویگا -

تشریح

کم سے کم حیض کی مقدار تین دن ہین اور کم سے کم دو حیضون کا فاصلہ پندرہ روز ہین اس حساب سے اونتالیس دن مین تین حیض کا گذرنا ممکن ہے اس سے کم مین نہین پس خلاصہ یہہ ہوا کہ جب اختلاف خاوند بیوی مین ہو اونتالیس دن گذر گئے ہون تب عورت کا قول حلف سے معتبر کیا جاویگا ورنہ نہین -

حداد یعنی سوگ کا بیان

مسئلہ ۱۸۶ جس عورت جوان کا خاوند مرجاوے یا طلاق بائنہ دیجاوے اوسکو میعاد عدت تک سوگ کرنا چاہیے یعنی کسی قسم کے خوشبو یا تیل اور جو سامان زینت ہین سرمہ مہندی کسبہ زعفران وغیرہ کے رنگی کپڑے استعمال کرنے نچاہیئں اگر بطریق دوا ضرورت مین استعمال کرے کچھ مضائقہ نہین ہے بچی پر کچھ سوگ نہین ہے -

مسئلہ ۱۸۷ جو تفریق بوجہ فساد نکاح ہووے اوسمین سوگ نہین ہے کیونکہ ایسی تفریق نعمت ہے کچھ رنج کرنا چاہیے ایسی ہی جو تفریق ایک موجب نعمت ہو اوسمین سوگ نہین -

مسئلہ ۱۸۸ جس عورت کو طلاق دی گئی جس مکان مین عدّت کی دن پوری کرنے وہان سے نہ رات کو اور نہ دن کو نکلنا چاہیئے - البتہ اگر کوئی عذر ہو تو دوسرے مکان مین چلی جاوے اور جب طلاق واقع ہوئی اُس وقت جونسے مکان مین رہتی تھی اصل مکان عدّت وہی ہے -

تشریح

اگر مکان مین آگ لگجاوے یا زبردستی نکالدی جاوے یا وہان رہنے سے اوسکو اپنی جان کا خوف ہو یہ سبب عذر مین ہے -

مسئلہ ۱۸۹ جس عورت کا خاوند مرجاوے اوسکی عدّت مین ایسا تشدد نہین ہے جیسا کہ مطلقہ کی عدّت مین تھا اوسکو جائز ہے کہ دن کو جہان چاہے جاوے بلکہ کچھ رات کو بھی چلی جاوے لیکن شب باشی مکان عدّت مین ضرور ہے اور اگر ضرورت ہو تو دوسرے مکان مین منتقل کیجاوے -

مسئلہ ۱۹۰ جس عورت کو طلاق بائنہ مغلظہ دیجاوے اوسکو ضرور ہے کہ اوس مکان مین اپنے شوہر سے پردہ کرے کیونکہ وہ بالکل جدی ہوگئی البتہ مطلقہ رجعیہ کو پردہ کی ضرورت نہین ہے وہ حکم مین زوجہ کی ہے لیکن بہتر وہان بھی ہے کہ شوہر اطلاع کرکے گھر مین جاوے -

مسئلہ ۱۹۱ اگر سفر مین طلاق دیجاوے یا خاوند مرجاوے - پس اگر یہ واقعہ تین پڑاؤ وطن سے کم مین واقع ہو تو اپنے وطن کی طرف رجوع کرے اگر تین پڑاؤ یا زیادہ مین یہ واقعہ پیش ہوا تو عورت کو اختیار ہے چاہے اپنے وطن کو لوٹ آوے یا آگے کو چلی جاوے - عام ہے اوسکی ساتھ کوئی اوسکا محرم ہو یا نہو - اِلّا اوس صورت مین کہ کسی خاص شہر مین یہ واقعہ پیش ہوا ہو تو اوسکو وہان عدّت کرنی ضرور ہے - پھر اگر محرم ساتھ ہو تو سفر کرے ورنہ نہین -

ثبوت نسبت کا بیان

مسئلہ ۱۹۲ عورت منکوحہ کے زمانہ نکاح سے چھ مہینے یا زیادہ مین جو بچہ پیدا ہو بلادعوی شوہر کا بچہ سمجھا جاویگا اِلّا اوس صورت مین جو بطریق لعان حاکم نے تفریق کردی ہو وہ اوسکا بچہ نہین شمار کیا جاتا ہے اور جو نکاح سے چھ مہینے کم کا بچہ ہو وہ شوہر کا نہین شمار کیا جاویگا اگرچہ اوسی کے نطفہ سے ہو بطریق زنا حمل رہا ہو -

تشریح

ثبوت نسب مین قیافہ کو دخل نہین ہے اور اگر یہ بات بھی قطعی طور معلوم ہوجاویگی کہ اسکا نطفہ نہین اسکا کچھ اعتبار نہین ہے

کیونکہ عورت منکوحہ اگر زنا بھی کرے وہ بچہ شوہر کا ہوگا زانی کا نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ مسئلہ بہت نازک ہے وراثت میں اس زمانے میں بہت اسکی ضرورت ہے زناکاری آجکل زیادہ ہوتی ہے خصوصاً امراکے گھروں میں بہ بلا اسماگی۔ ہزاروں کسبیوں سے زنا کرتے ہیں اور پھر نکاح کر لیتے ہیں تو زمانہ نکاح کا بچہ اوسکی جائداد کا وارث ہوگا اور پہلے زمانہ کا نہیں ہوگا اور ایک بلا جا ہلوں میں پھیل رہی ہے کہ ایک شخص کی زوجہ سے دوسرا ہمبستر ہو جاتا ہے۔ وہ سب اولاد شوہر کی ہوگی اور اوس زانی کی نہیں ہوگی زنا کرنے سے بچہ کا نسب زائل نہیں ہوتا جبتک بطریق لعان حاکم تفریق نہ کرا دے اسمیں خاص حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے الولد للفراش وللعاہر الحجر۔ یعنی بچہ اوسیکا ہے جسکی تحت میں وہ عورت ہے اور زنا کرنے والے کو سنگساری ہے۔

مسئلہ ۱۹۳ - اگر کسی شخص نے عورت کو طلاق رجعی دی ہو اور عورت نے گذرنے عدت کا اقرار نہیں کیا تو اگر بچہ دو برس یا زیادہ میں بھی وقت طلاق سے پیدا ہو وہ شوہر کا ہوگا اور دو برس سے زیادہ میں کہا جاویگا کہ بعد طلاق کے صحبت کی ہوگی اور رجعت بھی ثابت ہوگی۔

تشریح

کم سے کم مدت حمل چھ مہینے ہیں اور زیادہ سے زیادہ دو برس ہے۔ اگرچہ عادت یہ ہے کہ نو ماہ میں بچہ پیدا ہوتا ہے مگر چھ مہینے اور دو برس میں بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ اگر کسی مطلقہ رجعیہ کے دو برس سے کم میں بچہ پیدا ہو بالیقین یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ بعد طلاق کا نطفہ ہے۔ جائز ہے کہ پہلے کا ہو اور اگر پورے دو برس یا زیادہ میں پیدا ہو تو بالیقین یہی کہا جاوے گا کہ بعد طلاق کا نطفہ ہے کیونکہ اوس سے صحبت کرنی بھی جائز ہے پس رجعت ثابت ہوگی اسلیے کہ عورت کا اقرار نہیں ہے کہ میری عدت گذر گئی جائز ہے کہ اوسکی عدت میں حیض دو برس میں یا زیادہ میں پوری ہوا اور عدت میں اوسنے صحبت کی ہو البتہ جسکی عدت مقرر ہے یعنی دس دن چار مہینے اوس میں کچھ احتمال نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۴ عورت مطلقہ بائنہ اور شوہر مردہ کے دو برس سے کم میں اگر بچہ پیدا ہو وہ شوہر کا ہوگا یعنی جو ایسا ہو کہ طلاق بائنہ یا وفات سے پہلے کا نطفہ کہہ سکتے ہوں۔ پورے دو برس یا زیادہ کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ طلاق یا وفات سے پہلے کا ہے۔

مسئلہ ۱۹۵ - جس عورت نے اپنی عدت گذرنیکا اقرار کر لیا ہو پس زمانہ اقرار سے چھ مہینے یا کم میں جو بچہ پیدا ہو وہ شوہر کا سمجھا

جاویگا اگر پورے چھ مہینے یا زیادہ مین پیدا ہو وہ طلاق دینے والے کا شمار نہین کیا جاویگا۔

تشریح

اسکی یہہ وجہ ہے کہ جب عورت نے اپنی عدت گزرنے کا اقرار کرلیا شوہر سے جُدی ہوگئی اب کم سے کم مدت حمل مین جو بچّہ پیدا ہو وہ دوسرا حمل سمجھا جاویگا۔

مسئلہ ۱۹۶ - اگر خاوند بیوی مین بعد پیدا ہونے بچّہ کے آپسمین اختلاف ہوا کہ چھہ مہینے سے کمتر مین پیدا ہوا ہے یا چھہ مہینے مین تو جونسا مدعی چھہ مہینہ کا ہو اوسکے قول کا اعتبار ہوگا۔

تشریح

اسلئے کہ اوسکے قول مین بچاؤ زنا سے ہے اور جبتک کسی کو زنا سے بچایا جاوے بہتر ہے مثلاً شوہر کہتا تھا کہ نکاح سے چار مہینے بعد بچّہ پیدا ہوا اور زوجہ کہتی ہے کہ نہین چھہ مہینے بعد پیدا ہوا تو عورت کے قول اعتبار ہے۔

مسئلہ ۱۹۷ - اگر کسی عورت کا خاوند مر جاوے اور وہ اوسکے بعد بچّہ جنے اور وارثین متوفی اوسکی تصدیق کرین اور گواہ ولادت موجود نہون تو وہ بچّہ وارثون تسلیم کرنیوالون کے حصّونکا شریک ہوگا۔

مسئلہ ۱۹۸ - اگر عورت مرد ہمیشہ سے ہم بستر رہے ہون اور حال نکاح یا عدم نکاح معلوم نہین تو اُسی حالت کی اولاد صحیح النسب سمجھی جاویگی اور یہی قیاس کیا جاویگا کہ بحالت نکاح ہی صحبت کی ہے۔ زنا نہین کیا۔

حضانت یعنی پرورش کا بیان

مسئلہ ۱۹۹ - حضانت کا حق مان کو ہے اوسکے بعد نانی کو پھر دادی کو پھر بہنون کو پھر خالہ کو پھر پھوپھی کو۔

تشریح

حضانت ولایت کے برخلاف ہے ولایت مین باپ اور باپ کا خاندان مقدم ہے اور حضانت مین مان اور مان کا خاندان مقدم ہے کیونکہ رشتہ داران مادری پدری سے زیادہ استحقاق رکھتے ہین اسلئے نانی دادی سے اور خالہ پھوپھی سے مقدم ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ بچے کے لیے اوّل وہ مونث اصول جنمین واسطہ مرد کا نہو اوسکے بعد وہ مونث اصول جن مین واسطہ مرد کا ہو اور اگر ان مین سے کوئی نہو تو مان کی مونث اولاد اور اگر وہ بھی نہون تو نانی کی اولاد اور وہ بھی نہو تو دادی کی اولاد اور اسیطرح سمجہ لو۔ اور ولایت کے معنے تو یہ ہین کہ بچّہ کیطرف سے کاروبار کرنے اور حضانت کے یہہ معنے ہین کہ گود مین رکھنا اور کھانا وغیرہ کھلانا۔

مسئلہ ۲۰۰ - ان طبقات مین سے جس نے نکاح کرلیا اُس کا حق ساقط ہوجاویگا مگر اُس صورت مین نکاح ایسے شخص سے کیا جاوے کہ وہ بھی خاندان ہی بچے سے ہے جیسے دادی اُسی خاندان کے کسی دادی سے نکاح کرے -

مسئلہ ۲۰۱ - مان اور دادی کا حضانت مین لڑکی پر جب تک استحقاق ہے کہ جوان ہو جائے یعنی حیض آنے لگے اور علاوہ مان اور دادی کے جبکہ وہ بچی آپ کھالے اور سب حوائج اپنے آپ کرنے لگے -

مسئلہ ۲۰۲ - اگر کوئی شخص اپنی عورت کو طلاق دیدے تو بچہ پر اوس عورت کا حق حضانت باقی رہیگا - الا اوس صورت مین کہ کہین سفر مین لیجانا چاہے تو اوسوقت اوس کا حق زائل ہوگا لیکن ایسی جگہ سفر کرے کہ جہان کی وہ عورت ہو اور نکاح بھی اوس کا وہان ہوا ہو تو ایسا سفر مانع حق نہین ہے -

شفعہ کے بیان مین

مسئلہ ۲۰۳ - شفعہ ایک حق شرعی ہے کہ جبراً شفیع مشتری سے اوسی قیمت پر بحکم حاکم لے سکتا ہے -

تشریح

اگر زید نے اپنا حصہ خالد کے ہاتھہ فروخت کردیا زید کا بھائی عمر اوسکو جبراً بلا نالش نہین لے سکتا ہے کیا معنی اگر اوس نے ایسا کیا اوسکو عند الشرع حلال نہین ہے -

مسئلہ ۲۰۴ - شفعہ جائداد غیر منقولہ مین ہوتا ہے جبکہ اوس کا انتقال بذریعہ بیع کیا جاوے اور نیز ثمن بھی ایسا ہو کہ شفیع اوس کا مثل ادا کرسکے -

تشریح

یہ معاملہ مخصوص شریعت مصطفوی ہے اگرچہ بظاہر اسمین یہ شبہہ ہے کہ یہ ایک ظلم ہے کہ بلا رضامندی چھین لینا ہے لیکن دیدہ انصاف سے جو دیکھا جاوے تو اس مین کمال انصاف ہے کیونکہ مدار شفعہ ضرر پر ہے اگر یہ حق شفیع کو حاصل نہوتا تو اوسکو کتنا ضرر ہوتا مثلاً کوئی بھلا مانس مکان کا شریک ہو اگر دوسرا شریک کسی بدچال کو اپنا حصہ دیدے اوسکو کتنا نقصان پہونچتا اسواسطے شفعہ غیر منقولہ جائداد مین تجویز ہوا کہ وہ قابل انتقال نہین بخلاف اسکے کہ منقولہ ہو اوس سے ضرر متصور نہین کہ مشتری اوسکو اوٹھا کر لیجا سکتا ہے اور اسواسطے ہبہ مین شفعہ نہین ہے کہ انصاف کے خلاف ہے یہ کیا ضرور ہے کہ اگر ایک شخص کو ہبہ کردے تو دوسرا شخص بھی ہبہ کردے اور اسیواسطے بیع مین یہ شرط کی گئی کہ ایسی شئے کے بدلے

مین بیع ہوئی ہو جو شفیع اوس بدل کا مثل یا اوسکی قیمت دیسکے پس اگر کوئی بمقابلہ اُجرت حکیم یا خود مہر کسی جائداد غیر منقولہ کو کرے اوسمین شفعہ نہین پہونچتا ہے۔ ہان اگر دین مہر کے عوض مین بیع کرے اوسمین شفعہ پہونچسکتا ہے کیونکہ اوسکا مثل شفیع دے سکتا ہے اگر خود مہر جائداد کو کیا جاوے تو اوسکا مثل یعنی کوئی عورت نہین دے سکتا ہے

مسئلہ ۲۰۵ شفعہ کا وجود بیع تام بائع کی جانب سے پیدا ہوتا ہے اگر بائع بیع شرطیہ کرے تو وہ بیع تام نہین ہے ہان البتہ اگر مشتری خرید شرطیہ کرے تو وہ بیع بائع کیجانب سے تام ہوگئی اوس مین شفعہ پہونچ سکتا ہے۔

تشریح

بیع تام کے یہہ معنی ہین کہ بائع بجمیع وجوہ اپنی ملک کا ازالہ کردے اگر بائع نے اِس شرط پر بیع کی کہ مین تین روز مین اگر چاہون واپس کرلون تو اِس کا نام کچہہ سودا بائع کیجانب سے ہے وہ تام نہین ہو ہان اگر اسطرح مشتری کچہہ سودا کرے تو حق شفعہ ہوگا کیونکہ شفیع مشتری کا قائم مقام ہوجاویگا۔ اگر سودے سے پہلے یا درمیان سودے کے شفیع انکار کرے تو اوس کا حق زائل نہین ہوتا ہے۔ کیونکہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جبتک کوئی استحقاق پیدا نہو اور اوس کا مالک نہو انکار کالعدم ہے۔ مگر اِس زمانہ مین عام لوگ یہہ سمجہہ رہے ہین کہ بیع تام جب ہوتی ہے جب دستاویز رجسٹری ہوجاتی ہے یہہ غلط ہے کیونکہ معاملہ بیع کے جزو ایجاب قبول ہین جسوقت وہ پورے ہوجاوین معاملہ تمام ہوگیا صرف دستاویز نشانی معاہدہ ہے۔ پس اگر کسی نے بعد پورا ہونے بیع فیما بین متعاقدین اور قبل رجسٹری انکار خرید لینے سے کیا اوس کا حق زائل ہوگیا۔

مسئلہ ۲۰۶ جب شفعہ ایسا حق ہو کہ جبراً شفیع بلا اختیار بائع خرید سکتا ہے پس کوئی شرط بائع کیجانب سے اِس قسم کی کہ اوس مین کسی شفیع کو استحقاق نہین اور نہ مشتری کے ذمہ اوسکی جوابدہی ہوگی موثر نہین سب کالعدم ہین۔

تشریح

اکثر لوگ بروقت بیع بائع سے یہہ شرط کرتے ہین کہ اگر کوئی اِس کا شفیع پیدا ہووے تو مجہسے کچہہ سروکار نہین وہ بائع سے مخاصمت کرے یہہ بالکل غلط ہے۔ اِس مادہ مین شفعہ دو قسم کا مروج ہے ایک کا نام شفعہ بربنائے شرع شریف دوسرے کا نام شفعہ بربنائے واجب العرض جو کہ معاہدہ باہمی کی رو سے ہوتا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ مسلمان جو معاہدہ ایسا کرین کہ خلاف قانون شریعت ہو وہ معاہدہ کالعدم ہوگا مثلاً اگر یہہ معاہدہ ہوگیا ہو کہ جب تک ہماری شئے کوئی خریدار نہین لے گا

دوسرے کو نہین دینگے اور فرض کرو چند شخص از روئے شرع شریف شفیع نہو اور جو شفیع ہو وہ ہم جد اور گانون کا شریک بھی نہو تو اوس کو جبراً حق خریداری پہونچتا ہے اوسکے مقابلہ مین یہہ معاہدہ کب موثر ہوگا ورنہ لازم آویگا کہ شفیع کو جبراً حق نہین پہونچتا ہے۔ ہان البتہ جن اشخاص سے معاہدہ باہمی ہی ہوا ہے اگر وہی شفیع شرعی بھی ہون تو کچھ مضایقہ نہین یہہ بہت جگہہ پیش آتی ہے مثلاً ایک گانون کے ایک آدمی نے کچھہ اپنے ساجھی چیز کا حصہ ایک اجنبی آدمی کی ہاتہہ بیع کردیا کہ جو نہ ہم جد ہے اور نہ گانون کا رہنے والا ہے اور نہ اوس سے کچھہ معاہدہ باہمی کسیوقت مین ہوا ہے اور اوس بیع کو سب نے تسلیم کرلیا اب آیندہ اگر دوسرا حصہ اسی جائداد کا فروخت ہووے تو یہہ اجنبی شخص شفیع ہوگا گو کہ واجب العرض مین اس کے خلاف ہو یہی وجہ ہے کہ اکثر دیہات اور قصبات مین واجب العرضون مین یہہ بھی لکھا ہوا ہے کہ بیٹیون کو حصہ نہین دینگے یا زوجہ کو خور و نوش کا صرف مجاز ہے۔ مگر چونکہ یہہ شرط خلاف قانون شریعت ہے معتبر نہین اسیطرح مسلمانون کا ہر ایک معاہدہ واجب العرض آپس مین جو مخالف ہو شرع شریف مسلمہ گورنمنٹ ہو تو موثر نہین ہوگا۔

مسئلہ ۲۰ شفعہ ایسا حق نہین کہ بذریعہ ہبہ یا وراثت دوسرے پر منتقل ہو پس جس شفیع نے اپنا حق ثابت کرکے حق چھوڑ دیا دوسرے شفیع کو نہین پہنچیگا اوس کا مشتری ہی مالک رہیگا۔ ہان اگر قبل ثبوت حق اوس سے انکار کرے تو وہ ایسا سمجھا جاویگا کہ ابتدا سے کالعدم ہے باقی شفیع اوسکو لیوینگے۔

تشریح

فرض کرو ایک مکان کا ایک شفیع ایسا ہے کہ اوسکے مقابلہ مین اور کوئی شفیع نہین ہوسکتا ہے اوس نے اپنا حق عدالت سے ثابت کراکے چھوڑ دیا پھر وہ حق دوسرے شفیعون پر کہ اوس سے کمتر ہین منتقل نہین ہوگا کیونکہ اسمین انتقال حق لازم آتا ہے علی ہذالقیاس اگر برابر کے پانچ شفیع ہون بعد اثبات حق اگر ایک اپنا حق چھوڑ دے تو وہ حصہ اور شفیعون پر عود نہین کریگا ہان اگر پانچ شفیع برابر سے ایک دو نے اول ہی انکار کیا یا شفیع قریب نے اول ہی انکار کیا تو باقی شفیعون کو وہ حق پہونچیگا وہ ایسا سمجھا جاویگا کہ گویا شفیع ہی نہین تھا۔ اگر شفیع قبل نالش کرنے یا دوران مقدمہ مین قبل حکم حاکم مرجاوے تب بھی شفعہ باطل ہوگیا اسلئے یہہ حق قابل وراثت نہین ہے اور بلا حکم حاکم شفیع مالک نہین ہوتا ہے پس ایسی حالت مین وراثت نہین جاری ہوتی ہے۔ ہان اگر حکم حاکم سے شفیع مالک ہوگیا ہے اور فریق ثانی نے اپیل کر رکھا ہے دوران اپیل مین شفیع مرگیا اسوقت مرنے سے شفعہ ساقط نہین ہوتا ہے بجائے شفیع اوسکا

وارث قایم مقام ہوگا اسلئے کہ شرع محمدی مین حقیقت اپیل یہہ ہے کہ اوپر کا حاکم ماتحت کے حکم کو مطابق قاعدہ
صحیح بحال رکھے ورنہ توڑ دے - اپیل کا حکم یا تو تائید حکم ماتحت ہے یا فسخ ہے وہ فسخ تاریخ حکم اپیل سے
شمار ہوگی اوس سے پہلے مالک شفیع بدستور ہے وراثت برابر چلے گی بخلاف زمانہ قبل حکم عدالت ابتدائی کہ وہان
محض استحقاق موہوم تہا ملک کا نام نہین ہے اوسمین وراثت جاری نہین ہوتی ہے -

مسئلہ ۲۰۸ شفعہ کا وجود بیع سے ہوتا ہے جب وہ جائداد بیع ہوگی خواہ کتنی ہی دفعہ ہو نیا تیا وجود پیدا ہوگا -
ایک دفعہ کا انکار ہر ایک بیع مین موثر نہین -

تشریح

فرض کرو کہ زید نے ایک حصہ اپنے مکان کا خالد کے ہاتہہ بیچ ڈالا اور عمر شفیع نے اوس بیع کو تسلیم کیا - پہر اگر خالد
زید ہی کے ہاتہہ بیچ ڈالے جسکو ہٹانا کہتے ہین یا کسی اور کے ہاتہہ فروخت کرے تو عمر کو پہر حق شفعہ پیدا ہوگا کہ
دوسری بنا پیدا ہوئی -

مسئلہ ۲۰۹ شفعہ کا دعوی بابت کل شی متنازعہ بیعہ مشفوعہ شفیع کو کرنا لازم ہے جزو دعوی مسموع نہین ہوسکتا ہے -

تشریح

یہانتک کہ اگر چار شفیع برابر کے درجہ کے ہون اگر ایک دعوی اپنے چہارم حق کا بالانفراد کرے وہ دعوی مسموع
نہین اکیلا ہی کل کا دعوی کرے جیسا مجتمع ہوکر کل کا دعوی کرتے - یعنی شفعہ مثل وراثت حق ثابت نہین ہے اگر
چار برابر کے شفیع ہون اور کل دعوی کرین تو یہ برابر لیوینگے ورنہ جو دعوے کرے پورا وہ ہی لیویگا اسلئے کہ ملک
بعد حکم حاکم یا تراضی سے دینے مین ہوتی ہے - غرض مشتری مدعا علیہ اسپر مجبور نہین کیا جاویگا آدہا تہائی دیدے

مسئلہ ۲۱۰ شفعہ کے اندر اس طرح ترتیب ہے اول شفیع خلیط فی نفس المبیع دوسرے شفیع خلیط فی حق المبیع تیسرے
شفیع جار ملاصق - جبتک شفیع خلیط نچھوڑے دوسرون کو حق نہین پہونچتا ہے - علی ہذالقیاس شفیع حق المبیع کے
سامنے جار ملاصق کو حق نہین پہونچتا ہے -

مسئلہ ۲۱۱ شفیع خلیط وہ ہے کہ مبیع کی ذات مین شریک ہو اس طرح سے کہ انگشت برابر ایسی زمین نہو جسمین
دونون کا ساجہا نہو یعنی دونون کا حصہ ملا ہوا ہو -

تشریح

خلط کے عربی مین ملانے کے معنی ہین یعنی دونون کا حصہ ایسا ملا ہوا - کہ کسی جزو زمین کو نہین کہہ سکتے کہ یہ فلانی کی ہے جیسا دو یا تین بیٹے ایک باپ کے وارث ہون یا پانچ آدمیون نے ایک شے بحصہ برابر یا کچھ زیادہ کم کے حساب سے خرید لی ہو اونکو خلیط کہتے ہین پھر وہ جب آپس مین تقسیم کرلین سب کی جدی جدی جائداد ہوجاوے تو وہ خلیط شمار نہین کئے جاوین گے - عام لوگ خلیط فی نفس المبیع اوس کو سمجھ رہے ہین کہ جو لوگ ہم جد ہون یا ایک احاطہ مین مکانات واقع ہون یا ایک کہوٹ مین زمین واقع ہو یہ غلط ہے - ایک دادی کی اولاد اگر اپنی اپنی جائداد تقسیم نکرین تب تو خلیط فی نفس المبیع شمار کئے جاوین گے ورنہ خلیط فی حق المبیع یا جار ملاصق مین شمار کئے جاوین گے دیکھو اگر ایک شخص کے چار پسر ہون اور اگر ایک مکان یا ارضی کو انھون نے تقسیم کرلیا پھر اونمین سے ایک پسر کے دو پسر ہون اونھون نے آپس مین تقسیم نہین کیا ہے انمین سے اگر ایک شخص اپنا حصہ فروخت کرے تو اوسکا شفیع خلیط فی نفس المبیع اوسکا سگا بھائی ہوگا - پھر فرض کرو مشتری سے اوس نے یا کسی اور شفیع نے دعوی نہین کیا اور وہ مشتری محض اجنبی شخص ہے اوسکے بعد اگر دوسرا بھائی اپنا حصہ فروخت کرے تو یہ اجنبی شفیع خلیط فی نفس المبیع ہوگا اوسکے سامنے دوسرون کو حق نہین پہونچتا ہے گو وہ ہم جد ہین غرض خلیط ہونا اوس شے کے اعتبار سے ہے یہ کسی کی صفت دوامی نہین ہے -

مسئلہ ۲۱۲ - چونکہ شفعہ ایک حق غیر محسوس ہے لہذا اس مین شفیعون کے عدد کا لحاظ ہے حصونکا نہین ہے

تشریح

فرض کرو زید نے ایک مکان فروخت کیا اور اوسکے پانچ شخص شفیع ہین اور وہ پانچون شخص حصہ مین زیادہ کم اوس مکان کے مالک ہین جسکی روسے دعوی شفیع کرتے ہین پس تفاوت حصہ کا لحاظ نہین ہوگا بحصہ مساوی سبکو شفعہ پہونچیگا - یہانتک اگر مشتری بھی شفیع ہو وہ بھی مثل دیگر شفیعون کے مستحق لینے کا ہے یہ جواب مشہور ہے کہ برابر شفیعون سے اگر ایک بائع سے خرید لیوے باقی کو اوسکے مقابلہ مین شفعہ نہین پہونچتا ہے بالکل بے اعتبار ہے باقی دوسرے شفیع اگر مشتری شفیع کا حصہ چھوڑ کر دعوی کرین اون کو مل سکتا ہے اس کا نام تجزیہ دعوی نہین ہے جو کہ بموجب مسئلہ ۲۰۹ ممنوع ہے بلکہ تجزیہ دعوی اوسکو کہتے ہین کہ اگر شفیع کو کل شے ملجاتی اگر وہ دعوی

کرنا مگر اوس نے ایک جزو چھوڑ دیا وہ جائز نہین ہے جیسا کہ اگر تین شفیع ہون اور مشتری محض اجنبی شخص ہو ہر ایک شفیع خواہ ملکر یا تنہا کُل کا دعوی کرینگے۔ اسی طرح سے اگر جائداد مشفوعہ کے ساتھ دوسری جائداد غیر مشفوعہ سے ایک ہی دستاویز اور ایک معاہدہ مین بیع ہوئی ہو تو شفیع کو صرف اُسی جائداد مشفوعہ پر بحصہ رسدی دعوی کرنے کا مجاز ہے اور ہی تجربہ دعوی نہین۔

مسئلہ ۲۱۳ شفعہ چونکہ حق ضعیف ہی اس کے ثبوت کے لئے تین[۳] چیز ضرور ہین۔ اوّل[۱] طلب مواثبت دوسرے[۲] طلب اشہاد تیسرے[۳] طلب خصومت۔ اگر مشتری راضی دینے پر نہو وے۔ لیکن جو شخص بوجہ کسی امر کے طلب اشہاد سے معذور ہو تو وہان بجای طلب اشہاد فی الفور الاطلاع مشتری یا بائع کو اگر وہ چیز ابتک اوسکے قبضہ مین ہو تجویز کیگئی۔

تشریح

طلب مواثبت اوس کو کہتے ہین کہ جسوقت علم بیع ہو فی الفور طلب خریداری ظاہر کرے یہانتک کہ اگر علم بیع ہوا اور ہی دور سنکر چلا گیا اتنا ذرا سا اعراض اوسکے حق کو زائل کرتا ہے۔ خلاصہ یہہ ہے کہ علم بیع اور طلب کے درمیان کوئی ایسا فعل نکلیا جاوے جو دلیل اعراض ہو اور اسکا جاننا کہ کونسا فعل دلیل اعراض ہی اور کونسا نہین موقوف رواج پر ہی۔ مثلاً شفیع کو اگر علم بیع ہوا وہ بیٹھا تھا کھڑا ہو گیا یا کسی اور کام مین مشغول ہو گیا۔ پس حق شفعہ کی حیثیت سی یہہ فعل ایسا سمجھا جاویگا کہ گویا صراحتہً انکار کردیا ہے اور اگر علم بیع کے بعد شفیع کھڑا تھا بیٹھ گیا یہ فعل دلیل اعراض نہین کیونکہ معاملہ کے لئے ہی بیٹھا ہے غرضکہ ہر فعل کا حال رواج سے معلوم ہو جاتا ہے۔ لغت مین مواثبت کے معنے کودنے کے ہین پس شرع شریف مین یہہ مُراد ہے کہ سنتے ہی آمادگی ظاہر کرے یہہ ضرور نہین کہ حقیقت مین کودنے لگے بعض لوگ یہہ سمجھ گئے کہ اگر اونچی جگہہ پر بھی ہو اور خبر بیع سُنے تو وہان سے کود پڑے یہہ محض غلط ہی۔ پھر جب طلب مواثبت کر لی تو اوس کا حق ثابت ہو گیا۔ لیکن درجہ استحکامی کو نہین پہونچا۔ اسکی ایسی مثال ہی جیسا کہ خاکہ کسی نقشہ کا ہو جب طلب مواثبت پورے طور پر ہو چکی اوسکے بعد طلب اشہاد ہے۔ طلب اشہاد اوسکو کہتے ہین کہ شے متنازعہ فیہ کے پاس جاکر یا مشتری یا بائع کے پاس جاکر دو شخصونکو گواہ کر لے کہ مین اوسکو خریدتا ہون تم گواہ رہنا۔ اگر مکان متنازعہ یا فریقین معاملہ کے پاس ہی شفیع کو بیع کا علم ہوا اوسوقت طلب مواثبت اور اشہاد ایک ہی لفظ سے ادا ہو جاتے ہین۔ مگر طلب اشہاد مین لفظ (تم گواہ رہنا) کہنا ضرور ہی۔ طلب مواثبت

مین گواہ کی ضرورت نہین ہی اور طلب اشہاد مین گواہ ضرور ہین اس کا یہہ مطلب ہی کہ نفس طلب مواثبت بلا گواہ ہوسکتی ہے اور طلب اشہاد بلا گواہ نہین ہوسکتی ہے رہا یہہ امر دیگر ہے کہ ثبوت طلب مواثبت بھی بدون گواہ نہین ہوسکتی ہے اسلئے طلب مواثبت کے لئے بھی گواہ چاہئے نفس معاملہ اور شے ہے اور ثبوت معاملہ اور ہے جب اوسنے طلب اشہاد بھی کرلی اوس کا حق پختہ ہوگیا جیساکہ پختہ نقشہ خاکہ پر بنایا جاوے مگر ابتک وہ مالک نہین ہوگا۔ مالک جب ہی شمار کیا جاویگا یا تو مشتری اپنی رضا سے اوس کو دیدے یا حاکم دلادے فقط پختگی حق اس معنی کر شمار کیجاتی ہے کہ اوسکے بعد اوسکے سکوت کرنے سے حق زائل نہین ہوتا ہے۔ اگرچہ امام محمد صاحب نے بعد طلب اشہاد کے ایک مہینہ میعاد نالش قرار دیا ہی لیکن مفتی بہ یہی ہے کہ کچھہ میعاد نہین جب چاہے بذریعہ حاکم لے سکتا ہی۔ مگر شرط یہہ ہے کہ کوئی ایسا فعل شفیع سے نہ پایا جاوے کہ دلیل اعراض ہو مثلاً وہ طلب اشہاد کرکے بھول گیا ہو اور خیال بھی نہین رہا ہی ہان البتہ اگر بوجہ نہ بہم پہنچنے قیمت یا اور کوئی سبب معقول کیوجہ سے جتنے دن چاہے تاخیر کرے۔

مسئلہ ۲۱۴ جب کوئی شفیع نالش کرے اوسکو ان امور کا ثابت کرنا ضرور ہے یہہ کہ مکان متنازعہ فروخت ہوا یہہ کہ شفیع جس مکان کی وجہ سے شفعہ کرتا ہی اوسکا مالک ہے یہہ کہ یہ فلانی قسم کا شفیع ہے اور مین طلب اپنے حق کا ہو یہہ کہ شفیع نے طلب مواثبت پورے طور سے ادا کردی یہ کہ بعد طلب مواثبت اوسیوقت طلب اشہاد بجالایا ہو ن یہہ کہ شفیع نے مشتری سے لینا چاہا اوس نے انکار کیا جب یہہ امور پوری طرح بجالاوے تو مشتری مدعا علیہ طرف حاکم التفات کرے ورنہ اول ہی شفیع کے دعوی کو خارج کردے۔ صفحہ ۱۰۰ - [illegible] - ۱۲

تشریح

ان واقعات کا بار ثبوت شفیع کے ذمہ ہے اگر انکا ثبوت پورے طور سے نہ ہوسکے تو دعوی شفیع بلا جواب مدعا علیہ خارج ہوجانا چاہئے۔ فرض کرو فی الواقع بیع ہوئی ہو لیکن شفیع طلب مواثبت بجانہ لایا ہو یا طلب مواثبت تو بجالایا ہو اوس کے بعد طلب اشہاد نہ بجالایا ہو اور طلب مواثبت اور طلب اشہاد کی حقیقت مسئلہ ۲۰۰ مین معلوم ہوچکی ہے طلب مواثبت اور طلب اشہاد مین مدعی کا حاضر کرنا ضرور نہین خواہ اوسوقت روپیہ ہو یا نہ ہو طلب مواثبت ہوسکتی ہے۔

مسئلہ ۲۱۵۔ بعد بجالانے تمام شرائط شفعہ کے اگر شفیع اپنا حق چھوڑ دے تب بھی اوس کا حق زائل ہوجاویگا یا صراحتاً یا ضمناً وہ اس بیع کو تسلیم کرے تب وہ بھی حق زائل ہوجاویگا۔

تشریح

مثلاً فرض کرو زید نے ایک مکان خریدا اور خالد شفیع نے بعد بجا لانے شرط شفعہ کے زید سے یہ کہا کہ یہ مکان تو میرے ہاتھ بیچدے تو اس کہنے سے پہلی بیع کو تسلیم کر لیا حق شفعہ اسکا باطل ہوگیا تفصیل اسکی یہ ہے کہ شفیع کی شتری سے استدعا دو قسم کی ہے ایک تو اس طرح پر کہ جبراً شفیع چاہتا ہے کہ بجائے زید مجکو اسی پہلے عقد مین تو شتری کرادے اور تو درمیان سے جدا ہوجا ورنہ عدالت سے مین جبراً لونگا تو یہ عین حقیقت شفعہ ہے کہ پہلے ہی معاملہ مین بجائے شتری شفیع آپ کو بنانا چاہتا ہے دوسرے یہ کہ شفیع اگر یون چاہے کہ تو میرے ہاتھ بیع کردے یعنی دوسرا معاملہ کرے تو اسمین پہلے معاملہ کو تسلیم کر لیا حق شفعہ باطل ہوجاویگا۔ دیکھو ان دونون صورتون مین بہت باریک فرق ہے طلب خصومت مین خوب لحاظ رکھنا چاہیے اور اسکا وقوع بہت ہے لوگ اس کا خیال نہین کرتے۔

مسئلہ ۲۱۶ — جب شفیع کی حقیقت یہ ہے کہ بجائے شتری اول پہلے ہی معاملہ مین جبراً آپ شتری ہوتا ہے پس شفیع قائم مقام شتری خاص آن امور مین جو جزو معاملہ مین سمجھا جاویگا باقی شرائط مین ایک دوسرے کا پابند نہوگا۔

تشریح

اگر درمیان شتری اور بائع کے یہ شرط ہوئی تھی کہ مین ہرگز اس کو واپس نہین لونگا خواہ کیسی ہی عیب دار ہو اس معاہدہ کا شفیع پابند نہوگا اُس کو در صورت عیب اختیار واپسی کا ہے یا شتری نے کچھ سودے سے خریدی تھی اس کا اثر شفیع تک نہین پہونچیگا شفیع کا پکا سودا سمجھا جاویگا ہان البتہ جسقدر شے بیعیہ یا جسقدر ثمن قرار دیا گیا ہے اوسکی پابندی لازم ہے۔ علی ہذا القیاس اگر بائع نے شتری کو اُدھار دیا ہو تو بھی شفیع کو مجاز نہین کہ وہ شے اُدھار لے۔

مسئلہ ۲۱۷ — جب شفیع خلیط فی نفس المبیع نہو یا وہ اپنا حق چھوڑدے اوسکے بعد شفعہ شفیع خلیط فی حق المبیع کو پہونچتا ہے۔

تشریح

خلیط فی حق المبیع اوسکو کہتے ہین کہ ذات مبیع مین تو شریک نہو بلکہ منافع اور حقوق مین جو کہ ذات مبیع سے خارج ہے اُس مین شریک ہو جیسا کہ راستہ اور پانی وغیرہ اور راستہ کا شریک پانی کے شریک سے مقدم ہے اگر ایک احاطہ مین بہت سے مکان ہون اور سبکا راستہ ایک ہو پس ایک راستے والے کو بہ نسبت اوسکے کہ پانی مین شریک ہو ترجیح دی جاویگی اور راستہ سے

مراد وہ راستہ ہے جو شارع عام نہو کیونکہ شارع عام کسیکی ملک نہین ہے پہر راستہ کی شریکون مین اول اوسکو ترجیح ہے جو مکان مبیعہ سے اول راستہ مین آوے پھر اوسکے بعد جو ہووے اگر برابر کے دو تین شخص ایسے ہون سبکو حصہ پہونچیگا۔

مسئلہ ۲۱۸۔ جار ملاصق اوسکو کہتے ہین کہ اوسکا مکان مبیعہ سے ایک جانب یا دو جانب یا تین جانب متصل ہو اور پانی اور راستہ مین بالکل شریک نہو اگر پانی اور راستہ مین بھی شریک ہو تو خلیط فی حق المبیع شمار کیا جاویگا۔

مسئلہ ۲۱۹۔ جائز ہے کہ ایک شخص چارون قسم کا شفیع ہو جاوے پس وہ اگر اپنا حق ایک قسم کی حیثیت سے چھوڑ دے تو وہ سب قسم کی حیثیت سے چھوڑنا سمجھا جاویگا۔

تشریح

فرض کرو زید ایک مکان مبیعہ کا شفیع خلیط فی نفس المبیع اور حق المبیع فی الطریق اور حق المبیع فی الشرب اور جار ملاصق بھی ہے اوسنے بعد خبر بیع طلب مواثبت اور طلب اشہاد نہین کی وہ ایسی سمجھی جاویگی کہ تمام حیثیت کی رو سے اس کا شفعہ ساقط ہوگیا نہ یہہ کہ چار حیثیت کیوجہ سے چار دفعہ اس کو طلب مواثبت اور طلب اشہاد چاہئے تھی۔

مسئلہ ۲۲۰۔ اور اگر چارون حیثیت سے شفیع مختلف ہون اگرچہ یہہ ظاہر ہے کہ مقدم شفیع کے سامنے موخر کو استحقاق شفعہ نہین مگر سب شفیعونکو اپنے استقرار حق کیلئے فی الفور طلب مواثبت اور طلب اشہاد بجالانا چاہئے ورنہ شفعہ باطل ہو جاویگا۔

تشریح

فرض کرو زید عمر دو سگے بھائی ہین عمر غائب ہے زید نے اپنا حصہ کسیکے ہاتھ بیچڈالا شفیع موجودین نے جو عمر سے کم درجہ کے شفیع ہین بعد علم بیع طلب مواثبت اور طلب اشہاد اور انکی بعد مین عمر غائب کو جو خبر بیع پہنچی اوس نے حق اپنا چھوڑ دیا پس ان شفیعونکو بھی حق شفعہ نہین پہونچیگا کہ طلب مواثبت اور طلب اشہاد بعد بیع بجا نہین لائے اگرچہ بخیال اس کے بھی بجا نہ لائے ہون کہ اول خلیط مقدم ہے اور وجہ اسکی یہہ ہے کہ ان دونون طلبون کا فی الفور بجالانا ہر قسم کے شفیع پر واسطے استقرار حق کے لازم ہے۔

مسئلہ ۲۲۱۔ اگر شفیع نے اپنا حق شفعہ بعد معلوم ہونے کسی خاص وجہ کے چھوڑ دیا اور پھر یہہ ثابت ہوا کہ وہ وجہ درواقع نہین تھی پس وہ رضامندی متعلق اسی وجہ کے شمار کیجاویگی درصورت نہونے اوس وجہ کے وہ رضامندی

کالعدم ہوئی کہ شرط نجیہ ہے کہ اوس وجہ خاص کا اختلاف موجب ضرر اور رغبت اعراض کا باعث ہو

تشریح

اگر زید شفیع نے اپنا شفعہ اسوجہ سے چھوڑ دیا کہ اوسکو معلوم ہوا تہا کہ فلان مکان ہزار روپیہ کو فروخت ہوا یا فلان شخص نے خریدا ہے یا آدھا اوس مکان کا فروخت ہوا ہے یا اوس غلہ کو فروخت ہوا پھر معلوم ہوا کہ واقع کے برخلاف ہے یعنے ہزار سے کم کو بکا ہے یا کسی اور شخص نے لیا ہے یا کل مکان بکا ہے یا روپیہ کے عوض مین بکا ہے اگرچہ غلہ کی برابر ہی پڑے گی یون غلہ جس حیثیت پر اوسنے رضامندی ظاہر کی تھی وہ حیثیت یہان پائی نہین گئی ہوسکتا ہے کہ زیادتی ثمن اور عمدہ پڑوسی یا تھوڑا حصہ یا ثمن غلہ کا ہونا جس کے حاصل کرنے مین کچھ دقت ہوتی ہو موجب ترک شفعہ ہو۔ بخلاف اسکے اگر اوسکو معلوم ہوا کہ اشرفیون کی عوض بیع ہوئی اوسنے شفعہ چھوڑ دیا بعد کو معلوم ہوا کہ روپیہ کے عوض مین بیع ہوئی ہے تو یہ ایسی وجہ نہین ہے کہ اسکا اختلاف موجب نفع ضرر یا باعث رغبت اور اعراض کا ہو وے اسلئے شفعہ ساقط ہی سمجھا جاویگا اگر یہ معلوم ہوا کہ فلانا مکان ایک گھوڑی کے بدلے بکا ہے اور پھر معلوم ہوا کہ روپیہ کے بدلے بکا اس صورت مین اول رضامندی سے شفعہ باطل ہوجاویگا کیونکہ گھوڑا اول بھی نہین دے سکتے تھا اوسپر اول ہی روپیہ واجب الادا تھا۔ بخلاف گیہون کے کہ وہ مثلی چیز ہے بعینہ وہی واجب الادا تھے پس مثلی چیز وں مین خلاف ہونے سے رضامندی کالعدم ہونی چاہیے۔

مسئلہ ۲۲۲۔ اگر شفیع اوسکا خریدار قبل بیع کرے تو شفیع کے شفعہ مین نقصان نہین پہونچاتا۔

تشریح

عوام مین ایک رواج ایسا ہو رہا ہے کہ قبل تمام معاملہ بائع خود ایک نوٹس اطلاع خریداری مکان مشفوعہ بنام شفیع کے پاس بھیجدیتا ہے اور اوس نوٹس سے کچھ مفاد نہین۔ اگر شفیع انکار خریداری کرے کچھ اوس کا نقصان نہین اگر بعد تمام ہونے بیع کے مشتری یا بائع دونون نوٹس بنام شفیع اس مضمون کا دیوین کہ ہمنے فلان شخص سے اتنی قیمت کو فلان مکان یا اراضی خریدلی ہے اور تم اوسکے شفیع ہو اگر تمکو لینی منظور ہے تم لیلو ورنہ ہم قیمت دیکر کاغذ باضابطہ لکہوالون گا پھر تم کو مجاز شفعہ نہوگا۔ البتہ اسکے انکار کرنے سے بیشک حق شفعہ زائل ہوجاویگا۔

مسئلہ ۲۲۳۔ اگر شفعہ ... کی طرح سے کہا ... کا شفعہ باطل نہین ہوتا اور اگر بائع کو کہا ... محض

[illegible] ساقط ہو جاتا ہے

تشریح

اِسکی یہہ وجہ ہے کہ شفعہ کا حق اِس سے پیدا ہوتا ہے کہ بائع کی ملک سے نِکلکر شتری کے پاس وہ شئے آجاوے تو بین شتری کے قایم مقام ہوجاوں اِسصورت مین اگر شفیع شتری کا وکیل ہو وہ درپردہ اپنے حق کے پیدا کرنے کا ساعی ہو اِس مین دلیل اعراض نہین بخلاف اِس کے کہ شفیع اگر بائع کا وکیل ہو اور وہ دوسرے شخص کو اپنی رضامندی سے دلواتا ہے اور نکتہ اِس مین یہہ ہے کہ نالش شفعہ مین مدعاعلیہ مشتری ہوتا ہے بائع نہین ہوتا۔

مسئلہ ۲۲۴ - اگر شفیع نے اوس شئے کو جس کی وجہ سے دعوی کرتا ہے قبل لینے مکان مشفوعہ کے اپنی ملک سے قطعی طور پر نکالدیا عام ہے خواہ بذریعہ بیع یا ہبہ بالعوض اوس کا شفعہ باطل ہو جاویگا۔

تشریح

اصل یہہ ہے جسوقت باستعانت حاکم جبراً لینا چاہتا ہے جب تک اُس کے بارے مین حاکم حکم نہ کرے وہ شئے جسکی رو سے دعوی شفعہ کرتا ہے اُسکی ملک مین ہونی چاہئے اگر شفیع نے بعد بجالانے شرائط شفعہ یا بعد ارجاع نالش قبل حاکم حکم اپنا مکان فروخت کر دیا اُس کا شفعہ باطل ہو جاویگا۔ عام ہے خواہ اِسنے اپنی شتری کو قبضہ دیا ہو یا نہ دیا ہو ہان البتہ اگر بیع کچی سودے سے کی ہو جسکو اصطلاح شرع شریف مین خیار شرط کہتے ہین تب اوس کا شفعہ باطل نہین ہوگا مگر اِس مین بھی یہہ شرط ہے کہ اوس سودے سے بائع پھر جاوے اگر شفیع نے اوس سودے کو جائز رکھا تو وہ ایسا ہی سمجھا جاویگا کہ گویا اوّل ہی قطعی طور پر بیع کر دیا تھا پس پھر شفعہ باطل ہوگا اِسیطرح اگر اوس نے ہبہ کر دیا اِس سے بھی اوس کا حق زائل نہین ہوتا کیونکہ اوسکو حق رجوع حاصل ہے اگر ہبہ کو نافذ سمجھے اور رجوع نہ کرے اِسصورت مین حق شفعہ زائل ہے اور چونکہ ہبہ بالعوض مین اوسکو اوّل ہی سے حق رجوع حاصل نہین اوس مین بلاقید حق شفعہ زائل ہو جاتا ہے اگر شفیع کی حقیت رہن ہو یا بعد بجالانے شرائط شفعہ رہن کرے تو اِس کا حق زائل نہین کیونکہ اوس سے پہلے مالک ہے اور یہی حال بذریعہ عاریت دیدینے کا ہے اور اگر شفیع نے اپنی حقیت ایسی حالت مین وقف کر دی ہو تو دیکھنا چاہئے کہ اگر اسیطرح وقف کر دے جسکی وجہ سے اِس کا ازالہ ملکیت ہوگیا تو اِس کا شفعہ باطل ہو جاویگا۔ ورنہ نہین اِسکی تفصیل وقف مین معلوم ہوگی

مسئلہ ۲۲۵ - اگر کوئی شفیع [illegible]

۱۳۰۹

یا سکوت موجب زوال حق شفعہ ہوگا پھر نابالغ کو بعد بلوغ مجاز شفعہ نہیں ہے اسی طرح اگر شفیع نے اپنا وکیل کسی کو کر دیا ہو اوس کا تسلیم اور سکوت بھی مثل شفیع موکل شمار کیا جاویگا۔

تشریح

پس اگر کوئی شخص کسی کو مختار عام اپنی طرف سے کر دے اور خود غائب ہو اگر اوس کا مختار عام طلب مواثبت یا طلب اشہاد بعد علم بیع بجا نہ لاوے یا دعویٰ شفعہ سے دست برداری کر دے وہ حق زائل ہو جاویگا۔

مسئلہ ۲۲۶ - دعویٰ شفعہ حقیقت میں دو دعووں سے مرکب ہے اول ثبوت حق شفعہ دوم تعین ثمن جیسا کہ پہلے دعویٰ کا بار ثبوت شفیع کے ذمہ ہے اسی طرح اگر اختلاف ثمن میں ہو تو اوس کا بار ثبوت بھی شفیع کے ذمہ ہے اگر اوسکے ثبوت میں کچھ نقصان ہو تو بلا حلف بیان مشتری مدعا علیہ مرجح ہوگا اور اگر دونوں ثبوت کامل طور سے پیش کریں تو شفیع کا ثبوت مرجح ہوگا۔

مسئلہ ۲۲۷ - اختلاف ثمن میں بائع کا قول چنداں معتبر نہیں مثل ایک گواہ کے سمجھا جاویگا۔ الا اوس صورت میں کہ بائع کو مشتری سے اب تک کچھ وصول نہیں ہوا ہے تو اوس صورت میں بائع کے قول پر حاکم طے کر دے اور اسکو ایسا سمجھے کہ بائع نے قیمت بیع کم کر دیا۔

تشریح

اگر بیع ہزار روپیہ پر ہو اور پھر بائع کو روپیہ مشتری کو چھوڑ دے تو شفیع کو بھی بقدر حصہ کمی ثمن میں ہو جاتی ہے اور اگر سارا ثمن بائع چھوڑ دے تو شفیع کو کل ثمن دینا ہوتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۸ - اگر شفیع اہل اسلام نہو تب بھی اوس کو حق شفعہ پہونچتا ہے اسی طرح اہل اسلام کو بھی شفعہ پہونچتا ہے اگر کافر مشتری ہو۔

تشریح

شفعہ کی بنا ضرر پر ہے اس کا قیاس وراثت پر نہیں ہے کہ اختلاف دین اس کا مانع ہو مگر اس زمانہ میں اس مسئلہ میں ایک پیچیدگی واقع ہوگئی وہ یہ ہے کہ گورنمنٹ اہل اسلام نہیں اور خود کسی مذہب میں دست انداز نہیں ہوتی ہے - اگر بائع اور مشتری اور شفیع تینوں اہل اسلام ہوں تو بلا شک اس مسئلہ کو جاری کر سکتی ہے اگر ان تینوں میں اختلاف مذہب ہو تو

البتہ آسمین موافق قاعدہ گورنمنٹ وقت واقع ہوتی ہے لیکن موافق قاعدہ گورنمنٹ بھی مشتری اور شفیع کا اہل اسلام ہونا کافی ہے کیونکہ بائع کا اس دعوی مین کچھ سروکار نہین ہے اوس کا توسط درمیان سے نکل گیا رہا مشتری جو کہ مدعا علیہ ہے اگر وہ اہل اسلام ہے اوسکو موجب اوسکے مذہب کے جبراً پابند کرسکتی ہے عام ہے خواہ شفیع اہل اسلام ہو یا نہو پس اگرچہ شفیع کو اہل اسلام ہونا ضروری نہین ہے کیونکہ اوسکو ہماری شریعت کے بموجب استحقاق حاصل ہے لیکن گورنمنٹ اسی قاعدہ کے بموجب جو شخص غیر معتقد ہو اوسکے کہنے سے معتقد کو مجبور نہین کرسکتی ہے لہذا شفیع کا بھی اہل اسلام ہونا ضروری ہے۔

مسئلہ ۲۲۹ ۔ اگر مشتری مدعا علیہ کے پاس شے متنازعہ فیہ کی قیمت کسی ایسی وجہ سے کم ہوگئی جسمین مشتری کی طرف سے کچھ تعدی نہین ہوئی تو شفیع اوسی قیمت کو لیگا جتنے کو مشتری نے خرید اہے حال کی قیمت کا اعتبار نہین۔ اور اگر اصل مین کمی ہوجاوے تب قیمت کم ہوجاویگی۔

تشریح

فرض کرو زید نے ایک مکان خریدا وہ خود بخود مسمار ہوگیا یا درخت مع اراضی تحتی خریدا وہ درخت سوکھ گیا یا کوئی اراضی خریدی اوس کا بوقت نالش بھاؤ کم ہوگیا یا کوئی زمین چاہی تھی اب اوس مین پانی آنا منقطع ہوگیا ان سب صورتوں مین شفیع چاہے پوری قیمت کو خریدے چاہے واپس کردے قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ وصف کے مقابلہ مین ثمن نہین ہوتا ہے لیکن اگر اراضی ہی کم ہوجاوے جیسا کہ نصف غرق ہوگئی اس صورت مین کمی ثمن مین ہوگی کہ یہان مبیع ہی کم ہوگئی

مسئلہ ۲۳۰ ۔ اگر کوئی نقصان مشتری کی تعدی سے ہو تو بقدر نقصان کمی ثمن مین ہوگی علی ہذا القیاس اگر مشتری کی صنعت سے کچھ قیمت زیادہ ہوگئی تو اوسی قدر ثمن مین زیادتی ہوگی مگر شرط یہ ہے کہ وہ زیادتی قابل جُدی کرنے کے نہو۔

تشریح

فرض کرو زید نے ایک مکان خریدا اوسکا ملبہ اوسنے اوتار لیا تو شفیع میدان زمین کو بقدر حصہ قیمت میدان کے خریدے گا اور ملبہ مشتری کا ہوگا اور اگر چاہے ملبہ سمیت کل قیمت کر لیوے اور اگر مشتری نے اوس مکان مین دستکاری کی جیسا رنگ آمیزی وغیرہ تو اس صورت مین بالضرور شفیع کو اوسکی قیمت دینی آویگی کیونکہ

وہ دستکاری قابل جدی ہونیکے نہین ہے۔

مسئلہ ۲۳۱۔ اگر مشتری نے کوئی ایسی زیادتی کی ہو کہ وہ جدی ہو سکتی ہے تو دو حال سے خالی نہین یا تو اوسکے جدی کرنے سے ضرر اراضی ہے یا نہین اگر ضرر ہو وے تو شفیع جبراً اوس زیادتی سمیت بازاد قیمت افزایش لیگا۔ اگر جدی کرنے مین کچھہ ضرر نہین تو اوسکی بھی دو صورت ہین اگر وہ زیادتی ایسی ہے کہ کچھہ میعاد مین جدے ہونیکے قابل ہے یا نہین۔ اگر قابل ہے تو میعاد معین تک وہ اراضی مشتری کے قبضہ مین رہنے دے بعد خالی ہونیکے مالک ہو ورنہ اوسیوقت قبضہ کرے اور مشتری اپنی زیادتی اوس مین سے جدی کرلے یا شفیع اوسکی قیمت دیدے مگر وہ قیمت اوکھڑے ہوئی کی ہو قایم کی نہو۔

تشریح

زید نے ایک زمین خریدی اوسمین اگر زراعت کرے تو ایام پختگی زراعت تک شفیع اوس سے خالی نہین کراویگا اگر اوسمین درخت لگایا یا مکان بنالیا تو شفیع اوسیوقت اوکھڑواکر قبضہ کرلیگا۔

مسئلہ ۲۳۲۔ جنگل کی اراضی مین بھی شفعہ چار قسم کا ہے شفیع خلیط فی نفس المبیع کی صورت تو ظاہر ہے کہ خاص اوسی زمین کا شریک ہو جو فروخت ہوئی ہے اور یہہ ضرور نہین کہ نمبر بندوبستی بھی ایک ہو یا نہو۔

تشریح

مثلاً فرض کرو بندوبست کیوقت ایک کھیت سو بیگھہ کا تھا اور اوسپر ایک نمبر تھا اب وہ اندر خانہ بہت ٹکڑے ہو گئے اور بہت سے کھیت ہو گئے اب اوس احاطہ نمبر کے شریک کو خلیط فی نفس المبیع نہین کہین گے پس خلیط فی نفس المبیع تو وہی ہے جہان حصونکی بیع ہوتی ہے کچھہ معین زمین نہین ہوتی۔ یہہ سب خلیط فی حق المبیع یا جار ملاصق مین شمار کئے جاوینگے۔

مسئلہ ۲۳۳۔ جنگل کی اراضی مین خلیط فی حق المبیع وہ ہے کہ اوسکی زمین اور اراضی متنازعہ فیہ مین ایک چاہ یا چشمہ سے پانی آتا ہو یا دونون زمینون کا راستہ آبادی یا موضع کھلیان تک ایک ہو۔

تشریح

آبادی مین خلیط فی حق المبیع پانی اور رستہ کی اور کیفیت تھی وہان پانی اور راستہ کی نکاسی اوس شئے متنازعہ فیہ سے تھی جہان پانی کا داخل ہو یا اوس مکان کی شرط ہے کہ جس چاہ اور جس چشمہ سے پانی دیتے ہون وہ مملوکہ

غیر مقبوضہ ہون بلکہ انہین ارضی کے متعلق ہون اور چشمہ بڑے مقبوضہ چشمہ بڑا وہ ہی جس مین کشتی جاری ہوتی ہے اگر ایسے چشمے ہون وہان خلیط فی حق المبیع کیصورت نہین ہے صرف جار ملاصق ہی پائی جاویگی۔ علی ہذا القیاس راستہ بھی انہین اراضی کے متعلق ہو مملوکہ غیر مقبوضہ یا شارع عام تحقق نافذہ نہو ایسی صورتون مین خلیط فی حق المبیع نہین ہوگا۔ وہ راستہ جسکو دخل خلیط فی نفس المبیع مین ہے اوسکو اردو مین گھر کہتے ہین کہ دو کھیتون کے درمیان مشترک ہو اور زیادہ جگہہ جہان کھلیان ڈالتے ہون اوس تک راستہ مشترک ہو۔

مسئلہ ۲۳۴۔ جار ملاصق کی صورت ظاہر ہے کہ کھیت مبیعہ سے ڈول اوسکی ملی ہوئی ہون اور کوئی شرکت کسی قسم کی حاصل نہو۔

مسئلہ ۲۳۵۔ اگر کوئی شخص زمین کو زمین ہی سے بدلے اس صورت مین دونون مین شفعہ پہونچتا ہے عام ہے خواہ شفیع دونون کا ایک ہو یا مختلف۔

تشریح

بیع کے یہ معنی ہین کہ مبادلہ مال کا مال سے پس اگر ایک جانب مثلی چیز مثلاً روپیہ ہو اور دوسری جانب زمین تو زمین کو مبیعہ کہتے ہین اور روپیہ کو ثمن کہتے ہین اگر دونون جانب زمین ہو تو اس صورت مین ہر ایک مبیعہ ہے اور ہر ایک ثمن لہذا دونون میں شفعہ پہونچیگا پس اگر دونون اراضی کا ایک ہی شفیع ہے وہ دونون اراضی کو مثل قیمت ہر ایک اراضی کے بطریق شفعہ لیویگا

مسئلہ ۲۳۶۔ اگر مدعا علیہ کسی مدعی کے دعوی کو تسلیم کرکے بطریق صلح کوئی مکان یا زمین دیوے وہ بھی بمثل بیع متصور ہے اوسمین بھی شفعہ ہوگا۔

تشریح

زید ایک مکان کا دعویدار ہے کہ یہ میرا مکان ہے عمر مدعا علیہ نے اوسکے دعوی کو تسلیم کرکے ایک مکان اپنا دیکر دعوی سے دست برداری کرالی پس یہ بیع ہوئی۔ اور شفعہ طرفین مین واقع ہوگئے مگر شرط یہ ہے کہ بدل صلح جزو دعوی نہو اوسمین شفعہ نہین ہوتا ہے وہ تقسیم شمار کیجاتی ہے اور تقسیم مین شفعہ نہین ہوتا ہے مثلاً زید اور عمر ایک جائداد کے مالک تھے اور عمر کل جائداد پر قابض تھا زید نے کل جائداد کی نصفی کا دعوی کیا عمر نے دعوی کو تسلیم کرکے کچھہ جائداد مدعا بہ ہی دعوی کے جزو کی زید کو دیکر دست برداری دعوی سے کرالی اس صورت مین شفعہ نہین پہونچتا ہے۔ البتہ اگر عمر کوئی

اور اپنی جائداد پیدا کردہ سے بدل صلح مین دینا تو بیشک بیع شمار کیجاتی -

مسئلہ ۲۳۷ - اگر مدعی مدعا علیہ کے دعوی سے سکوت یا انکار کرتا ہے اور پھر مدعا علیہ کو کچھ دیکر دستبرداری دعوی سے کرا دی وہ بمنزلہ بیع شمار نہین کیجاویگی بلکہ مدعی کیجانب سے یہہ دینا بطور تبرع جھگڑا رفع کرنے کے لیے شمار کیا جاویگا گویا کہ مدعی نے مدعا علیہ کو ہبہ کردیا پس اس صورت مین وہ چیز جو قبضہ مدعی مین رہی اوسمین شفعہ نہین پہونچیگا اور البتہ یہہ لینا مدعا علیہ کیجانب ایسا سمجھا جاویگا گویا اوسنے اپنا حق پایا پس وہ چیز جو مدعی نے دی اگر قابل شفعہ ہو اوس کا شفیع بمثل قیمت اوس شئے کے جبکا مدعی نے دعوی کیا دیکر مدعا علیہ سے جبراً لے سکتا ہے -

حیلہ سقوط شفعہ کا بیان

مسئلہ ۲۳۸ شفعہ کے ساقط کرنے کے لئے اگر کوئی حیلہ کرے تو وہ جائز ہے -

مسئلہ ۲۳۹ - اگر شفیع کیجانب سے تھوڑی زمین زیادہ قیمت کو کیسکے ہاتھ بیچدی اور باقی کو لقیہ قیمت کو دیدی تو شفیع کا شفعہ باطل ہوجاویگا - علی ہذا القیاس شفیع کیجانب تھوڑی زمین چھوڑکر باقی بیچدی یہہ عمدہ حیلہ ہے -
صفحہ ۳۱۶ ہدایہ جلد ثانی کو دیکھو ۱۲

تشریح

مثلاً فرض کرو زید عمر کے مکان کا شرق کیجانب شفیع جار ملاصق ہے - اب عمر نے اوسکی جانب ایک گز زمین بالمقابلہ دوسو تین سو روپیہ کے دیدی اور باقی زمین کو تھوڑی قیمت کو کہ جسکا مجموعہ کل مکان کی قیمت کو برابر ہو جاوے اور یہہ حیلہ شفیع جار ملاصق کے لئے ہے خلیط فی نفس المبیع کے لئے نہین چلتا -

مسئلہ ۲۴۰ - اسی طرح اگر شفیع کیجانب سے کچھ زمین پہلے ہبہ کردی او قبضہ کرادیا اور پھر باقی کو بیع کردیا تب بھی شفعہ باطل ہوگا -

مسئلہ ۲۴۱ - اگر کچھ حصہ اتنی قیمت کو فروخت کیا جاوے کہ کل مکان کی قیمت سے کچھ ہی کم ہو اور پھر باقی مکان اوس باقی دام کے عوض فروخت کیا جاوی یہہ عمدہ حیلہ ہے -
صفحہ ۳۰۱ ہدایہ جلد ثانی کو دیکھو ۱۲

تشریح

فرض کرو زید کے پاس ایک مکان ایک ہزار کی قیمت کا ہے اور اوسکا شفیع عمر ہے زید نے اپنے مکان کا پچیسوان حصہ بمقابلہ نوسو ننانوے کو فروخت کردیا اگر شفیع نے اسکا شفعہ کیا تو ذرا سی چیز اتنے داموکو لی ورنہ مشتری

خلیط فی نفس المبیع ہوجاویگا۔ اب باقی مکان اگر وہ ایک روپیہ کو بھی دیدے تب بھی شفعہ نہین پہونچتا کیونکہ یہہ مقدم ہوگیا یہہ حیلہ جار بلاصق کے واسطے مضر ہے اسمین ایک بات لکھنی ضرور ہے وہ یہہ ہے کہ اگر یہہ فعل کیا جاوے آیا ازروی عدالت بھی نافذ ہوگا یا نہین۔ فقہا لکھتے ہین کہ اگر کوئی شخص حیلہ کی غرض سے اسطرح معاملہ کرے وہ اس بارہ مین حلف نہین دیا جاویگا۔ ہان البتہ اسپر حلف دیا جاویگا کہ مین نے فرضی اور نمایشی بیع نہین کی ہے خلاصہ تقریر یہہ ہے کہ حیلہ اسقاط شفعہ اور ہے اور فرضی ثمن بڑھانا اور ہے اس زمانہ مین لوگ حیلہ شفع اسکو سمجھ رہے ہین کہ پانسو روپیہ پر اگر معاملہ ہووے ہزار لکھوالین اور رجسٹری کیوقت بھی ہزار دیدین اور پھر اندر خانہ واپس کرلین اسمین وہ حیلہ نہین ثابت ہوتا البتہ اگر پانسو کی چیز ہین ہی ذراسی چیز ایک کم پانسو کو فروخت کرے اور اوسمین سے کچھ واپس نکرے اور باقی کو ایک روپیہ کو دیدے وہ نمایشی بیع نہین ہے۔ پس اگران قیمت کو دینا اور ہے اور فرضی قیمت کو زیادہ بیان کرنا اور ہے۔

مسئلہ ۲۴۲۔ اگر کوئی زمین یا مکان کسی حکیم کے علاج کے بدلے اور حق الخدمت کے عوض مین دیوے اسمین بھی شفعہ نہین پہونچتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۳۔ اگر شفیع کا شفعہ ثابت ہوگیا ہو لیکن ابتک مالک نہوا ہو تو ایسے وقت مین حیلہ زوال استحقاق شفعہ مکروہ ہے جیسا کہ مشتری شفیع کو اشتعالک دیکہ تو مجھسے خرید لے اور وہ رضامندی کرے تو اوسکا حق شفعہ باطل ہوجاویگا ہان اگر پہلے ثابت ہولے حق شفعہ کے حیلہ کرے وہ مکروہ نہین ہے جیسا مسئلہ ۲۳۹ مین کہا گیا۔

تشریح

فرض کرو زید ایک مکان کا شفیع ہے اور اوسنے طلب مواثبت اور طلب اشہاد بجالا کر اپنا حق ثابت کردیا اب مشتری اوسکو یہہ کہے کہ تو مجھسے خرید لے اگر شفیع اس امر کو تسلیم کرے گویا اوسنے مشتری کی ملک تسلیم کرلی اوسکا شفعہ باطل ہوجاویگا یہہ بڑا نازک پیچ ہے اور ایسا حیلہ مکروہ ہے۔

غصب کا بیان

مسئلہ ۲۴۴ مال محفوظ اور قیمت دار شرعیکو کھلم کھلا ایسی طرح سے لینا کہ اصلی مالک کا قبضہ زائل ہوجاوے اس کا نام شرع شریف مین غصب ہے۔

تشریح

مطلق مال قیمتی اور مطلق مال محفوظ کے چھیننے کا نام غصب نہیں بلکہ اوسکا قیمتی اور محفوظ ہونا شرعاً بھی ہو۔ شراب سؤر وغیرہ
اگرچہ قیمتی چیزیں ہیں لیکن شرعاً نہیں کافر کا دار الحرب میں اگرچہ مال محفوظ ہے لیکن شرعاً محفوظ نہیں پس ایسے مال کے چھین لینے
سے غصب شرعی نہیں ہیں اور احکام غصب اوس سے متعلق نہونگے اور غصب میں یہہ بھی شرط ہی کہ اصلی مالک کا قبضہ زایل
ہو جاوے اور اگر کوئی ایسا فعل کرے کہ اوس سے قبضہ نہ زایل ہو اوسکو غصب نہیں کہتے ہیں مثلاً کسی شخص کے بچھونے پر
بیٹھ گیا اسکو غصب نہیں کہیں گے اگر کسیکی سواری پر سوار ہو کر کہیں کو چلا جاوے یہہ بیشک غصب ہی یہاں ایک بات جاننا
ضرور ہے کہ غصب اور سرقہ میں کیا فرق ہے غصب کے احکام دیوانی سے متعلق اور سرقہ کے فوجداری سے علاقہ رکھتے
ہیں سرقہ میں قبضہ مالک کا اوٹھانا ایک خبث نفسانی سے بطریق خفیہ ہوتا ہے اور غصب میں علی الاعلان ہوتا ہے غرض
یہہ ہے کہ منشا سرقہ خبث نفسانی ہے اور سبب غصب تغلب ہے۔ فوجداری کا محکمہ خاص اسیواسطے قایم کیا گیا کہ صفات ذمیمہ
کی اصلاح کیجاوے تو جو شخص خفیہ کسی کا مال لیجاوے اوسمیں مالک کو زیادہ رنج ہوتا ہے کیونکہ یہہ بھی آس نہیں کہ داد رسی حاکم
کے یہاں کرنے ہی سے مجکو میرا مال ملجایگا اور چور کا نفس خبیث پھول جاویگا اور عادر کرنا شروع کریگا بخلاف غصب کے
کہ وہاں صرف تغلب تو ہوتا ہے لیکن اس کا سبب خبث نفسانی نہیں ہے لہذا غصب فوجداری سے متعلق نہیں اسی واسطے جس قسم
میں یہہ ثابت ہوتا ہے کہ مالکانہ طور سے تصرف سارق نے کیا ہے اور تحقیق ملکیت کی بحث ہو جاوے وہ سرقہ سے بری ہو جاتا ہے
دیوانی کے متعلق وہ معاملہ ہو جاویگا۔ اب مثلاً کوئی شخص بطور خفیہ مکان محفوظ سے کسیکا گھوڑا کھول لاوے یہہ اس حیثیت سے
کہ خبث نفسانی سے یہہ فعل کیا لایق سزائے فوجداری ہے اور اس حیثیت سے کہ مالک کے قبضہ کو اوٹھا کر اپنا قبضہ کر لیا
غصب ہے۔ پس چاہیے تھا کہ اگر کوئی چور اسکا اقرار کرے کہ بیشک گھوڑا میں نے چورایا تھا اور وہ میرے پاس مر گیا۔ فوجداری میں سزا
دلائی جاوے اور گھوڑے کی قیمت دلا پانے کی نالش دیوانی میں کر کے چور کی جایداد سے وصول کرے لیکن شرع شریف میں
چور کی بڑی سخت سزا تجویز ہوئی کہ اوسکا ہاتھ کاٹا جاوے۔ آیت قرآن شریف سے یہہ ثابت ہو گیا کہ زمانہ چوری کرنے اور
سزا پانے کے درمیان جتنے اسنے فعل کیے ہوں یہہ سب کی سزا ہے۔ پس اگر اوسنے گھوڑے کو ہلاک کر دیا تاوان
لازم نہیں البتہ اگر موجود ہو واپس کر دیا جاویگا۔

مسئلہ ۲۴۵۔ غاصب چھیننے والیکو کہتے ہیں اور مغصوبہ وہ چیز جو چھینی گئی اور مغصوب منہ اصلی مالک کو کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲۴۶۔ اگر یہہ جانکر غصب کیا کہ فلان شخص کا مال ہے تو علاوہ حکم غصب کے وہ شخص گنہگار بھی ہے ورنہ گنہگار نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۲۴۷ - جب کسی شے کو غصب کرے اگر بجنسہ موجود ہے اوسکا لوٹانا ضروری ہے اگر کھوئی گئی ہو تو دیکھنا چاہیے آیا وہ چیز مثلی (جیسا کہ گندم وغیرہ ہین) تھی یا غیر مثلی۔ اگر مثلی ہو اوسکا مثل واپس کرے اگر مثل نہین ملتا تو اوسکی وہ قیمت جو یوم نالش قرار پائی ہو واپس کرے اور اگر شے مغصوبہ مثلی نہین تھی تو اوسکی قیمت یوم غصب کی دینی لازم ہوگی۔

مسئلہ ۲۴۸ - غاصب کو لازم ہے کہ جس جگہ غصب لیا اوسی جگہ مالک کی سپرد کرے۔

تشریح

یہہ اونھین اشیار کی ساتھ مخصوص ہے کہ اختلاف مکانون سے قیمت مین فرق ہو اور نیز اوٹھانے مین کچھ مزدوری بھی صرف ہوئی ہو ورنہ جہان غاصب مالک کو دیویگا اوسکو حق لینے کا ہے اگر وہ انکار کریگا تو قبضہ غاصب کا بطریق امانت ہوگا ہلاک ہونے سے اب ضمان لازم نہین آویگا۔

مسئلہ ۲۴۹ - اگر غاصب یہہ بیان کرے کہ شے مغصوبہ میرے پاس ہلاک ہوگئی مجھسے قیمت دلائی جاوے تو مجرد بیان غاصب باور نکیا جاوے بلکہ اتنی مدت غاصب کو روکنا چاہیے کہ حاکم کو معلوم ہو جاوے کہ اگر اسکے پاس وہ شے ہوتی ضرور پیش کرتا پھر حکم مثل یا قیمت کا دیوے۔

تشریح

یہہ حکم جب ہے کہ مالک رضامند قیمت لینے پر نہو۔ اگر وہ اوّل ہی قیمت لینے پر رضامند ہوجاے تو حاکم کو کچھہ اسکی ضرورت نہین کہ اوس کو روکے۔

مسئلہ ۲۵۰ - اگر غاصب اور مغصوب منہ مین اس بات پر اتفاق ہے کہ شے مغصوبہ ہلاک ہوگئی لیکن غاصب کہتا ہے کہ میرے ادا کرنے کے بعد مالک کے یہان ہلاک ہوئی اور مالک برخلاف کہتا ہے تو ثبوت غاصب زیادہ تر معتبر سمجھا جاویگا اگر خلاف تشخیص قیمت مین ہو تو مالک کا ثبوت مرجح ہوگا اور اگر اختلاف تعین مغصوبہ مین ہو تو ثبوت غاصب مرجح ہوگا۔

مسئلہ ۲۵۱ - غصب مال منقولہ اور غیر منقولہ (مثل اراضی وغیرہ) سب مین ہوسکتا ہے پس اگر کسینے زمین کو غصب کر لیا اور زمین ہلاک ہوگئی یعنی کوئی اوسپر دریا پھر گیا تو غاصب اوسکا تاوان اصلی مالک کو دیگا۔

مسئلہ ۲۵۲ - اگر غاصب نے شے مغصوبہ کو اپنی مملوکہ چیز مین اس طرح سے ملا لی ہو کہ جدی نہین ہوسکتی ہے تو قیمت کا تاوان دے۔

تشریح

یہ جب ہی کہ غاصب کی چیز بہت تھی اور شے مغصوب بہت تھوڑی ہو مثلاً ایک بڑا انبار گیہوں کا پڑا تھا غاصب نے تھوڑے سے گیہوں دو سیر کے غصب کرکے اوسمین ملادئے چونکہ گیہون اوسکے زیادہ تھے بمصداق اس شعر کے ؎

کہ بسیار زاید برابر کے بنیکے بعمد آید نہ صد بر یکے ؛ یہی کہا جائیگا کہ گیہون مغصوبہ کا بھی وہی مالک ہوگا اور مالک کو قیمت دیگا اور اگر صورت بالعکس ہوتی تو غاصب کو اوسکے مال کی قیمت دلائی جاتی - قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب دو شخصونکی چیز ملجاوے اور جدا ہونا مشکل ہو تو جسکا زیادہ نقصان ہو اوسکی رعایت کرکے دوسرے کو قیمت دلا کر سب کا اوسکو مالک کر دیتے ہین فرض کرو کسی شخص کے گھوڑے نے دوسرے شخص کے برتن مین منہ ڈالدیا اور پہنس گیا یا کسی کی مرغی دوسرے شخص کا قیمتی موتی نگل گئی تو ایسی صورت مین برتن اور مرغی کا خیال نہین کرینگے بلکہ اوسکے مالک کو قیمت دیکر دوسرے کیطرف لحاظ کرکے یعنی گھوڑے کو برتن کو توڑ دینگے اور مرغی کو ذبح کر ڈالین گے -

مسئلہ ۲۵۳ - غاصب کے پاس اگر شے مغصوبہ گم ہوجاوے تو وہ مستحق تاوان کا ہے عام ہے خواہ اوسکے فعل سے ضائع ہوئی ہو یا بلائی ناگہانی سے مثلاً کوئی گھوڑا غصب کرکے لایا تہا اتفاق سے وہ مرگیا یا چور لیگئے غاصب تاوان دیگا -

مسئلہ ۲۵۴ - اگر کوئی شے غصب در غصب چند شخصونکی پاس پہونچگئی ہو تو مالک کو اختیار ہے جس سے چاہے تاوان لے مگر اوس صورت مین کہ شے مغصوبہ وقف ہو اور غصب در غصب کی صورتون مین اوسکی قیمت بڑہی ہو تو چاہئے ان غاصبون مین مالدار زیادہ ہو اوس سے تاوان لے کیونکہ وقف کا اوسمین زیادہ نفع ہے -

تشریح

فرض کرو ایک زمین وقف تھی زید نے جب اوسکو غصب کیا تہا تو اوسکی قیمت ایکہزار تھی بعد کو عمر نے زید سے غصب کرلی تو جب قیمت دو ہزار تھی اوس سے پیچھے بکر نے عمر سے غصب کی تو اوسکی قیمت تین ہزار تھی اور پھر وہ زمین پانی غرق ہونے کے وجہ سے ہلاک ہوگئی تو متولی جو مالک کے قایم مقام ہے اوسکو لازم ہے کہ تین ہزار کا تاوان لے کیونکہ وقف کا زیادہ نفع ہے اور اسکو چھوڑ دینا منصب نہین ہے پس چونسا ان غاصبون سے مالدار زیادہ ہو اوس سے تاوان لے لے -

مسئلہ ۲۵۵ - چاندی سونیکو اگر کوئی غصب کرکے زیور یا برتن بنالے تب بھی وہ مالک کو بجنسہ واپس کیا جاویگا اور غاصب کو کچھہ مزدوری تک بھی نہین دیجاویگی کیونکہ چاندی سونا ثمن کے لئے ہے ایسے تغیر سے اوس کے

ثمن ہونے میں فرق نہیں آتا ہے۔

مسئلہ ۲۵۶ - علاوہ چاندی سونے کے اگر غاصب نے غصب کرکے اوسمیں ایسا تصرف کیا کہ اوسکی حقیقت اور نام بدلگیا اور اب حیثیت اور نفع پہلے سے زیادہ ہوگیا تو فقط غاصب کے ذمہ سے مغصوبہ کا تاوان دینا لازم ہوگا اور غاصب مالک ہو جائیگا۔

تشریح

مثلاً کسی نے لکڑی غصب کرکے صندوق بنالیا ہو یا شہتیر گھر پر چڑہا لیا ہو یا بکری غصب کرکے ذبح کی اور بہون لی ہو یا گیہوں کو پیس لیا ہو یا لوہے کے ہتھیار بنا لیے ہوں علیٰ ہذا القیاس سب صورتیں ہیں ایسی صورتوں میں غاصب مالک ہو جاویگا اور تاوان شئے مغصوبہ کا دیگا۔

مسئلہ ۲۵۷ - اگر غاصب نے ایسا تصرف کیا کہ شئے مغصوبہ کی نہ پوری حقیقت باقی ہے اور نہ بالکل ضایع ہوگئی۔ بلکہ بیچ بیچ میں ہے تو ایسی صورت میں مالک کو اختیار ہے خواہ تاوان کُل شئے مغصوبہ کا لیکر وہ شئے غاصب کو دیدے یا وہ شئے مغصوبہ لیکر نقصان کا تاوان لے لے اسکی ایسی مثال ہے کہ مثلاً بکری کو غصب کرکے فقط ذبح ہی کی ہو تو یہ بیچ بیچ میں ہے۔

مسئلہ ۲۵۸ - اگر غاصب کے یہاں شئی مغصوبہ میں تھوڑا سا نقصان آگیا ہو تو مالک کو یہ مجاز نہیں کہ سالم شئے کی قیمت لے بلکہ اوس شئے کو بھی لے اور نقصان کا تاوان لے مثلاً کسی نے کپڑا غصب کیا تھا وہ ذرا سا پھٹ گیا اب مالک پھٹا ہوا کپڑا لے لے اور نقصان کا تاوان لے۔

تشریح

اگر ایسا نقصان غاصب کے یہاں ہوگیا کہ نکما کر دیا تو مالک کو اختیار ہے چاہے تاوان کُل کا لیوے یا نقصان کا۔

مسئلہ ۲۵۹ - اگر غاصب کسی زمین میں تصرف کرے یعنی عمارت یا درخت لگا دے تو یہ ایسا تصرف نہیں سمجھا جائیگا کہ جیسا لکڑی کا صندوق بنالے۔ پس مالک کو اختیار ہے کہ اوسکے درخت اور عمارت کو اوکھڑوا کر اپنی زمین واپس لے مگر جس صورت میں اوکھاڑنے سے زمین کا نقصان ہوتا ہو تو درخت اور ملبہ اوکھڑے ہوئے کی قیمت مالک زمین غاصب کو دیدے اور خود عمارت اور درخت کا بھی مالک ہو جائیگا اسمیں سب طرح سے رعایت مالک کی ہے۔

مسئلہ ۲۶۰ - اگر حاکم نے غاصب سے قیمت مالک کو دلادی ہوا ور پہر معلوم ہوا کہ وہ شے مغصوبہ غاصب کے پاس موجود ہے اور تاوان سے زیادہ اوسکی قیمت ہے دیکھنا چاہئے کہ اِس تاوان کا حکم اگر بقول مالک ہوا تہا تو مالک کو کسی طرح کا استحقاق اوس شے سے نہیں اگر بقول غاصب ہوا تہا تو اب پھر مالک کو اختیار ہے کہ تاوان کو لوٹا کر اصل ہی غاصب سے واپس لے -

تشریح

بقول مالک تعین قیمت کی تین صورتیں ہیں یا تو مالک مدعی کسی قیمت کا ہوا اور غاصب نے تسلیم کر لیا ہو یا اپنے دعوی کو گواہوں سے ثابت کر دیا ہو یا غاصب مدعا علیہ سے قسم کے واسطے کہا ہو اور اوس نے قسم سے انکار کیا ہو ان سب صورتوں میں ایسا سمجھا جائیگا کہ تعین قیمت بقول مالک ہوا پس خود کردہ را چہ علاج - اب استحقاق رجوع نہیں ہے اور تعین قیمت بقول غاصب مدعا علیہ جب سمجھا جائیگا کہ مدعی کے دعوی سے انکار کر کے اپنے قسم بھی کہائی ہو اور حاکم نے اوسکی قسم پر حکم موافق مدعا علیہ دیدیا ہو ایسی صورت میں اگر وہ شے بیش قیمت معلوم ہوگی تو مالک کو اختیار رجوع کا ہے -

مسئلہ ۲۶۱ - اگر غاصب کے یہاں شے مغصوبہ بیمار ہو گئی تو بیماری غاصب کے پاس بطور امانت شمار کیجاوے گی یعنی اگر بروقت واپس کرنے کے موجود ہے مالک کو واپس کردے اگر خود ہلاک ہو جاوے کچھ تاوان اوسکی عوض میں دینا نہیں پڑتا - الا اوس صورت میں کہ عمداً آپ ہلاک کرے اور اِس بیماری کی وجہ سے شے مغصوبہ میں نقصان آوے تو بچہ بیماری اوسکا جبر نقصان جتنی الامکان کریگی جو کچھ اور نقصان باقی رہے اوسکا تاوان غاصب دیوے -

تشریح

زید نے ایک گھوڑی غصب کی بعد کو بچہ پیدا ہو گیا تو بچہ اگر موجود ہے مالک کو واپس کردے اور اگر مر جائے کچھ اِس بچہ کا تاوان دینا لازم نہیں اور بچہ گھوڑی بچہ دینے کی وجہ سے کم قیمت ہو گئی مثلاً پہلے دو ہزار کی تہی اب ہزار کی رہ گئی - اب دیکھنا چاہئے کہ بچہ کی کیا قیمت ہے اگر اوسکی قیمت ہزار یا زیادہ کی ہے تو اوس نے جبر نقصان کر دیا غاصب کو دینا نہیں آویگا اور اگر فرض کرو اوسکے آٹھ سو ہیں تو ہزار نقصان سے آٹھ سو کا گھاٹا بچے نے بہر دیا باقی دو سو کا غاصب تاوان دیوے -

مسئلہ ۲۶۲ - زمانہ غصب سے وقت واپسی تک جو کچھ شے مغصوبہ سے غاصب نے نفع اوٹھایا اوسکے عوض کچھ

تاوان دینا لازم نہین آتا وہ معاف ہے البتہ اگر اس نفع اوٹھانیکی وجہ سے اصل شے مغصوبہ مین کمی آجاوے اوسکا نقصان دینا پڑے گا۔

تشریح

فرض کرو زید نے عمر کا گھوڑا غصب کر لیا اور پانچ چھ مہینے خوب سواری کی یا زمین غصب کر لی تہی پانچ چار برس اس مین کاشتکاری کی۔ اب جسوقت عمر دعویدار واپسی گھوڑے یا اراضی کا ہوا اور وہ گھوڑا یا اراضی جون کا تون ہو یا اس سے زیادہ حیثیت کا ہو تو عمر کو دعوی وصلات اس منافع اتنی مدت کا نہین پہونچتا ہے جیسا کہ شفعہ مین دعوے واصلات کا شفیع کو نہین پہونچتا ہے۔

ہبہ کا بیان

مسئلہ ۲۶۳۔ ایک شی کی ذات کو بلا بدل فی الحال منتقل کرنیکا نام ہبہ ہے بشرطیکہ منتقل کرنیوالا قابل مالک کرنیکے ہووے

تشریح

پہلے فرق ہبہ اور بیع مین اور اجارہ اور اعارہ مین معلوم ہوچکا کہ بیع مین مالک کرنا ذات ایک شی کا عوض مین دوسری شے کے اور ہبہ مین مالک کرنا بلا عوض اور اجارہ مین مالک کرنا منافع ایک شی کو بالعوض اور اعارہ مین بلا عوض۔ اور فی الحال کی قید سے یہ فائدہ ہی کہ اگر معلق موت پر کیا جاوے تو اوسکو ہبہ نہین کہتے ہین۔

مسئلہ ۲۶۴۔ معاملہ ہبہ بلا قبض کچھ موثر نہین اور کچھ اثبات ملکیت اوس سے ہو نہین ایک صورت خاص کہ اگر کسی نابالغ کے لئے اوسکا سرپرست شرعی ہبہ کرے تو وہ ہبہ محض قول سے نافذ ہوجاتا ہے وہی قبضہ سرپرست کا نابالغ کا قبضہ سمجھا جاویگا۔

تشریح

چونکہ ہبہ ایک تبرع اور احسان ہے اسمین مجرد ایجاب و قبول سے ملکیت نہین ہوتی ہی اور اسمین قبضہ کا جزو معاملہ ہونا حدیث شریف سے ثابت ہی جیسا بمجرد ایجاب و قبول بیع تام ہوجاتی ہی یہان بدون قبض کچھہ اثر نہین اگر کوئی شخص اپنا مکان دوسرے شخص کے نام ہبہ کر دی اور خود واہب ہی اسمین رہتا ہو گو اوسنے کاغذ رجسٹری شدہ پر لکھوا دیا ہو وہ ہبہ نہین شمار کیا جاویگا اگر وہ ایسی حالت مین مرجاوے تو واہب کے ورثا کو ملیگا۔ ہبہ تام جب ہونا

جسوقت اپنے سب اسباب کو خالی کر کے موہوب لہ کے قبضہ مین کر دیتا اور پہر چاہے اوس سے بطریق اجارہ اوسکو لیلے کچھ نقصان نہین۔

مسئلہ ۲۶۵ جس مجلس مین ایجاب قبول ہبہ ہوا ہو اگر اوسی مجلس مین شے موہوبہ موجود ہو تو بلا امر واہب موہوب لہ اوس شے پر قبضہ کر سکتا ہے اگر خارج اوس مجلس کے ہو تو قبضہ کرنے مین اجازت واہب ضروری ہے اور اگر شے موہوبہ موہوب لہ کے قبضہ مین قبل از ہبہ ہو تو پہلا ہی قبضہ کافی ہے جدید قبضہ کی حاجت نہین ہے۔

مسئلہ ۲۶۶ چونکہ بلا قبضہ معاملہ ہبہ تمام نہین لہذا ہبہ مشاع یعنی ساجھی چیز کا قبل تقسیم جائز نہین۔ اگر ایسی چیز کا ہبہ کیا اور تقسیم کر کے قبضہ کرا دیا تو وہ معاملہ صحیح ہو جاویگا ورنہ نہین الا اوس صورت مین کہ وہ شے موہوبہ تقسیم ہونیکے لایق نہو۔ جیسے حمام اور پن چکی وغیرہ تب مجبوراً بلا قبضہ ہبہ صحیح ہے۔ صفحہ ۲۱۲ جلد ۳ ہدایہ مطبع نامی و دیگر ۱۲

تشریح

قاعدہ کلیہ ہے جس معاملہ مین قبضہ جزو معاملہ ہوا اور معاملہ بدون اوسکے نامکمل ہو تو وہ معاملہ ساجھی چیز مین نہین ہو سکتا ہے کیونکہ ساجھے کی چیز کا قبضہ ممکن نہین جب کسی ساجھے کی چیز کا قبضہ کیا جاویگا علاوہ اپنی ملک کے دوسری چیز بھی اوسکے شامل ہوگی اور مطلب یہہ ہے کہ قبض موہوبہ ہونا ضرور ہے یہہ ضرور نہین کہ بروقت ہبہ وہ منقسمہ ہو بعض لوگونکو یہہ شبہہ پیدا ہوا کہ ہبہ مشاع یعنے ساجھے کی چیز کا مطلقاً ناجائز ہے یہہ غلط ہے بلکہ اوس مشاع کا جو تقسیم کر کے قبضہ نہ دلایا گیا ہو۔ مثلاً فرض کرو زید نے چار سہام منجملہ آٹھ سہام ایک مکان کے خالد کو ہبہ کر دئے اور دو برس بعد اوس نے اوس مکان کو تقسیم کر کے خالد کا قبضہ کرا دیا وہ ہبہ صحیح ہو گیا یعنی اگر زید اس حالت مین مر جائے اور اوسکے ورثا دعوی کرین کہ وہ ہبہ ناجائز تھا ہرگز مسموع نہوگا البتہ اگر زید قبل تقسیم مر جاتا تو وہ کالعدم تھا مقابلہ ورثہ موہوب لہ کو کچھہ نہین مل سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۶۷ اگر موہوب لہ ایک ہو اور واہب کئی ہون ہبہ جائز ہے اور اگر واہب ایک ہو اور موہوب لہم کئی ہون تو یہہ جائز نہین ہے کیونکہ پہلی صورت مین قبضہ ہو سکتا ہے اور دوسری صورت مین قبضہ نہین ہو سکتا ہے۔ صفحہ ۲۱۳ جلد ۳ ہدایہ مطبع نامی و دیگر ۱۲

تشریح

اگر زید و عمر نے اپنے ساجھے کی جائداد کو خالد کے نام ہبہ کر دیا اور قبضہ کرا دیا یہہ ہبہ صحیح ہے اور اگر زید نے اپنی جائداد کو

عمر اور خالد کے نام ہبہ کر دیا اگر تقسیم کر کے قبضہ کرا دیا تو ہبہ صحیح ہے اور اگر تقسیم نہیں کی تو قبضہ کسیکا نہیں ہوا ہبہ ناجائز ہے۔

مسئلہ ۲۶۸ - اگر نابالغ کے لیئے کوئی شخص اجنبی ہبہ کرے تو اوسکے سرپرست شرعی کا قبضہ معتبر ہوگا اور اگر نابالغ خود سمجھدار ہو تو اوس کا قبضہ بھی قابل اعتبار ہے۔

مسئلہ ۲۶۹ - ہبہ اون الفاظ سے ہو سکتا ہے جو کہ ملکیت پر دلالت کرتے ہوں اگر ایسے لفظ ہونگے تو وہ ہبہ نہیں ہے مثلاً کوئی یہ کہے کہ فلاں اراضی تجکو بونے کو دی تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اوسکی مِلک کر دی ہو بلکہ اوسکا نفع مباح کر دیا ہوگا۔

مسئلہ ۲۷۰ - ہبہ باوجود تمام ہونے ہبہ کے واہب کو رجوع کا بھی اختیار ہے مگر شرط یہ ہے کہ وہ ہبہ بلا بدل ہوا ہو۔ اور متعاقدین اور شے موہوبہ موہوب لہ کی مِلک میں بجنسہ موجود ہو اور نیز موہوب لہ سے علاقہ زوجیت وقت ہبہ نہ ہو یا موہوب لہ ایسا رشتہ دار نسبی نہو جس سے نکاح ہمیشہ کو حرام ہے۔ اگر ان میں سے کوئی عورت ہو یا کسیکو دونوں میں سے عورت فرض کیا جاوے۔

تشریح

اگر واہب اور موہوب لہ سے کوئی مر جاوے یا شے موہوبہ موہوب لہ کی مِلک سے نکل جاوے یا ہلاک ہو جاوے یا وہ شے موہوبہ میں کچھ ایسی زیادتی کرے کہ قیمت بڑھ جاوے یا اوس سے وہ زیادتی جُدی نہو سکے مثلاً شے موہوبہ میدان تھا اور زمین اوسنے مکان بنا لیا تو ان صورتوں میں ہبہ سے رجوع نہیں کر سکتا ہے اسیطرح اگر زوجہ زوج کو یا بالعکس ہبہ کرے یا کوئی عزیز ذکور اپنے عزیز کو ہبہ کرے وہاں بھی رجوع جائز نہیں ہے کیونکہ ان صورتوں میں ہبہ مخلوط بصلہ رحمی ہے اور صلہ رحمی میں رجوع نہیں چاہیئے اور علاقہ زوجیت وقت ہبہ ہو اگر بعد کو ہو گیا وہ رجوع کو مانع نہیں ہے اور صورت رجوع یہ ہے کہ واہب موہوب لہ سے کہے کہ میں نے جو فلانی شے تجکو ہبہ کی تہی اب میں اوس ہبہ سے رجوع کرتا ہوں۔ اگر یہ شبہ کسیکو ہو کہ پہلے تو یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ہبہ قبضہ سے ثابت اور تمام ہو جاتا ہے اور یہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ قبضہ سے بھی ثابت نہیں کیونکہ ہبہ سے رجوع کرنا بعد قبضہ کے جائز ہے۔ اوس کا جواب یہ ہے کہ ہبہ کا قبضہ سے تمام ہونا اوسکے یہ معنی ہیں کہ بلا قبضہ اوس ایجاب اور قبول ہبہ پر کچھ بھی اثر مترتب نہیں اگر کوئی ایسا ہبہ کرے

اور مر جاوے اوسکو کچھہ نہین ملیگا بخلاف بیع کے کہ اگر متعاقدین مین صرف ایجاب و قبول ہی ہوا ہو اور قبضہ نہوا ہو تو جبراً اوس معاہدہ کا عدالت سے نفاذ کراسکتا ہے غرض یہہ ہے کہ بیع مین نفس عقد سے مالک ہو جاتا ہے اور ہبہ مین قبضہ سے مالک ہوتا ہے اور یہہ مسئلہ دوسرا ہے کہ اگر موہوب لہ مالک بھی ہو جاوے لیکن واہب کو اسکے بعد بھی حق رجوع حاصل ہے اگر موہوب لہ مالک نہوتا تو اوس کی بیع کس طرح صحیح ہوتی یا قبل رجوع اگر واہب مر جاتا اوس کا استحقاق بمقابلہ ورثا کیون موثر ہوتا ۹ اگر ہبہ کسی شی کے عوض مین کیا جاوے عام ہے کہ وہ عوض خواہ موہوب لہ نے دی ہو یا اور شخص اجنبی نے موہوب لہ کیطرف سے دی ہو اوس وقت مین رجوع صحیح نہین ہے۔ اور اگر زبان سے رجوع نہین کیا لیکن تصرف مالکانہ مثل بیع یا رہن کیا وہ رجوع نہین ہوگا۔

۱۷۲ مسئلہ ہبہ کی تین قسم ہین ۱ ہبہ بلا عوض ۲ ہبہ بالعوض ۳ ہبہ بشرط العوض۔ ہبہ بلا عوض اوسکو کہتے ہین کہ واہب محض تبرع اور احسان کیوجہ سے موہوب لہ کو دیتا ہے اور موہوب لہ کیجانب سے کچھہ عوض اوس کو نہ ملے اور ہبہ بالعوض اوسکو کہتے ہین کہ اول موہوب لہ نے کچھہ احسان اور تبرع واہب کے اوپر کیا ہو اوس کے مسئلہ مین یہہ بھی احسان کرتا ہے اور ہبہ بشرط العوض وہ ہے کہ واہب ایک شخص کو ہبہ کرتا ہے اور اوس مین یہہ شرط کرتا ہی کہ اگر تو فلان چیز مجھکو دے تو مین جب ہبہ کرون۔

تشریح

ہبہ بشرط العوض اور ہبہ بالعوض مین باریک فرق ہے اور وہ یہہ ہی کہ ہبہ بشرط العوض مین اوس عوض کا تصور داخل عقد ہوتا ہے پس عوض بمنزلہ ثمن کے شمار کیا جاتا ہے بخلاف ہبہ بالعوض کے وہان اگرچہ عوض باعث ہبہ تو ہوتا ہے لیکن داخل عقد نہین ہی مثلاً زید اگر عمر کو گھوڑا دیتے وقت یہہ شرط کرلے کہ اگر تو فلان مکان مجھکو دیدے تو مین تجھکو ہبہ کردون تو مکان کا تصور عین وقت ہبہ کے ہوا پس مکان کی قیمت گھوڑا ہوا اور گھوڑے کی قیمت مکان بخلاف اوس صورت کی کہ عمر نے اول زید کو مکان دیدیا اور کچھہ خیال نتھا کہ زید کچھہ دیگا یا نہین اور پھر زید اوس احسان کے بدلے اپنا گھوڑا دیتا ہے اس صورت مین ہر ایک کو دوسری کی قیمت نہین کہتے ہین بلکہ دونون جدید احسان شمار کئے جائینگے۔

۱۷۳ مسئلہ ہبہ بلا عوض کا حکم تو وہی ہے جو پیچھے لکھا گیا البتہ ہبہ بالعوض اور بشرط العوض کی حکم مین کچھہ

صفحہ ۱۰۵ جلد ثالث عالمگیری کو دیکھو ۱۲

[illegible] صفحہ

فرق ہے ۔ ہبہ بشرط العوض ۔ درحقیقت بیع ہے اوسمین تمام احکام بیع جاری ہون گے بجز اسکے کہ نظر بصورت ہبہ اس مین قبضہ ضروری ہے اور شاع کا ایسا ہبہ درست ہے اور ہبہ بالعوض درحقیقت دو ہبہ طرفین سے جدید ہین تمام احکام ہبہ ہی نافذ ہین بجز اسکے کہ عوض کو خیال سے یہ ایک بیع کا ہے کہ معاملہ قطع ہو جاتا ہے اس مین رجوع کا اختیار واہب کو نہین ہے اور شے موہوبہ کل یا جزو کا مستحق کوئی اور پیدا ہو جاوے تو اوسیقدر عوض واپس لے اور اگر عوض کے جزو کا کوئی مستحق پیدا ہو تو بقدر اوسکے رجوع نہین کرسکتا یا باقی کو واپس کرکے کل ہبہ سے رجوع کرے یا ہبہ نافذ کرے اور باقی احکام بیع کے نافذ نہین ہین ۔

تشریح

ہبہ بشرط العوض کو جب باستثناء عدم جواز ہبہ شاع کے اور سب احکام مین مثل بیع تصور کیا گیا تو اوس مین شفعہ و خیار عیب اور خیار رویہ اور خیار شرط سب احکام بیع کے نافذ ہین اور ہبہ بالعوض کو جب باستثناء قطع ہونے معاملہ کے اور سب احکام مین مثل ہبہ ہی شمار کیا گیا اوس مین شفعہ وغیرہ متعلقہ احکام بیع کے کوئی حکم جاری نہین ہے اور ہبہ بشرط العوض مین قبضہ ضروری ہونیکا نتیجہ یہ ہے کہ اگر زید نے عمرو سے یہ کہا کہ اگر تو مجھکو فلان زمین دیدے تو مین تجھکو فلان مکان ہبہ کردون یا کردیا اور عمرو نے اوس کو قبول کرلیا ہو اور یہ معاہدہ فریقین مصدقہ حاکم بھی ہو گیا ہو لیکن قبضہ طرفین نے نہین دیا ہو تو یہ معاہدہ نظر بصورت ہبہ ناکمل ہے اگر فریقین اپنے معاہدہ سے پھر جاوین تو عدالت جبراً اوسکو پورا نہین کرا سکتی ہے بخلاف اوس کے اگر یون کہتا کہ فلان زمین مین بیع کرتا ہون اس شرط پر کہ فلان مکان مجھکو مل جاوے اور دوسرا فریق اسکو قبول کرلیتا معاہدہ تمام ہو گیا تھا اگر اس اقرار سے کوئی پھرے عدالت جبراً اوسکو نافذ کرسکتی ہے

مسئلہ ۲۷۳ شے موہوبہ کا بروقت ہبہ موجود ہونا ضروری ہے اگر معدوم ہو ہبہ ناجائز ہے تلون مین تیل اور گیہوںن مین آٹے کا ہبہ اسی وجہ سے ناجائز ہے اگر کوئی آٹا یا تیل دے تو دوسرے عقد سے دلوے جس شے مین بوجہ شاع ہبہ نادرست ہے وہان قبضہ کرانے سے ہبہ صحیح ہو جاتا ہے اور جہان ہبہ بالکل صحیح نہو وہان قبض سے بھی درست نہین ۔

مسئلہ ۲۷۴ اگر موہوب لہ کی ملک سے کچھ شے موہوبہ نکل گئی جتنی موجود ہو اوسکا رجوع جائز ہے اگرچہ رجوع کے وقت شیوع پیدا ہو گیا لیکن وقت قبضہ کے نہین تھا اس سے کچھ حرج ہبہ مین نہین ہے ۔

مسئلہ ۲۷۵ ہبہ کا رجوع تبراضی طرفین یا بحکم حاکم ہوتا ہے جبراً واہب موہوب سے نہیں لے سکتا ہے جیسا کہ شفیع کو بمقابلہ مشتری حق حاصل ہے۔ اگر واہب نے ابتک قبضہ نہ دیا ہو تو بلا تراضی و حکم حاکم رجوع کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۶ ہبہ میں اگر ایسی شروط لگائی جاویں کہ وہ خود فاسد ہوں اون سے ہبہ فاسد نہیں ہوتا ہے وہ شروط ہی لغو شمار کیجاتی ہیں بخلاف بیع کے کہ وہاں فساد شروط سے معاملہ بیع میں خرابی آتی ہے مثلاً کوئی یوں کہے کہ میں نے تجکو یہ گھر عمر بھر کو دیا بعد میں میرے ورثاء کو ملے۔ یا یوں کہے کہ فلان مکان تجکو دیتا ہوں مگر شرط یہ ہے کہ اس میں سے کچھ مجکو واپس دیدینا اور صدقہ کر دینا یا اس ہبہ کی عوض دیدینا یہ سب شرط فاسد اور لغو ہیں

مسئلہ ۲۷۷۔ صدقہ کے احکام مثل ہبہ کے ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ صدقہ میں رجوع جائز نہیں ہے اور ہبہ میں جائز ہے

تشریح

صدقہ اور ہبہ میں یہ فرق ہے کہ صدقہ میں مقصود ثواب اُخروی ہوتا ہے اور ہبہ میں تبرع اور احسان ظاہری ہوتا ہے پس جب کسی شخص نے کچھ صدقہ کیا اوسکا ثواب مل گیا گویا یہ ہبہ بالعوض کے حکم میں ہے اور امیر و غریب دونوں کو صدقہ دیسکتے ہیں اور ثواب دونوں سے حاصل ہوسکتا ہے۔ البتہ جو صدقات واجب ہیں جیسے زکوٰۃ وغیرہ وہ امیر کے دینے سے ادا نہیں ہوتے ہیں اونکا حق مخصوص فقراہی کا ہے۔

عاریت کا بیان

مسئلہ ۲۷۸ کسی شے کے نفع کو بلا عوض مالک کر دینے کا نام عاریت ہے۔

مسئلہ ۲۷۹۔ عاریت میں ان الفاظ کے معنے جاننے ضرور ہیں۔ معیر۔ مستعیر۔ مستعار۔ مستعار لہ۔ معیر مانگی دینوالے یعنی مالک شے کو کہتے ہیں اور مستعیر مانگی لینے والے کو کہتے ہیں اور مستعار اوس شے کو کہتے ہیں جو مانگی جاوے اور مستعار لہ وہ شخص جسکے لئے مانگی جاوے۔

تشریح

کبھی مستعیر اور مستعار لہ ایک شخص ہوتا ہے یعنی جو شخص مانگتا ہے اپنے ہی نفس کے لئے مانگے پس مستعیر اور مستعار لہ ایک ہی شخص ہو گیا اور معیر کو مستعار منہ بھی کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲۸۰ اعارہ صحیح ہوتا ہے اون الفاظ سے جنکے معنے ایسے ہوں کہ نفع کے مالک کرنے پر دلالت کرتے ہوں ذات کی تملیک سمجھہ میں نہ آتی ہو کسی زبان کے لفظ ہوں۔

تشریح

جیسا کوئی یون کہے مین نے مانگی دی تجکو یہہ کتاب یا پڑھنے کو دی یہہ کتاب ۔ یا تو نے کو دی تجکو یہہ زمین اور رہنے کو دیا مین نے تجکو یہہ مکان یہہ سب عاریت کے الفاظ ہین اور بعض بعض الفاظ سے بشرط نیت کرنے کے ہبہ بھی صحیح ہے ۔

مسئلہ ۲۸۱ ۔ عاریت قابلِ اجل نہین ہے میعاد مقررہ سے پہلے بھی معیر عاریت سے رجوع کرسکتا ہے

تشریح

چونکہ عاریت ایک احسان ہے لہذا عاریت کرنے والا اپنے قول پر مجبور نہین کیا جاسکتا ہے بلکہ اوسکو اختیار ہے کہ جتنی مدت کے لئے اوسنے دیا ہوا اوس سے پہلے رجوع کرسکتا ہے البتہ جس صورت مین مستعیر کا ضرر شدید ہو تو وہان اوسکی رعایت کے لئے یہہ کہا جائیگا کہ مستعار کو واپس نہین کیا جاویگا مستعیر زمانہ رجوع سے اوسکا کرایہ دیوے مگر عاریت کا معاملہ رجوع سے ختم ہوجاویگا مثلاً کسی شخص نے اپنی باندی مانگی دی واسطے دودہ پلانے بچے کے جب تک اوسکو ضرورت دودہ کی ہو اب وہ بچہ ایسا ہل گیا کہ اوسکے سوا اور کسی کا دودہ نہین پیتا ہے تو مالک کو عاریت سے رجوع کا اختیار ہے اگرچہ وعدہ تمام مدت کا کیا تہا لیکن مستعیر کی رعایت کی وجہ سے وہ باندی واپس نہین کرائی جاویگی بلکہ مستعیر باقی مدت کا کرایہ دیوے

مسئلہ ۲۸۲ ۔ چیز مستعار اگر مستعیر کے پاس بلا اوسکی زیادتی کے ہلاک ہوجاوے تو اوسپر تاوان نہین لازم آتا اگرچہ معیر نے یہہ شرط کرلی ہو کہ بشرط ضائع ہونے کے تاوان لونگا ۔

مسئلہ ۲۸۳ ۔ اگر مستعیر نے عاریتی شے کو رہن کیا یا کرایہ پر کسی اور کو دیا یا دوسرے شخص کو برتنے کو دیدیا اور وہ شے عاریتی ایسی ہے کہ کثرت استعمال سے خراب ہوتی ہے تو یہہ سب صورتین زیادتی کی شمار کی جاوینگی ایسی حالت مین اگر ہلاک ہو مستوجب تاوان کا ہوگا ۔

تشریح

قاعدہ کلیہ یہہ ہے کہ مستعیر کا ایسا فعل کرنا کہ اوسکی منصب سے زیادہ ہو زیادتی شمار کیا جاویگا پھر شرط یہہ ہے کہ اوسی زیادتی مین ہلاکت ہو اگر مستعیر نے کوئی زیادتی کی اور وہ شے بجنسہ ویسی ہی معیر کے پاس آگئی اب پھر مستعیر کے یہان بلا زیادتی ہلاک ہوئی تو اب تاوان لازم نہین آتا ہے ۔

مسئلہ ۲۸۴ ۔ جو چیز ایسی ہو کہ مختلف لوگون کے استعمال کرنے سے ایک سی رہتی ہے اگر اوسکو مستعیر بلا اجازت معیر مانگی دیدے

مسئلہ۔ عاریت منقولہ اور غیر منقولہ دونون مین جاری ہے ۔ بھاگوان لوگ سامان شادی مثل دیگ شامیانہ وغیرہ عاریت دینے کے واسطے بناتے ہین پس اگر ایسی چیزون مین بلا زیادتی کچہہ نقصان آجاوے وہ تاوان نہین لیسکتے۔

مسئلہ ۲۸۶۔ اگر کسی شخص نے اپنی زمین باغ لگانے کے لئے مانگی دی ہو اوسکو اختیار ہے جب چاہے واپس لے لے اور مالک درخت یا ملبہ کو کہے کہ اپنے درخت یا ملبہ اکھاڑ لے پھر اگر وعدہ سے پہلے رجوع کرتا ہے تو مالک زمین اتنا تاوان دیگا جو کہ اکھاڑنے سے درخت اور ملبہ مین نقصان آیا اور عاریت مین کچہہ میعاد نہو یا میعاد کے بعد رجوع کرتا ہو تب کچہہ تاوان لازم نہین آتا ہے اور اگر درخت اور ملبہ اوکھاڑنے سے زمین کا نقصان ہوتا ہو تو مالک زمین ہی اوس درخت اور ملبہ کو قیمت دیکر اپنی ملک مین رکھے مگر قیمت اکھڑے ہوؤن کی لازم آویگی ایستادہ کی نہین۔

مسئلہ ۲۸۷۔ اگر کسی شخص نے اپنی زمین واسطے بوتے کے مانگی دی تو جبتک کھیتی نہ پکے خالی نہین کرا سکتا ہے ہان عاریت یوم رجوع سے فسخ ہوجائیگی وہ زمین کرایہ پر دیجائیگی اور پہلی صورت اور اس مین یہہ فرق ہے کہ درخت یا مکان کسی میعاد معین تک نہین ہوتے ہین بخلاف کھیتی کے کہ یہاں ایک میعاد معین پر کٹ جاتی ہے اسیواسطے کھیتی مین خواہ کچھ میعاد مقرر کی ہو یا نکی ہو پکنے تک خالی نہین کرا سکتا۔

مسئلہ ۲۸۸۔ جو شے مثلی ہین اونکا بطریق عاریت لینا قرض کا حکم رکھتا ہے کیونکہ بدون اونکی ذات کے ہلاک کئے اونسے نفع متصور نہین پس ایسی چیزین اگر قبل نفع اوٹھانے کے بھی ہلاک ہون تاوان لازم آئیگا۔

تشریح

مثلاً کسی نے اُپلے یا روپیہ یا اشرفی یا پیسے یا گیہون یا انڈے مانگے لئے تو اون سے نفع بجز اسکے متصور نہین کہ اونکی ذات کو ہلاک کر دے اور اونکا مثل جب مالک مانگے دیدوے پس اعارت قرض ہے یہانتک کہ اگر وہ روپیہ خرچ نہین کیا تہا کہ ہلاک ہوگیا اصل مالک کو تاوان دینا آویگا کیونکہ عاریت تو اوسکو کہتے ہین کہ ایک شے کے نفع کو استعمال مین لاوے اور اصل شے بجنسہ موجود رہے اور مثلیات مین نفع بغیر ہلاک کئے نہین نکل سکتا بلکہ اصل باقی نہین جاتی ہے پس جو وہان عاریت کرتا ہے وہ فی الحقیقت قرض ہے۔

مسئلہ ۲۸۹۔ مانگی ہوئی چیز کو مستعیر وعدہ سے زیادہ مدت تک رکھے ایسی حالت مین اگر ہلاک ہوجاوے تو تاوان دیگا اور واپسی کی مزدوری مستعیر کے ذمہ ہے۔

مسئلہ ۲۹۰۔ اگر کسی شخص نے کسی نو سواری مانگی اوسنے کہا کہ کل دونگا جب کل آئی تو مستعیر بلا اجازت لیجاوے وہ عاریت حکم سے۔

مسئلہ ۲۹۱۔ اگر مستعیر نے اوس چیز مستعار کو مالک کے گھر خود یا کسی معتمد نوکر کے ہاتھ پہونچا دیا مگر دست بدست قبضہ نہین کرایا تو درحقیقت سپردگی عمل مین آچکی۔ ایسی صورت مین ہلاک ہونے سے تاوان لازم نہین آتا کیونکہ عاریتی چیزمین شرط تسلیم اسی کا نام ہے کہ اوس کی گھر پہونچا دے۔ البتہ اگر کوئی بیش قیمت ہوئی یا جوہر کی لڑی ہو اوس مین بالضرور دست بدست قبضہ لازمی ہے۔ وہان گھر کے پہونچانے سے بری نہین ہوسکتا ہے۔ اور غصب اور امانت مین مطلقاً دست بدست پہونچانا ضروری ہے۔

مسئلہ ۲۹۲۔ بعض لوگ کسی شخص بزرگ یا حاکم یا اور کسی ذی عزت کو جو بالعمد وہان بود و باش رکھنے کے قصد سے نہین آیا اکثر باغات یا حویلیات یا اراضی بطریق عاریت دیدیتے ہین اور اتفاق سے سو پچاس سال اسی حیثیت سے وہ انتفاع اوٹھاتے رہے تو وہ عاریت ہے اصل مالک جب چاہے رجوع کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۲۹۳۔ معاملہ عاریت معیر یا مستعیر کے مرنے سے باطل ہوجاتا ہے جیسا کہ اجارہ موجر یا مستاجر کے مرنے سے باطل ہوجاتا ہے۔

مسئلہ ۲۹۴۔ زوجہ کا قبضہ بعد مرنے شوہر کے اوس کی کل جائداد پر بمقابلہ دیگر ورثا ایسی حالت مین کہ مہر متروکہ سے بہت تھوڑا ہو عرف کی دیکھنے سے مستعیرانہ معلوم ہوتا ہے مرتہنانہ نہین اسکا ذکر مسئلہ ۲۶۰ مین ہوچکا ہے۔

تشریح

یہان رواج یہ ہے کہ زوجہ کا حین حیات کل جائداد پر نام لکھوا دیتے ہین اور پھر اوسکو مالک نہین سمجھتے۔ اگر وہ کچھ فروخت کرنا یا رہن کرنا چاہے تو دیگر ورثا مانع آتے ہین اور اگر قبضہ مرتہنانہ کہا جاوے تو بعض جگہ مہر بھی بہت ہی تھوڑا ہوتا ہے اور متروکہ بہت زیادہ وہان کس طرح یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ بمقابلہ اتنی تھوڑی رقم کی یہ جائداد رہن کی جاوے مثلاً مہر پچیس ۲۵ روپیہ ہون اور جائداد دو تین ہزار کی ہو۔ اور حالانکہ ورثا کو معلوم بھی ہوتا ہے کہ ہمارا حصہ اس مین ہے بلکہ تمام ورثا کا یہ مقولہ ہوتا ہے کہ زوجہ کی زندگی مین ہمکو کچھ تعلق نہین اس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر مہر متروکہ کی برابر بھی ہو تب بھی قبضہ مستعیرانہ ہی سمجھا جاوے۔ باوجود اسکے کہ بہت جگہ مہر کا معاف کرنا بھی ثابت ہو تب بھی حین حیات زوجہ کا نام چڑھا دیتے ہین۔ پس اگر زوجہ بیس تیس برس اسی طرح قابض رہے مخالفانہ قبضہ نہ شمار کرنا چاہیے اور جب زوجہ مرجاوے یہہ معاملہ باطل ہونا چاہیے۔ وارثین زوجہ

کو بجز اصل حصہ زوجہ کے اور جائداد پرکسی طرح کا استحقاق نہ ہونا چاہیئے۔

وصیّت کا بیان

مسئلہ ۲۹۵۔ جو معاملے ایسے ہون کہ مرنے کے بعد اُن کا اجرا موقوف کیا جاوے وہ سب وصیّت ہین گو کہ لفظ وصیّت سے تعبیر نہ کیا ہو اور نیز عام ہے خواہ بیماری مین ایسا معاملہ کیا ہو یا تندرستی مین اور نیز جو معاملے مرض الموت مین بطریق تبرع کیئے ہون وہ بھی وصیّت کے حکم مین ہین اگرچہ اون کا اجرا موت سے پہلے ہی ہو لیا ہو۔ اگر بطور تبرع کے نہون وہ پورے نافذ ہون گے۔

تشریح اوّل

جس معاملہ کو اپنی موت کے بعد موقوف کرتا ہے وہ پورا نافذ نہین کیونکہ حق ورثا اس مال مین پیدا ہو گیا علیٰ ہذا القیاس مرض الموت مین بھی پورا نافذ نہین اسلیئے کہ مریض کو مال کی زیادہ محبّت نہین رہتی ہے۔ وارثون کا اسمین نقصان ہے اگر کسی نے بحالت تندرستی یہ معاہدہ کیا کہ میرے مرنیکے بعد میری جائداد فلان شخص کو ملے۔ یہ وصیّت شمار کیجاویگی جو حکم وصیّت ہے وہ اسمین جاری ہوگا۔ علیٰ ہذا مرض الموت مین یہ کہا کہ فلان جائداد مین نے فلان شخص کو دیدی اور مالک کر دیا یہ بھی وصیّت ہے۔ اگر تندرستی مین یہ کہتا معاملہ صحیح تھا اور تمام ہو جاتا اور پہلی صورت مین صحت اور مرض دونون برابر تھے۔ اور مرض الموت کو صرف یہی معنے نہین کہ بیماری مُہلک ہو بلکہ وہ بیماری جسمین مریض مر جاوے اگر کسی مریض نے کچھ اقرار کسی بیماری مین کیا پھر اوسی بیماری مین مر گیا آخر مین معلوم ہوا کہ وہ مرض الموت تھا اور اگر اس مرض سے اچھا ہو جاوے تو وہ اقرار بمنزلہ صحت شمار کیا جاویگا۔ اور پھر مرض سے کچھ مُطلق مرض مُراد نہین بلکہ وہ مرض جس مین مریض اپنے حوائج ضروری بازار ہاٹ یا مسجد مین جانیکی پوری پوری ادا نکر سکے۔ اگر کسیکو ذرا سا زکام ہو اور اپنے حوائج پورے پورے ادا کرتا ہے اُسنے کوئی اقرار کیا پھر ایکدن بعد مر گیا اوسکو یہ نہین سمجھا جاویگا کہ وہ اقرار مرض الموت مین کیا تھا بلکہ یون سمجھا جاویگا کہ موت اتّفاقیہ ہوئی یا مرض جدید کوئی ہوا۔ اور پھر مرض الموت مین اقرار کیلئے یہ بھی ضرور ہے کہ حواس مریض دُرست ہون۔ اگر حواس دُرست نہین تھے تو وہ اقرار کالعدم ہے

تشریح دوم

[illegible] درمختار مطبوعہ [illegible]

فقہاء اکثر مرض الموت کی بحث طلاق المریض مین کیا کرتے ہین - ہبہ اور وصیت مین مختصر بیان کرتے ہین چونکہ مرض الموت کا مسئلہ ابتک کسی نے صاف طور سے ترجمہ مین بیان نہین کیا ہے اسلئے اب بندہ طحطاوی شرح درمختار مطبوعہ مصر جلد ثانی صفحہ ۱۶۵ - اور ہدایہ جلد ثانی مطبوعہ مصطفائی صفحہ ۶۵۷ اور فتاوی عالمگیری جلد ششم مطبوعہ مصر صفحہ ۱۱۳ و ۱۱۳۳ - اور فتاوی عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ ۴۲۳ - اور فتاوی قاضی خان جلد اول مطبوعہ مصطفائی صفحہ ۵۰۲ - اور شامی جلد اول صفحہ ۵۲۰ سے مسائل چن کر لکھتا ہے کہ آیندہ حاجت باقی نرہے - چونکہ عام مین مشہور ہوگیا ہے کہ جو مرض سال سے زیادہ ہوجاوے وہ مرض الموت شمار نہین ہوتا ہے - یہ کلیتاً صحیح نہین ہے - بلکہ بعض امراض سال سے زیادہ کے بھی مرض الموت ہوتے ہین اور بعض جگہ بلا مرض بھی حکم مرض کا ہوتا ہے - اصل یہہ ہے کہ موافق شریعت محمدیہ جب کسی شخص کو اندیشہ موت بوجہ مرض یا بدون مرض ہوجاوے اور وہ اوسی حالت مین مرجاوے تو اوس کی جائداد مین حق ورثا بقدر دو تہائی متعلق ہوجاتا ہے - جو کچھہ ہبہ یا کسی قسم کا تبرع مثل صدقہ اور وقف یا کمی قیمت کو فروخت کیا جائے اوس کا حکم وصیت کا ہے اور نہ ایسے وقت مین اپنی زوجہ کو بذریعہ طلاق وراثت سے نکال سکتا ہے - اب چونکہ ذریعہ اندیشہ موت اکثر بیماری ہوتی ہے اور دوسرے اسباب اتفاقیہ ہوتے ہین اس لئے مرض الموت مشہور ہوگیا - حالانکہ اسباب اندیشہ موت مرض کے علاوہ بہت ہین - مثلاً کشتی طوفان مین آجاوے یا کسی شخص کو شیر پکڑلے یا فوج مین دشمن سے لڑنیکو نکلا یا جس گھر مین رہتا ہے اوس مین وبا گھس گئی یا اوس شخص کو پھانسی کا حکم ہوگیا ہو یا قصاص مین مارے جانیکا حکم ہوگیا ہو - ایسی حالت مین جو کچھہ تصرف کرتا ہے وہ بھی سب وصیت کے حکم مین ہین بشرطیکہ اوسی اندیشہ مین خود مرگیا ہو - دیکھو یہان کوئی مرض نہین تھا فقہا نے اس کی تشریح کی ہے -

اب مرض دو قسم کے ہوتے ہین ایک تو ایسے مرض ہین کہ مریض کو اون مین کچھہ اندیشہ قریب مر جانے کا نہ ہوجائے جیسے تجرباب نزلہ یا آنکھون کا دکھنا - یا کسی پانو مین پھوڑا وغیرہ ہوجاوے - ایسی حالت مین جو کچھہ تصرف کریگا وہ سب صحیح کے حکم مین ہین - اگرچہ ہبہ وغیرہ کے بعد فوراً ہی مرجاوے یون سمجھا جایگا کہ موت اتفاقیہ پیش آئی - جیسے کسی شخص نے کچھہ ہبہ وغیرہ کیا بعد مین فوراً کسی صدمہ گولی یا دیوار وغیرہ گرنے

سے مرگیا- یہہ کہا جاویگا کہ بروقت ہبہ وغیرہ کچھہ اندیشہ نہین تھا- اگرچہ اُسکو خفیف مرض تھا- اور جو مرض ایسے ہین کہ وہ مُہلک سمجھے جاتے ہین جیسے ہیضہ اور درد پسلی و درد گُردہ اور شدید بُخار و سرسام وغیرہ- مگر وہ ایسے ہین کہ مریض اون مین سالہاسال زندہ نہین رہتا ہے یا تو مہینہ حدود مہینہ تک اچھا ہوگیا یا مرگیا ایسے امراض مین جو کچھہ تصرّفات بطریق تبرّع کریگا اور پھر اون امراض مین مرجاویگا وہ مرض الموت شمار ہونگے اور تمام تصرّفات تبرّع حکم مین وصیّت کی ہونگے- اور جو مرض ایسے ہین کہ وہ مُہلک بیشک ہین مگر اون مین مریض سالہاسال زندہ رہتا ہے جیسے فالج- لقوہ- سل- جُذام- دمہ- تلّی- چوتھیہ بخار- دق- وغیرہ- اور جسقدر امراض دوری ہین ایسے امراض کا یہہ حکم ہے کہ اگر مریض اون مین سال بھر سے زیادہ زندہ رہا اور کم طاقت ہوکر صاحب فراش تھوا ہو تو یہہ امراض مثل صحیح کے شمار کئے جاوینگے- مرض الموت نہونگے اگر ایسے پُرانے امراض مین مریض اوّل ہی سے صاحب فراش ہوگیا ہو یعنی ابتدای مرض سے وفات تک برابر صاحب فراش رہا ہر کتنی ہی مُدّت مین مرا ہو وہ مریض مرض الموت ہے- یا اگر پُرانا مریض جسکو ایک سال گذرنے کے بعد حکم تندرست کا دیا گیا ہے بعد مین اوسی مرض سابق کی وجہ سے کم طاقت ہوکر صاحب فراش ہوگیا ہو وہ وقت صاحب فراشی سے اپنی وفات تک اگر اوسی حالت مین مرا مریض مرض الموت جدید شمار ہوگا- صاحب فراش کے یہہ معنے نہین ہین کہ مریض بستر سے لگ جاوے بلکہ صحیح اور مفتی بہ تعریف یہہ ہے کہ مرد بوجہ زیادتی مرض اپنی حوائج بیرون خانہ کو مثل تندرستون کے پورا ادا نکرسکے- گو حوائج خانہ مثل پیشاب پاخانہ وغیرہ کو بہ تکلیف بلا مدد دوسرے کے کرسکتا ہو- جیسے مولوی مسجد مین نہ جاسکے اور بازاری دوکان پر نہ جاسکے- اگر کوئی شخص بازار ہاٹ یا مسجد مین بذریعہ ڈولی یا دوسرے کے کندھے پر جاوے وہ صاحب فراش ہے- عورت وہ صاحب فراش ہے کہ بوجہ زیادتی مرض گھر کے اندر کا کاروبار نکرسکے- کسیکو یہہ شُبہہ نہو کہ جو کوئی اندھا ہوگیا یا اوسکے پاؤن بوجہ برف وغیرہ جاتے رہے یا کسی تکلیف سے کٹ گئے اب تکلیف باقی نہین رہی چاہئے کہ وہ بھی صاحب فراش ہون تو جواب یہہ ہے کہ وہ مریض نہین ہے- مُعتبر وہ صاحب فراش ہے کہ جو بوجہ زیادتی مرض ایسا ہوگیا ہو اور وہ مرض موجود ہو- ان صورتون مین وہ شخص مریض نہین ہے- اصل مین اعتبار اندیشہ قریب مرجانیکا ہے- اب چونکہ اندیشہ صفت قلبی ہے فقہائے اوسکی قایم مقام حالت ظاہری اشخاص کو کیا ہے-

یا وہ ایسی حالتین ہین جہاز پر سوار ہون کہ ڈوبتا ہو یا شیر کے مونہہ مین ہو۔ ممکن ہے کہ اوس وقت بھی کسی کو اندیشہ نہو مگر وہ شخص تو مرگیا ہے یہی سمجھا گیا کہ اوسکو اندیشہ تھا۔ یا امراض مہلک ہون گو کہ مریض کو اون کے مہلک ہونیکا علم نہ ہو۔ مگر وہ پرانے اسدرجہ کی نہوئی ہون کہ طبعی قرار پاوین تب بھی سمجھا جاویگا کہ اوسکو اندیشہ تھا۔ اگر کوئی مرض سردست مہلک نہ ہو اوس مین فقہا نے یہہ حد لگائی ہے کہ بوجہ زیادتی مرض کی صاحب فراش ہوگیا ہو۔ پس صاحب فراش ہونا دلیل اندیشہ قریب مرجانیکے ہے۔ پس جس شخص کو اندیشہ قریب مرجانے کا ہوگیا اور پھر وہ اوسی اندیشہ مین مرگیا۔ کہا جاویگا کہ ایسی حالت مین حق ورثا بقدر دو تہائی اوس کی جائداد سے متعلق ہوگیا۔ دورہ کی امراض مین ہر ایک دورہ جس مین مریض صاحب فراش ہوگیا جدا جدا مرض ہے۔ یا بوجہ کثرت دورات کی وہ کم طاقت ہوکر صاحب فراش ہوگیا ہو جب مرض شمار ہوگا۔ اگر کسی کے سر مین یا پاؤن مین درد ہو یا کوئی تکلیف ایسی پہونچی ہو جس سی صدمہ روح کو پہونچا ہو اور اوسکی وجہ سے صاحب فراش ہوگیا ہو جسقدر زمانہ تک وہ تکلیف رہے وہ سب زمانہ مرض الموت کا ہے۔ اسی طرح سے جو بوڑھا پھوس کم طاقت ہوکر بستر پر گرگیا اور یہہ ایسی صورت ہو کہ اس مین احتمال آیندہ اوٹھنے کا بھی نہیں ہے وہ بھی حکم مریض مرض الموت کا رکہتا ہے۔ یا یون سمجھو کہ ایسی پیری مرض ہے۔ یا یہہ حالت ایسی ہو جسمین پہانسی کا حکم ہو جاوے ایسے شخص کو بہی اندیشہ موت قوی ہو جاتا ہے۔ جو پرانے مرض ایسے ہون کہ مریض اون مین کم طاقت ہوگیا ہو اور صاحب فراش ہوگیا۔ اور مرض روز بروز بڑھتا ہو۔ خواہ کوئی مرض ہو اور کسی قدر مدت تک یہہ حالت رہے وہ مریض مرض الموت ہے اسلئے کہ اوس کو اندیشہ قریب مرجانیکا ہے۔ مثلاً دق یا تلی یا جذام یا دمہ وغیرہ کی امراض مین جب بدن سوکھ گیا یا بدن مین زخم پڑگئے اور علاج سے ناامید ہوگیا وہ زمانہ اندیشہ موت ہے۔

مین نے تمام کتب فقہ اور اصول فقہ سے مرض الموت کا لب لباب ترجمہ کیا ہے۔ ابتک عام لوگ مسئلہ مرض الموت سے پوری واقف نہین تھے۔ مین نے بطور قاعدہ کلیہ بیان کیا ہے تاکہ دیگر امراض کو اس سے سمجھ جاوین اور جہانتک مین نے امراض بطریق مثال لکھی ہین سبکی فقہا نے تصریح بہی کی ہے اور ان قواعد کی بھی بہت وضاحت کی ہے کہ ہر شخص کی حالات اور امراض کو دیکھا جاوے کہ وہ مرض الموت ہے یا نہین۔ یہہ کچھ

عرض کیے دیتا ہون کہ مرض الموت کی بحث بعد وفات شخص معاہد کے ہوتی ہے اور مرض الموت مین درستی عوامس کو کچھہ دخل نہین ہے۔ اسلیے کہ اگر کسی شخص کے عوامس درست نہون وہ سب اقرار کالعدم ہین اور مریض مرض الموت کے سب اقرار صحیح ہوتے ہین مگر اون کا حکم وصیت ہے یعنی بحث اون کی نفاذ مین ہے کہ کل صحیح ہے یا دو تہائی مین نافذ ہے۔ احکام مرض الموت یہہ ہین کہ ایسی حالت کا ہبہ وارث کے لیے بلا رضا مندی دیگر ورثا مطلقاً صحیح نہین ہے اور نہ عورت کو طلاق صحیح ہے۔ اگر ایسی حالت مین چار ہزار کی چیز ایک ہزار مین بیع کر دی تو گویا تین ہزار کا تبرع کیا ایک ہزار کا تبرع صحیح ہوگا۔ باقی دو ہزار کو بایع کے ورثہ مشتری سے لے سکتے ہین یا بیع منسوخ کرا سکتے ہین۔ عورت مرض الموت مین اپنا مہر شوہر کو بخش نہین سکتی ہے تا وقتیکہ باقی ورثا تسلیم نکرین ان تشریحات کو غور سے دیکھنا چاہیے بہت کار آمد ہین۔

مسئلہ ۲۹۶ - پھر جب کوئی شخص وصیت کرے وہ معاملہ تمام جب ہوگا جب موصی لہ اوسکو قبول بھی کرے اور اوس کا قبول یا رد بعد موت معتبر ہوگا۔ حالت حیات موصی کا کچھہ اعتبار نہین۔

تشریح

زید نے عمرو کے لیے وصیت کی۔ عمرو نے بحالت حیات زید انکار کیا وہ انکار معتبر نہین علی ہذا القیاس بحالت حیات زید قبول کیا اور اوس کے مرنیکے بعد انکار کیا وہ انکار معتبر ہے۔ جو شخص دعویدار وصیت ہو جیسا کہ اوسکو یہہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ یہہ اقرار مرض الموت مین تھا ایسا ہی یہہ بھی ضرور ہے کہ موصی لہ نے بعد وفات موصی وصیت کو قبول بھی کیا ہے۔

مسئلہ ۲۹۷ - وصیت مین جو موصی اور موصی لہ اور موصی بہ اور وصی الفاظ آتے ہین اونکی یہ تعریف ہے۔ موصی میم کے پیش اور صاد کے زیر سے اوس شخص کو کہتے ہین جو کہ وصیت کرے اور موصی لہ میم کے پیش اور صاد کے زبر سے اوس شخص کو کہتے ہین جس کے لیے وصیت کیجاوے۔ اور موصی بہ میم کے پیش اور صاد کی زبر سے اوس شے کو کہتے ہین جو مال وصیت شدہ ہو۔ اور وصی وہ شخص ہے جسکو موصی بعد مرنے اپنے کے مہتمم بناوے کہ اس طور سے اجراے وصیت کر دیا۔

مسئلہ ۲۹۸ - جب تعریف وصیت معلوم ہو چکی اوسکا حکم یہہ ہے کہ دین سے اجراے وصیت پیچھے ہے اور بمقابلہ ورثا

تہائی مال مین بعد ادائے دین نافذ ہے - اگرچہ موصی نے کل مال کی وصیّت کی ہو - اگر وصیّت تہائی متروکہ سے کم یا برابر ہو تو کل وصیت نافذ ہوگی -

تشریح

چونکہ وصیت کا نفاذ بعد موت ہے لہذا دین سے مرجح نہین سمجھی جاتی اور دین عام ہے خواہ وہ لین دین مین واجب ہو یا زوجہ کا مہر ہو اوّل جو کچھہ دین موصی کی ذمہ ہین اونکو ادا کیا جاوے - اوسکے بعد البتہ جو کچھہ وصیت کسیکی لئے کی ہے اوسکو دیکھنا چاہئے کہ کل متروکہ کی تہائی کی برابر یا کمتر ہے - اگر ایسی ہو تو کل مین نافذ کی جاوے اور اگر تہائی مال سے زیادہ ہے تو تہائی سے زیادہ بمقابلہ ورثا نافذ نہین لغو شمار کیجاویگی اور اس مین نیک نیتی موصی کا اعتبار نہین بہت سے شخص اسپر آمادہ ہوتے ہین کہ اپنے جیتے جی مین مالک رہون اور بعد میرے مرنیکے فلان شخصکو ملے تو یہہ اقرار بمقابلہ ورثا دو تہائی مین نافذ ہے اور دو تہائی اوسکے وارث لیوین گے - اگرچہ یہہ شخص اپنے وارثون کا دشمن ہو اور نہ چاہتا ہو کہ اون کو میری جائداد سے کچھہ ملے - ہزارون جگہ یہہ صورت پیش آتی ہے - اپنے داماد یا نواسے کے نام ایسا معاملہ کیا اور پھر بعد مرنے موصی کے وہ ٹوٹ گیا اوس کی ورثا دو تہائی کے مالک ہوئے - غرض وصیّت تہائی متروکہ مین نافذ ہوگی نہ کہ تہائی مال وصیت شدہ مین -

مسئلہ ۲۹۹ - اور یہ ایک تہائی مین نافذ ہونا واسطے رعایت ورثا کی ہے - اگر باقی ورثا اپنا حق چھوڑ دین تو وصیّت کُل مین بھی نافذ ہوگی - اور یہی وجہ ہے کہ وصیّت وارث کی لئے بھی جائز نہین - اگر اور وارث تسلیم کرلین تب جائز ہے -

(عالمگیری جلد ۴ صفحہ ۲۸۴)

تشریح

یہ جو حکم ہے کہ وصیّت تہائی مین نافذ ہوتی ہے قطعی حکم نہین کہ اس سے زیادہ موصی لہ کو کچھہ نہین ملتا بلکہ یہ حکم برعایت ورثا ہے - اگر ورثا اپنا حق چھوڑ دین کل مین سے نافذ ہو جائیگی - اسی طرح یہ مسئلہ کہ وصیّت وارث کے لئے جائز نہین اسکے بھی معنی یہی ہین کہ برعایت دیگر ورثا یہہ مسئلہ ہے - اگر اور ورثا راضی ہو جاوین تب وارث کیلئے بھی جائز ہے - البتہ وارث کو لئے بلا رضامندی دیگر ورثا تہائی مین نافذ ہے نہ کل مین بلکہ جو کچھہ اوس کا حصہ شرعی ہوگا وہی ملیگا اور وارث وہ مراد ہے کہ جو بروقت وفات موصی کے وارث ہو عام ہے وقت وصیت کے وارث ہو

یانہو- مثلاً کسی شخص نی بموجودگی اولاد پسری اپنے بھائی کی لئی وصیت کی اگرچہ اوس وقت مین بھائی وارث نہین ہے اور وصیت اوس کی لئی صحیح معلوم ہوتی ہے - لیکن فرض کرو تمام اولاد پسری موصی کی سامنے مرگئی اور جب خود مرا یہ بھائی ہی چھوڑ گیا - لہذا اوس بھائی کو وصیت کی حیثیت سی کچھہ نہین ملیگا کہ وقت وفات موصی وہ وارث ہی اگر زید نے اپنے حقیقی بھائی کے لئے وصیت کی ہو اور وقت وصیت زید کا وہی وارث بھی ہے لیکن بعد وصیت زید کے پسری اولاد ہوگئی اب وصیت صحیح ہے کہ بروقت وفات زید اوس کا حقیقی بھائی بمقابلہ پسری اولاد وارث نہین ہے - جو لوگ یون چاہتے ہین کہ اپنے بعض وارث کو کچھہ حصہ زیادہ ملجاوے اگرچہ یہہ عندالشرع منع ہی لیکن یہہ جب نافذ ہوگا کہ اپنی زندگی مین بذریعہ بیع یا ہبہ تمام کر گیا ہو ورنہ بعد موت سب وارث بحصۂ شرعی وارث ہون گے اس لکھی ہوئی کا کچھہ اعتبار نہین ہے - اگر کسی شخص نی وصیت وارث اور غیر وارث کو ملاکر کے اور ورثا نی اوسکو جایز نہ رکھا تو بقدر تہائی مین وصیت نافذ ہوکر کل غیر وارث کو نہین مل جاویگی بلکہ رسدی وارث ساقط ہوکر باقی ملیگا - مثلاً کسی شخص نے اپنے پسر اور نواسے کو نصف مال کی وصیت کی اور اوس شخص کی دو پسر علاوہ پسر موصی لہ کی ہون تو اس غیر وارث کو بوجہ عدم جواز وصیت وارث اور بوجہ تہائی سی زیادہ نہ جایز ہونے کے اس غیر وارث کو کل تہائی مال نہین ملیگا بلکہ اوس کا آدھا یعنی چھٹا ملیگا - یون سمجھو کہ کسی شخص نی اپنے کل مال کے منجملہ ۱۸ سہام کے بقدر ۹ سہام وصیت ایک پسر اور ایک نواسے کو کی مگر دو پسر اوسکے اور موجود ہین وہ ناراض ہین - اب یہہ نہین ہوگا کہ وصیت تہائی مال مین نافذ ہوکر بقدر ۶ سہام کل نواسے کو ملجاوی بلکہ وہ ۶ سہام پسر اور نواسے پر تقسیم ہوکر بقدر ۳ سہام نواسی کو ملین گی اور ۱۵ سہام تینون پسران کو بحصۂ مساوی تقسیم ہون گی - اس مسئلہ مین اکثر علما کو دھوکا ہوا وہ یون سمجھہ گئی کہ جب وارث کو وصیت جایز نہین ہی تو بقدر تہائی وصیت غیر وارث کو ملجاوے اور اسپر قیاس کیا کہ اگر کوئی زید غیر وارث اور دیوار اور گدھے کو ملاکر تہائی مال سی وصیت کرے تو کل تہائی مال زید کو ملیگا اور یہان دیوار اور گدھا لغو ہے - رسدی حصہ ساقط نہین ہوتا ہے - حالانکہ اس مسئلہ کا منشا یہہ ہے کہ اگر موصی لہ کی ساتھہ اور ملائی جاوین کہ وہ قابل وصیت نہون جیسے دیوار اور گدھا یا کوئی مردہ اوسمین کل مال موصی لہ کو دیا جاتا ہے - بخلاف اس کی اگر موصی لہ کیساتھہ کسی وارث کو ملاوین تو وارث بھی قابل وصیت ہے مگر بوجہ ناراضی دیگر ورثا اوسکو وصیت جایز نہین ہوئی ہی پس وارث موصی لہ کا حصہ گھٹا دیگا - علی ہذا القیاس اور

عہ ۱۰ امر وصیت مال کی ... کا ... دیکھو

جتنی چاہو مثالین نکال لو۔ یہ مسئلہ نہایت باریک ہے۔

مسئلہ ۳۰ - اور رضامندی ورثار اسکے یہ معنی ہین کہ بعد وفات موصی صراحتہً یا کنایتہً کوئی ایسا فعل ورثار سے پایا جاوے جو دلالت رضامندی پر کرتا ہو اور جو ایسا فعل قبل وفات موصی کے ہو اوسکا کچہہ اعتبار نہین۔

تشریح

جب وصیت کی حقیقت یہہ ہے کہ ایجاب معاملہ موصی کی حیات مین ہو اور قبول معاملہ بعد وفات ہو موصی لہ کا قبول اور رد حیات موصی کا معتبر نہین پس حالت حیات موصی مین وہ معاملہ ناقص ہے بلکہ ایکطرفہ ہے اسیواسطے موصی کو اختیار رجوع کا ہے جب چاہے اپنی زندگی مین رجوع کرلے پس ایسی حالت مین رضامندی ورثار کب موثر ہوگی مثلاً فرض کرو زید نے اپنے ایک بیٹے کے نام کچہہ جقیت بطور وصیت لکہدی اور دوسرے بیٹون نے اوس وصیت نامہ پر دستخط کردئے مگر بعد وفات زید ناراضامند ہین پس وہ وصیت نامہ باطل ہوگا - ہان البتہ اگر بعد وفات زید اوسکی بیٹے موصی لہ نے کچہہ جقیت موصی بہ کی بیع یا ہبہ کی ہو اور بقیہ ورثار نے اوسپر دستخط کردئے ہون تو وصیت صحیح ہوگئی ایسی طرح شخص اجنبی کا حال ہے کہ اگر زید نے اپنی کل جائداد کا وصیت نامہ ایک شخص کے نام لکہدیا جو کہ وارث نہین ہے اور ورثار نے حیات زید مین تو اوسپر دستخط کردئے یا زبانی تسلیم کرلیا لیکن بعد وفات زید ناراضامند ہین پس وہ وصیت نامہ بمقابلہ دو تہائی کے ورثار باطل ہے اسمین رضامندی ورثار بعد وفات زید صراحتہً یا کنایتہً نہین پائی گئی - البتہ اگر بعد وفات زید شخص اجنبی کوئی تصرف اوس جائداد مین مالکانہ کرے اور ورثار اسکو تسلیم کرلین تو بیشک کل مین نافذ ہے - یہہ مسئلہ بہت باریک ہے اسکو خوب یاد رکہنا چاہئے - اور اسی طرح اگر بعض ورثار رضامندی ظاہر کرین تو بقدر حصہ اُن کی وصیت تمام ہوگی اور باقی کے اعتبار سے ناتمام ہوگی۔

مسئلہ ۳۱ - وصیت سے اگر موصی رجوع کرنا چاہے خواہ صراحتہً یا کنایتہً درست ہے بشرطیکہ موصی بہ معین ہو اور وصیت کسی حصہ کی کی ہو تو وہان رجوع صرف قول سے معتبر ہوگا۔

تشریح

مثلاً زید نے عمرو کے لئے وصیت کی کہ پہر آپ اوسمین تصرف مالکانہ کئے جیسا کہ اوسکو کسی کے ہاتھ بیچ ڈالے یا ہبہ کردی پس یا اپنے حال پر نہ چہوڑا کہ وصیت کو باطل کرنا ثابت ہو علی ہذا القیاس زبان سے رجوع کرے جیسا کہ مین اپنی وصیت سے رجوع کرتا ہون

صفحہ ۳۰۵ ہدایہ جلد ثانی کو دیکھو۔

دیکھو صفحہ ۸۶ عالمگیری جلد رابع کو دیکھو۔

یا یہ کہے کہ جو وصیت عمرو کے واسطے کی تھی وہ باطل ہے یا وہ وصیت فلانی کے واسطے کرتا ہوں یہ رجوع زبانی ہے اور دلیل اس کی وہی ہے کہ وصیت ایکطرفہ معاملہ ہے ناتمام ہے پس اس میں رجوع صحیح ہے۔ البتہ اگر یوں کہے کہ میں نے پہلے وصیت ہی نہیں کی یہ جھوٹ اور لغو ہے اس سے رجوع لازم نہیں آتا

مسئلہ ۳۰۲ - یہ جو مسئلہ ہے کہ نفاذ وصیت بقدر تہائی بعد قرضہ کے مقدم ہے اور رضامندی ورثا کو اس میں دخل نہیں یہ اسوقت ہے کہ جب کوئی موصی لہ شخص ہو اور اگر موصی لہ کوئی امر دینی ہو مثل صوم و صلوٰۃ اور زکوٰۃ وہ ورثا سے مقدم نہیں ہے اگر ورثا چاہیں نافذ ہو سکتی ہے ورنہ میت پر عذاب رہیگا کیونکہ حقوق اللہ کی طرف سے کوئی مدعی نہیں جو کہ جبراً ورثا سے لیوے۔

مسئلہ ۳۰۳ - چونکہ وصیت ایک معاملہ ہے لہذا انہیں اشخاص سے معتبر ہو گی جو کہ اہل معاملہ ہیں پس بچہ اور مجنون اور غلام کی وصیت درست نہیں۔

مسئلہ ۳۰۴ - اگر کسی عورت کے پیٹ میں حمل ہو اوسکے لئے کوئی وصیت کرے جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ وصیت کیوقت وہ بچہ زندہ ہو اور نیز وصیت کے بعد چھ مہینے سے کمتر میں پیدا ہوا ہو۔ اگر چھ مہینے سے زیادہ میں پیدا ہو تو ممکن ہے کہ یہ حمل بعد وصیت کا ہو۔

تشریح

یہ کس طرح سے دریافت کیا جاوے کہ وہ زندہ ہے یا نہیں؟ - اسکے یہ معنے ہیں کہ جسوقت وصیت کیجاوے یہ اتنے زمانہ کا حمل ہو کہ اوس میں جان پڑ گئی ہو۔ اگر مہینہ دو مہینہ کا حمل ہو تو اوس میں جان نہیں پڑتی ہے وہ فقط گوشت کا ٹکڑا ہوتا ہے اوسکے لئے وصیت جائز نہیں ہے - اگر چار مہینہ سے زیادہ کے حمل کیلئے وصیت کرے وہ جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ وہ زندہ پیدا ہو چاہے ایک آن ہی زندہ رہا ہو۔ اگر مردہ ہی پیٹ سے نکلا ہو تو وہ ایسا سمجھا جائیگا کہ اول ہی سے مردہ ہے اوس کے لئے وصیت جائز نہیں - اور اگر ماں کے پیٹ سے زندہ پیدا ہوا لیکن جس وقت وصیت کی تھی دو مہینے کا حمل تھا تب بھی وصیت جائز نہیں ہے - کیونکہ بالضرور اوس وقت اوس میں جان نہیں پڑی تھی - اسکی صورت اس طرح سے ہے کہ مثلاً زید نے وصیت کی کہ میری جائداد کا تہائی حصہ اوس حمل کو بعد مرنے کے دیا جاوے جو ہندہ کے پیٹ میں ہے - اگر ہندہ کے پیٹ سے بچہ پیدا ہوا وہ خود اوس مال کو زید کے ورثا سے لے سکتا ہے - اگر وہ بچہ مرجاوے

تو بہ مال وصیتی اوس کا مملوکہ شمار کیا جاویگا اوس کے ورثا جو کوئی ہون اونکو ملیگا۔ وصیت مین یہہ ضرور نہین ہے کہ تفصیل جائداد ہووے بلکہ اسطرح بہی وصیت جائز ہے کہ جس قدر فلانی وارث کا حصہ ہوا وسقدر کی وصیت فلان کی لئی کرتا ہون اور یہہ جائز نہین ہی کہ غیر وارث کو وارث بناوے ہان مثل حصہ وارث وصیت صحیح ہے مثلاً کوئی شخص مرگیا ایک پوتہ اور دو پسر چہوڑ گیا اوسنے کہا کہ مثل حصہ اپنے پسر مردہ کے اپنے پوتے کو وصیت کرتا ہون کل ترکہ سے پسر مردہ تہائی کا حصہ لیویگا۔ گو صراحت جائداد نہین کی گئی ہو۔

وقف کا بیان

مسئلہ ۔ وقف وہ ہی کہ کوئی شخص کسی چیز کو اپنی ملک سی نکالکر اللہ کو اُسکا مالک کردی۔ اور نفع اوسکا صرف کری اوپر جس شخص کو کہ چاہے واقف۔ جب یہہ معاملہ بجمیع شرائط پورا ہو جاتا ہے تب لازم ہو جاتا ہے اوس سے رجوع جایز نہین اور نہ اوس مین وارثون کو کچہہ مل سکتا ہے۔

تشریح

وقف کیواسطے یہہ ضرور نہین کہ اُسکا نفع فقرا ہی کے لئے مقرر کرے بلکہ جایز ہے خواہ فقیرون کو یا امیرون کو یا اپنے عزیزون کو یا اجنبی کیواسطے اوسکا نفع مباح کیا جاوی۔ مگر کسی خاص شخص کے لئے یا کسی میعاد معین کیلئے وقف نہونا چاہئے۔ معاملہ وقف مین چار چیز ہین۔ ایک واقف جسنے وقف کیا دوسری وہ چیز جو وقف کی جاوی تیسری جس غرض کے لئے وقف کیا ہو۔ چوتھی مستحقانِ وقف یعنی جو مصرف منافع کی ہون۔ واقف نے جسقدر وقف کی ہو اوس سی زیادہ وقف نہین ہو سکتی۔ جس نفع کے لئے وقف کیا دوسری نفع مین خواہ اوس سے اعلیٰ ہو صرف نہین ہو سکتا ہے۔ اور جو غیر مستحقان موقوفہ ہون اون پر صرف نہین کر سکتا ہی وقف مین امام ابو حنیفہ رح اور صاحبین مین اختلاف ہے۔ امام صاحب وقف کو حبس ملک سی تعبیر کرتے ہین یعنی واقف جائداد موقوفہ کو اپنی ملک مین روکتا ہے پہر آیندہ وہ قابل انتقال بذریعہ وراثت یا بیع نہین رہتی ہے۔ اسی وجہ سے واقف جو کچہہ شرائط وقف مین آیندہ کیواسطے کری سب صحیح ہین بشرطیکہ وہ شرائط نفس معاملہ وقف کی مخالف نہ ہون۔ اگر واقف کی ملک نہوتی تو بعد اوس کی مرجانے کے آیندہ کو کیون اختیار کیا جاتا

مثلاً اگر کوئی بیع کرے اور مشتری سے آیندہ کچھ شرائط کرے - بایع کی اُن شرائط کا کچھ اعتبار نہیں ہے یہاں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ہے - مسجد ملک واقف میں نہیں رہتی ہے وہ بیشک ملک خدا میں ہوجاتی ہے - ثمرہ اوسکا یہ ہے کہ وقف امام صاحبؒ کے نزدیک لازم شی نہیں ہے اوس سے بجز مسجد رجوع ہوسکتا ہے - اگر جس نفع کے لئے وقف کیا وہ حاجت نرہی یا وہ مستحقان وقف معدوم ہوگئے پھر ملک واقف میں عود کر جاتی ہے - مگر صحیح اور معتبر یہی ہے کہ جو قول صاحبینؒ ہے کہ بطلان وقف ملک واقف سے نکلکر اللہ کی ملک میں ہوجاتا ہے اور شرائط واقف کا آیندہ کو اسوجہ سے اعتبار ہے کہ واقف کی ملک سے نکلکر کسی دوسرے شخص کی ملک میں نہیں ہوتی جو مانع نفاذ شرائط ہووے - وقف[ع] کا ثبوت سماعت یا رواج سے بھی ہوسکتا ہے بشرطیکہ اوس کی خلاف کسی صریحی دلیل سے ثابت نہو - اگر اس میں شبہہ ہو کہ مستحقان[ف] وقف کون ہیں؟ تو رواج سے ثابت ہوسکتا ہے کہ فلاں نفع فلاں اشخاص کے لئے وقف کی گئی ہے - وقف[ق] میں واقف کی شرائط مثل شارع کے احکام کے واجب ہیں اور واقف کی جس غرض کے لئے[ق] وقف کیا اوس کی رعایت واجب ہے جبکہ وہ شرائط خلاف شرع کے نہوں -

مسئلہ ۶ - وقف جایداد غیر منقولہ کا صحیح ہے اور اشیاء منقولہ میں بھی جن کا رواج ہو درست ہے جیسے کتاب - بچھاونا وغیرہ -

مسئلہ ۷ - معاملۂ وقف صرف لفظ وقف کہنے سے تام نہیں ہوتا ہے جبتک اوسکو اپنی ملک سے نکالکر کسی متولی کے سپرد نکردے - یا اگر وقف کوئی مشاعر دین سے ہو تو اوس میں اجرای عبادت کے لئے مزاحمت اوٹھاوے

تشریح

اگر کسی نے مسجد بنائی تو اوسکی ملک جب زایل ہوگی جسوقت اوسکا راستہ علیحدہ کردیا ہو اور اذن عام نماز پڑھنے کا دیدیا ہو - عام ہے خواہ اوس میں کسی نے نماز پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو مگر واقف نے اپنی مزاحمت اوٹھالی - اگر کوئی مسجد اپنے گھر میں بناوے اور راستہ اوسکا جدا نکیا ہو وہ وقف شمار نہیں کیا جاویگا - یا کسی نے کوئی زمین وقف کی اور نہ کسی متولی کے سپرد کی اور نہ حاکم نے اوسپر حکم موقوف ہونیکا کیا وہ تام نہیں ہے -

مسئلہ ۸ - جایز ہے واقف خود آپ متولی بھی ہوجاوے - اگر جو شروط واقف خلاف شرع ہوں وہ معتبر نہیں اون کی پابندی لازم نہیں باقی شروط کی پابندی لازم ہے -

ع صفحہ ۵۱۸ شامی جلد سوم مطبوعہ مصر دیکھو ۱۲ - ف صفحہ ۵۲۰ شامی جلد سوم مطبوعہ مصر دیکھو ۱۲ - ق صفحہ ۵۴۹ شامی جلد سوم مطبوعہ مصر دیکھو ۱۲

صفحہ ۹۹ عالمگیری جلد ثانی کو دیکھو

مسئلہ ۱۰۹ - اگر متولی خیانت کرنے لگے عام ہے خواہ متولی خود واقف ہی کیون نہ ہو اوسکو قاضی یا جماعت مسلماین معزول کر سکتے ہین۔

مسئلہ ۱۱۰ - اور جو موت پر معاملۂ وقف کو متعلق کرے وہ وقف بھی صحیح ہے لیکن اوس کا حکم وصیت کا سا ہے یعنی تہائی مین بمقابلۂ ورثا جاری ہوگا۔

صفحہ ۴۰۹ عالمگیری جلد ثانی کو دیکھو

مسئلہ ۱۱۱ - وقف بھی مثل اور معاملات کے عاقل بالغ آزاد سے نافذ ہوگا اور نیز قطعی معاملہ ہو شرطیہ نہو سواے ایک صورت کی کہ جس چیز پر مشروط کرتا ہو وہ مشروط او موقت موجود ہو۔

تشریح

کوئی یون کہے کہ اگر میرا فلان کام ہوجاوے تو مین یہ زمین وقف کردون یہ وقف صحیح نہین اور اگر یہہ کہے کہ اگر یہہ زمین میری ہے تو مین نے وقف کی اور فی الواقع اوس وقت وہ واقف ہی کی زمین تھی وہ وقف صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۱۲ - جب وقف تمام ہوجاوے۔ پھر اوس کی بیع یا رہن یا ہبہ صحیح نہین ہے۔ اگر ایسی شرط واقف نے کی ہو تو بھی جائز نہین۔

مسئلہ ۱۱۳ - مشاع یعنی ساجھی چیز کا وقف صحیح ہے۔ پس بعد وقف غیر سے تقسیم صحیح ہے۔ عام ہے وہ غیر خواہ شخص مالک ہو یا وہی واقف اور امر کے لئے ہو۔

تشریح

زید نے ایک زمین کا نصف مدرسہ کیلئے وقف کیا اور عمرو نے اپنا آدھا مسجد کے لئے وقف کیا یا زید ہی نے صرف اپنا حصہ وقف کیا اور عمرو نے نہین کیا۔ ان دونون مین تقسیم صحیح ہے کیونکہ وقف کی تقسیم نہین ہے بلکہ اوس تقسیم پر تو تعیین موقوف ہے اور یہہ بھی کچھہ ضرور نہین کہ ہر ایک زمین سے جدی کی جاوی مثلاً زید کا حصہ بہت سے مکانات اور اراضی مین تھا اوسنے سب حصہ وقف کردیا تو یہہ ضرور نہین کہ وہ حصہ سب مین سے جدا کیا جاوے اگر بروی تقسیم بعض بعض مکان سالم اوس کی حصہ مین آجاوین تب بھی تقسیم صحیح ہے۔ البتہ اگر دو حصون مین زیادتی کمی ہو اور واقف کمی والا حصہ لیوے اور نقصان کی دام لیلے یہ ناجائز ہے کیونکہ یہہ وقف کی بیع ہوگئی - البتہ اگر غیر واقف الٹا کرے اوسکو جائز ہے۔

مسئلہ ۲۱۴ - جب ایک شے موقوف متعین ہو جاوے پھر اوس کی تقسیم مستحقین وقف کے لئے ناجایز ہے کیونکہ کوئی مستحق اوس کا مالک نہیں ہے -

تشریح

زید نے ایک شے کو وقف اپنی اولاد کے لئے کیا - فرض کرو اوس کی پانچ مستحق ہین سو آپس مین اوس جائداد کے پانچ حصے نہین کر سکتے -

مسئلہ ۲۱۵ - شے موقوفہ پر کوئی قرض نہین لے سکتا ہے - عام ہے خواہ اپنے منافع مین خرچ کرے یا خاص شے موقوفہ کے لئے لیوے -

تشریح

زید نے ایک جائداد مدرسہ کے لئے وقف کردی اور عمرو کو متولی بنا دیا - اب عمرو متولی خواہ مدرسہ کے لئے یا اوسی جائداد موقوفہ کے لیے کچھہ قرض لے وہ جائداد موقوفہ پر نہین پڑیگا - عمرو کی ذات سے متعلق ہوگا - مثلاً فرض کرو وہ جائداد وقف کوئی مکان تھا عمرو نے کچھہ قرض لیا کہ اس مکان مین اور تعمیر کرا دون تاکہ اسکی حیثیت سے پہلے دو چند ہو جائے - اور مدرسہ کی آمدنی زیادہ ہو جاوے - ایسے امور مین جو کچھہ قرض عمرو کے ذمہ ہوگا گو وہ جائداد موقوفہ مین لگانے کو لیا ہے لیکن وہ قرض اوس کی جائداد سے متعلق ہوگا - ایسے قرض مین اوس کی اصلی جائداد بدنام ہونی چاہئے - شے وقف سے کچھہ واسطہ نہین ہے -

مسئلہ ۲۱۶ - اگر ایک محلہ والون کی مسجد ہو وہ خود اگر اسکو توڑ کر عمدہ بنانا چاہین تو اون کو اختیار ہے غیر کو نہین ہان البتہ اگر محلہ والون نے توڑ دی پھر تعمیر مین اور بھی شریک ہو سکتے ہین -

مسئلہ ۲۱۷ - اگر کسی نے مسجد مین تہہ خانہ واسطے مصالحہ مسجد کے بنوایا جاوے تو صحیح ہے - مگر شرط یہ ہے کہ وہ ملوک مسجد ہی ہو اور باقی مسجد کے تہہ خانہ کو اپنے لئے رکھا تو وہ مسجد پوری وقف نہین ہے - شرط وقف مسجد یہی ہے کہ کوئی حق کسی آدمی کا اوس کے ساتھہ متعلق نہو -

مسئلہ ۲۱۸ - نیچے یا اوپر مسجد کے کوئی مکان کرایہ کا بنانا درست نہین اگرچہ اوس کی آمدنی مسجد

تعمیر و ترمیم

تشریح

مسجد سے وہ مراد ہے جہان ناپاک نہین جا سکتا ہے یعنی فرش مسجد تک - اور اگر اوس سے باہر بنایا جاوے تو کچھہ حرج نہین وہ متعلق مسجد شمار کئے جائین گے - بعض لوگ جہان جگہ تنگ ہوتی ہے اوپر فرش مسجد او سکے نیچے دوکان کرایہ کی بناتے ہین - یہہ درست نہین - اگر کہین ایسا کیا جاویگا اوس فرش پر نماز پڑہنی ایسی ہوگی جیسے دوکان کی چھت پر نماز پڑہی اوس کا ثواب مسجد کی نماز کا سا نہوگا -

مسئلہ ۳۱۹ - وقف اور آمدنی وقف کا کوئی مالک نہین بلکہ مستحقین اوس کے مصرف ہین - اگر کسی وجہہ سے بعض دو برس مستحقین وقف کو کچھہ نہین ملا اونھون نے اپنا گذارہ کسی طرح کر لیا بطریق حساب فہمی زمانہ گذشتہ کے کل زر واصلات کے مستحق نہون گے - جب ہی کہ بطریق ثواب واقف نے واسطے قضاے حاجت وقف کیا ہو اگر ورثہ مین ہو وہ کر سکتے ہین -

تشریح

مثلاً فرض کرو زید نے ایک جائداد واسطے کھانا دینے طلبہ مدرسہ کے وقف کی - اتفاق سے طلبہ مدرسہ نے ایک دو سال کسی اور وجہہ سے اپنا گذارہ کر لیا اون ایام کا استحقاق اون کو نہین ہے کہ پورا پورا حصہ لیا جائے -

مسئلہ ۳۲۰ - اگر کوئی شئے وقف کسی نفع کے لئے واقف نے معین کی تھی اور اب بوجہ خراب ہونے کے وہ قابل اوس نفع کے نہین رہی تو اب بھی اوس کا حکم وقف ہی کا ہے وہ وارثین وقف پر عود نہین کیجاویگی اور نہ اوسکی بیع اور ہبہ درست ہی بجز اسکے کہ اوس کا ملبہ وغیرہ دوسرے وقف مین لگا یا جاوے جس مین اوس وقف لگانا قرین مصلحت امام ہو -

مسئلہ ۳۲۱ - وقف کی آمدنی اول اوسی شئے کی مرمت مین صرف کیجاوے اوس کے بعد جو اوس کے مستحق ہون اون کو دیجاوے - مثلاً مسجد کی دوکان سے جو کچھہ آمدنی ہو اول مسجد اور دوکان کی مرمت مین خرچ ہو اوس کے بعد جو کچھہ بچے وہ موذن امام وغیرہ کو دیا جاوے -

مسئلہ ۳۲۲ - ایک وقف کی آمدنی دوسرے وقف مین خرچ ہو سکتی ہے لیکن شرط یہہ ہے کہ دونون کا ایک واقف اور ایک قسم کے دونون وقف ہون - ورنہ نہین -

تشریح

اس مین شامی کی شرح درمختار کو دیکھو -

فرض کرو زید نے دو مسجدیں بنائیں اب ایک مسجد کی آمدنی کو دوسری مسجد میں استعمال کرنا جائز ہے اور بانی دونوں مسجدوں کے دو شخص ہوئے یا زید نے مسجد اور مدرسہ بنایا ہوتا اور ان دونوں کے لئے دو وقف کرتا تو اس صورت میں ایک کی آمدنی دوسرے میں خرچ نہیں ہوسکتی ہے۔

مسئلہ ۳۲۳ - جب وقف کسی ایسے نفع کیلئے کیا ہو کہ جسکے حاجتمند تمام آدمی ہوں تو بلا تصریح وہ تمام آدمیوں کو شامل ہے خواہ امیر ہوں یا غریب - اور جو وہ نفع ایسا محتاج الیہ عام نہیں تو بلا تصریح فقرا کو ملیگا ورنہ جس طرح تصریح کی ہو اوس کی پابندی لازم ہوگی -

تشریح

مثلاً کسی نے سقاوہ واسطے پانی پینے کے یا قبرستان واسطے مُردے دفن کرنیکی بنایا چونکہ یہ محتاج الیہ عام ہے لہذا تمام امیر و غریب کو بلا تصریح شامل ہے - اور اگر کسی زمین کا غلہ وقف کیا تو جبتک کہ مستحقین کی تصریح نہیں کی ہو فقرا ہی کو ملیگا

مسئلہ ۳۲۴ - اگر کوئی متولی دیانت سے کام کرتا ہو بلا وجہ حاکم کو اختیار نہیں ہے کہ اوسی وقف کو لیکر دوسرے کو دیدے -

مسئلہ ۳۲۵ - اگر متولی خیانت کرے یا بلا وجہ مال کو ضایع کرنے لگے تو حاکم یا جماعت مسلمین کو اختیار ہے کہ اوسکو معزول کرکے کسی اور متولی کے سپرد کریں عام ہے خواہ متولی وہی ہو جسنے وقف کیا یا اور کوئی ہو -

مسئلہ ۳۲۶ - اگر شے وقف ایسی جائداد ہے کہ قابل آمدنی ہے - کوئی شعائر دین سے نہیں ہے - اگر واقف نے شرط بدل لینے کی کی ہو یا اوس سے عمدہ جائداد کوئی اوسکے بدلے میں دیتا ہو یا کسی غاصب نے اوس جائداد کو غصب کرکے ایسی کردی ہو کہ قابل زراعت نہیں ہے یا غاصب کے پاس صحیح و سالم ہو مگر ثبوت واپس لینے کا نہو ان سب صورتوں میں اوس کا معاوضہ لینا جائز ہے - اگر معاوضہ جائداد ہے تو وہ قائم مقام شے موقوفہ ہوگی - اگر روپیہ دیا ہے تو اوسکی جائداد خرید کرکے بجائے شے موقوفہ رکھنی چاہئے -

تشریح

لفظ شعائر دین سے یہ فائدہ ہوا کہ اگر کوئی مسجد ہو اوس میں یہ ان صورتوں [illegible] واقع نہیں [illegible] استبدال جائز ہے اور نہ اوس کا غصب صحیح ہے اور معاوضہ [illegible]

مسئلہ ۳۲۷ - اگر مسجد تنگ ہو [illegible]

مسجد مین شامل کرنی جایز ہے بشرطیکہ راستہ مین ضرر خلایق نہو۔

تشریح مسئلہ ۳۲۷

چونکہ اس زمانہ مین مسلمانون کے نزاعات در پیش ہین اس لئے کچھہ احکام مسجد علیحدہ لکھے جاتے ہین۔ جاننا چاہئے کہ مسجد بھی منجملہ اوقاف ایک وقف ہے اور مطلق تعریف وقف مین جو کہ امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک ہے مثل دیگر اوقاف داخل ہے اور اسی پر فتوے ہے تیسری جلد شامی کے صفحہ ۳۹۰ کے حاشیہ پر عبارت درمختار یہہ ہے عندہما ہو حبسہا علی حکم ملک اللہ تعالی وصرف منفعتہا علی من احب ولو غنیا فیلزم فلا یجوز ابطالہ ولا یورث عنہ وعلیہ الفتوی ترجمہ یہہ ہے کہ صاحبین کے نزدیک وقف یعنی مطلق وقف (کچھہ بھی ہو) وہ روکنا ایک شئے کو اوپر حکم ملک اللہ تعالے کے اور اوسکی نفع کو صرف کرنا اوپر جس شخص کے کہ چاہے واقف اگرچہ وہ امیر ہی کیون نہو پس واقف لازم ہو گا اور اوسکا باطل کرنا جایز نہین ہو گا اور نہ اوسمین میراث جاری ہوگی اور اسی پر فتوے ہے پس معلوم ہوا کہ یہہ تعریف صحیح اور اسی پر فتوے ہے اور بلدر آمد فقہای حنفیہ کا اسی پر ہے اور عام اوقاف کو خواہ مقبرہ یا سقاوہ یا مدرسہ یا سرائے یا مسجد وغیرہ سبکو شامل ہے اگرچہ مسجد مین دوسرے اوقاف سے کچھہ احکام جزئیہ مین فرق ہے جو آگے لکھے جاوینگے لیکن اصل تعریف وقف اور ارکان وقف مین تمام اوقاف کے شریک ہے پس وقف مین چار چیز ضروری ہین واقف اور شئے اور نفع اور جن لوگون پر نفع صرف کیا جاوے اونہین کو مستحقان وقف کہتے ہین پس اسی قاعدہ کے موجب مسجد مین بھی چار چیزین ضروری ہوئین بانی مسجد اوسکا واقف ہے اور وہ زمین جسکو اوسنے متعین کر دی شئے موقوفہ ہے اور ادائے صلوۃ اوسکا نفع ہے اور جن لوگون کے لئے اسکا نفع صرف کیا ہے وہ مستحقین وقف ہین مساجد اور دیگر اوقاف اس مین شریک ہین کہ ملک اللہ تعالی کی ہین اور واقف کی ملک سے نکل گئی ہین مگر چونکہ مساجد مین صرف استفادہ عبادت جسکا ثمرہ محض آخرت مین ہی ملیگا دنیا مین اوسکا ثمرہ کچھہ نہین ملتا ہے اسواسطہ وہ خدا کے گھر سے مشہور ہوئی دیگر اوقاف کا بجز علاوہ ثمرہ اخروی فوائد دنیوی بھی ہین اونکو خدا کے گھر سے کوئی نہین تعبیر کرتا ہے حالانکہ حکم مالک اللہ تعالی مین آجانا اور واقف کی ملک سے نکلجانا اسمین سب اوقاف مساوی ہین اور نیز ثواب اخروی حاصلہ

اوقاف مین مشروط ہے خواہ مسجد ہو یا مقبرہ یا اراضی پیداوار وغیرہ اسیوجہ سے وقف علی الوزنا نہین بلاشمول فقرا فقہا نے کلام کیا ہے کہ اسمین قربت نہین ہے اور جو شخص برے کام کے لیئے وقف کرے وہ صحیح نہین ہے جیسے کوئی ناچ کے لیئے گھر یا زناکار ونکو لیئے اڈا بطور وقف بنا وے وہ وقف ہرگز نہین ہے نعوذ باللہ منہا تیسری جلد شامی کے صفحہ ۳۹۲ کے حاشیہ پر درمختار کی یہہ عبارت ہے وشرطہ شرط سائر التبرعات کحریۃ وتکلیف وان یکون قربۃ فی ذاتہ ترجمہ یہہ ہے اور وقف کے صحیح ہونیکے وہ ہی شرایط ہین جو باقی تبرعات کے ہین مثل آزاد ہونے اور عاقل بالغ ہونیکی اور یہہ کہ وہ ثواب فی نفسہ ہو پس اس شرط مین سے کوئی وقت خاص نہین ہے پس ثابت ہوا کہ مسجد اور دیگر اوقاف ثواب اخروی اور ملک اللہ تعالی کی اندر رہنے اور چار ارکان وقف جنکو وقف کی تعریف شامل ہے برابر ہین البتہ چونکہ مسجد مین علاوہ ثواب اخروی کچھہ منافع دنیوی کا خیال نہین ہے اس لیئے بعض بعض باتو نمین دیگر اوقاف سے علیحدہ ہے مسجد بالاتفاق ملک اللہ تعالی ہی ہے امام ابوحنیفہ جو وقف کو بغیر لازم اور روکنا شئے کا اوپر ملک واقف کہتے ہین مسجد کو وہ بھی اوس سے جدا کرتے ہین گو یہہ قول مفتے بہ نہین ہے اور جو زمین مسجد بن جاوے اوسکو بدل نہین کرسکتے ہین مثل دیگر اوقاف کے کہ وہان استبدال ہوسکتا ہے جیسے سرائے کسینے بنائی تھی بسبب وقت عدم مستحقین مقبرہ بنا سکتے ہین کیونکہ منافع دنیوی قابل تبدل ہین مشترک چیز مسجد نہین ہوسکتی ہے دیگر اوقاف ہوسکتے ہین مسجد محض بنا دینے اور اذن نماز سے لازم ہوجاتی ہے دیگر اوقاف بلا متولی یا حکم حاکم لازم نہین ہوتے ہین غرض اس قسم کے فرق بوجہ منافع دنیوی دیگر اوقاف مین آئے جو مساجد مین وہ امور نہین ہے مگر اصل ان چار ارکان وقف سے مساجد خالی نہین یعنی واقف اور شئے موقوفہ اور منافع اور مستحقان وقف کسیکو یہہ شبہہ نہووے کہ مسجد الحرام اور بیت المقدس اور مسجد مدینہ طیبہ پر ان احکام کو قیاس کرنے لگے جو لف آیندہ کو لکھا اسلیئے کہ انکا کوئی شخص واقف نہین ہے وہ زمین واسطے عبادت تجویز کردہ باری ہین خواہ اوسکی صریح حکم سے یا بوسیلہ انبیا علیہم السلام الصلوۃ والسلام بلکہ میری مراد یہان احکام ان مساجد کا ہے جو کسی بندہ نے اپنی مملوکہ زمین کو اپنے ملک سے نکال کر اللہ کی ملک مین کردی قبل اخراج اپنی ملک کے اوس بندہ کو اختیار تھا کہ اوس اراضی مین جو چاہتا

وہ استفادہ کرتا وہ . تعریف مذکورہ سابق اور احکام آیندہ میں شامل ہونگیں مساجد کے واقف خواہ ایک شخص ہو یا جماعت
مسلمین غرض ہو اونکی غرض اور شروط کا اعتبار ضروری ہے مثل دیگر اوقاف کو اسقدر جہ تک کہ خلاف مسئلہ وقف کی شرعی طور سے
نہو بلکہ واقفونکی شرائط ایسی ہی سمجھی جاوینگی جیسے شارع کے احکام ہیں تیسری جلد شامی کے صفحہ ۳۸۳ کے یہہ عبارت
ہے فان شرائط الواقف معتبرة اذا لم تخالف الشرع وهو مالك فله ان يجعل ماله حيث شاء مالم يكن
معصية - ترجمہ تحقیق شرائط وقف کرنیوالونکی معتبر ہیں جبکہ خلاف شرع کے نہوں وہ مالک ہے اوسکو اختیار ہے کہ اپنے مال کو
جسطرح چاہے کرے جبتک کہ نہووے گناہ شامی مطبوعہ مصر کی تیسری جلد کے صفحہ ۴۵۳ کی یہہ عبارت ہے - شرط الواقف کنص
الشارع ترجمہ یعنی واقف نے جو شروط وقف میں کی ہیں مثل شارع کے تصریح کی ہیں، پھر جو وقف پورا زمانے کا ہو وہ
اور غرض واقف یا مستحقین اوسکے مشتبہ ہوں تو ایسی حالتیں میں شہادت سماعی اور رواج قدیم سے ثابت کیا جاویگا کہ فلان
غرض واقف ہے یا مستحقان وقف کون اشخاص ہیں شامی کے تیسری جلد مطبوعہ مصر کے صفحہ ۴۱۱ کی یہہ عبارت ہے -
على انهم صرحوا بان مراعاة غرض الواقفين واجبة وصرح الاصوليون بان العرف يصلح مخصصا - ترجمہ علاوہ اسکے
تحقیق فقہا نے تصریح کی ہے کہ رعایت واقفونکی غرض کی ضروری ہے اور اصولیون نے بیان کیا ہے کہ رواج اوسکی تخصیص کر سکتا ہے کیا
[illegible] شامی [illegible] سئل شیخ الاسلام عن وقف مشهور اشتبهت مصارفه وقدر ما يصرف ا
مستحقيه [illegible] من الزمان من ان قوامه كيف كانوا يعملون فيه والى من يصرفونه فيبنى على ذلك لان
الظاهر انهم كانوا [illegible] الواقف [illegible] المسلمين [illegible] على ذلك فهذا يعين الثبوت بالتسامع
ترجمہ [illegible] شیخ الاسلام [illegible] جو صرف کیجاوے مستحقین کیطرف دونوں معلوم نہوں
فرمایا [illegible] زمانہ گذشتہ [illegible] کسطرح اوسمیں عملدرآمد کرتے تھے اور کسکی طرف اوسکا منافع
[illegible] کہ وہ لوگ [illegible] واقف کیے ہونگے اور ایسا ہی گمان
کرنا چاہیے [illegible] شہادت سماعی کا ہے - جب یہہ مسائل ہو چکے جاننا چاہیے کہ جو مشہور
ہے کہ مسجدیں [illegible] اہل اسلام [illegible] جماعت اہل اسلام پر وقف کی ہو سب مستحقین وقف
ہونگے [illegible] اور [illegible] رواج سے ثابت ہو کہ کس فرقہ کے استعمال میں تھی
[illegible] اہل اسلام مستحقین [illegible] رواج قدیم سے یہ ثابت ہو جاوے کہ بانی مسجد کوئی سنی یا شیعہ

یا مالکی یا حنبلی یا کسی فرقہ کا آدمی ہے اور اوسنے خاص اپنے ہی فرقہ کے آدمیونکے استفادہ عبادت کیلیے بنائی ہے بیشک مستحقان اوسیکا خاص فرقہ ہوگا

دوسرے فرقہ والے مستحقین وقف نہین ہین اگر کسیکو یہ شبہ ہو کہ اگر کوئی شخص اپنی اولاد یا ایک محلہ والون یا محدود اشخاص کیلیے مسجد بناوے تو چاہیے کہ وہی مستحقین وقف مسجد ہون تو جواب یہ ہے کہ اسنے شرط واقف کی لغو ہے کیونکہ مسجد ہمیشہ کیلیے مسجد ہے ایسے مستحقین وقف فنا ہو جاوینگے اور مسجد بوجہ عدم مستحقین وقف قابل تبدیل نہین ہے بخلاف فرقہ حنفی شافعی وغیرہ کے کہ یہہ ہمیشہ کو باقی رہیگا ایسی شرط کوئی خلاف معاملہ وقف نہین ہے ہان غیر مستحقین اگر بلا اجازت مستحقین نماز پڑہ لین جایز ہے اسلیے استفادہ صلوۃ سے کچہہ نقصان مستحقین وقف کا نہین ہے جیسا دیگر اوقاف مثل مقبرہ سقایہ وغیرہ مین ہوتا وہان غیر مستحقان وقف کو بلا اجازت استفادہ جایز نہین ہے بحث یہہ ہے کہ اگر مستحقان وقف نے کسیوجہ سے غیر مستحقین وقف کو روک دیا یا وہ جبراً کبھی داخل ہو سکتے ہین یا نہین ایسی حالتین ہرگز نہین سکتے ہین کیونکہ غیر مستحقین وقف ہین اور مطلق مسجد مین مستحقین وقف جملہ اہل اسلام ہونا ضروری نہین کسیکو یہہ شبہ ہو کہ شرایط مسجد سے اذن عام ہے اوسکا یہہ معنی نہین ہین کہ جملہ افراد بشر کو اذن ہو بلکہ اذن سے جملہ مستحقین وقف مراد ہین اور کیونکر یہہ معنی مراد نہ لیے جاوین حالانکہ فقہا کے نزدیک مسجد کی دو قسم ہین ایک مسجد عام دوسری مسجد خاص یعنی وہ جسکے لیے امام اور نمازی مقرر نہون جیسے راستہ عام کی مسجد یا سرای کی مسجد اور مسجد خاص جسکو مسجد محلہ کہتے ہین وہ ہے جسکے لیے امام اور نمازی

مقرر ہون پہلی جلد شامی مطبوعہ مصر کا صفحہ ۴۰۷ کی یہہ عبارت ہے ۔ والمراد بمسجد المحلۃ مالہ امام وجماعۃ معلومون کما فی الدرر وغیرہ ۔ ترجمہ اور مسجد محلہ سے مراد وہ مسجد ہے جسکے لیے امام اور نمازی مقرر ہون غرض جو مسجد منسوب ہو طرف محلہ یا فرقہ کے اوسکا احکام اور مسجد عام کے احکام مین فرق ہے اگر مسجد محلہ مین جملہ اہل اسلام مستحقین وقف ہونا ضروری ہوتا تو یہہ احکام کسطرح سے درست ہوتے منجملہ احکام کے یہہ ہے کہ محلہ والے اپنی مسجد کو غیر محلہ والونکو روک سکتے ہین عام خواہ وہ حنفی المذہب کیون نہو یا کسی فرقہ اہل اسلام کا آدمی ہون پس معلوم ہوا کہ نمازی مقرر اور قدیم کے سامنے جدید نمازیونکا حق مساوی نہین ہے اور فایق تو کہان ہوتا پہلی جلد غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار کے صفحہ ۲۰۹ کا یہہ ترجمہ ہے تنگی کی صورت مین

اہل محلہ کو اختیار ہے کہ جو شخص اون محلہ سے نہو اوسکو مسجد مین سے نماز سے منع کرین ۔ دوسری جلد ہدایہ کے صفحہ ۶۰۹ کی یہہ عبارت ہے ان

التدبیر فیما یتعلق بالمسجد لاہلہ دون غیرہم کنصب الامام واختیار المتولی وفتح بابہ واغلاقہ وتکرار الجماعۃ اذا سبقہم بہا غیر اہلہ ۔ ترجمہ تحقیق تدابیر متعلقات مسجد حاصل ہین واسطے اہل مسجد کے مثل مقرر کرنے امام اور پسند کرنے متولی اور کہولنے دروازہ مسجد اور بند کرنے کے اور دوبارہ جماعت کرنیکے جبکہ اونسے پہلے غیر محلہ والے پڑہ گیے ہون ان عبارتون سے معلوم ہوا کہ جس مسجد کے جو نمازی مقرر ہون اونکے سامنے جدید نمازیونکا حق مساوی نہین ہے ورنہ اگر جدید نمازی اول سے یہین آکر قدیم نمازیونکو تنگی کی صورت مین کیون نہ حاصل ہے کہ اوسکو روکدین خواہ اپنی ہی فرقہ کا ہو پس معلوم ہوا کہ مستحقان وقف مسجد وہی ہین جو قدیم کے نمازی ہون اور جنکی طرف مسجد منسوب ہو چکی ہے اوسکا حق فایق ہے

بنسبت دوسرے نمازیوں کے اور اسکا مطلقاً ثبوت کہیں نہیں ثابت نہیں ہے کہ مسجد میں کل اہل اسلام کا استحقاق مساوی ہے یہ بات کہ مسجد اللہ تعالیٰ کی ملک ہیں کسی فرد کی ملک نہیں استثنا کیلئے کافی نہیں کیونکہ جملہ اہل اسلام استحقاق میں مساوی ہو جاوینگے کیونکہ جملہ اوقاف اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہیں حالانکہ ہیں ہے واقفین کے شروط اور تعیین منافع اور مستحقان وقف کا اعتبار نہ ہو سولف کو ہرگز یہ شبہ نہیں ہے کہ کوئی شخص آیتہ ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعی فی خرابہا الآیہ سے یہ سمجھتا ہو کہ مسجد میں سے کسیکو کوئی نہیں روک سکتا ہے اور جملہ اہل اسلام کا حق مساوی ہے اسلئے قطع نظر شان نزول آیہ کریمہ خود معنی الفاظ سے بھی یہ ثابت نہیں ہے معنے آیت کریمہ یہ ہیں اور کون زیادہ ظالم ہے اوس شخص سے جو مسجدوں کو اللہ کے ذکر سے روکے اور ان کی اجاڑنے کی کوشش کرے اسکا یہ مطلب ہے کہ جو مسجدوں کی ویرانی چاہے نہ یہ مطلب ہے کہ جو شخص فی الحقیقت اہل اسلام مسجد میں داخل ہو اور اسکو روکے اگر یہ معنی ہوتے کہ مطلقاً جو شخص مسجد میں داخل ہو اوسکو روکنے والے کو ظالم فرمایا تو جناب رسالت مآب نے پیاز اور لہسن کچا کھانیوالوں کو مسجد سے نکالنے کا کیوں حکم فرمایا کیا انکی اس اذیت کیوجہ سے رسول اللہ صلعم نے حکم اخراج کا دیا بخاری شریف جلد دوم کے صفحہ ۸۲ پر یہ حدیث ہے ان النبی صلعم قال من اکل ثوما او بصلا فلیعتزلنا او لیعتزل مسجدنا ترجمہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو شخص کھاوے لہسن پیاز چاہیے کہ جدا رہے ہم سے یا ہماری مسجد سے اگر معنی آیہ کریمہ یہ ہوتے کہ ہر شخص خواہ کیسا ہی ہو اللہ کے واسطے مسجد میں آسکتا ہے اور روکنیوالے کو عذاب الیم ہے نعوذ باللہ منہا آنحضرت صلعم ایسا حکم کیونکر فرماتے جامع الرموز کے صفحہ ۱۰۰ میں یہ عبارت ہے وخوان اکل نحو ثوم ومنع منہ وکذا اکل موذ ولو بلسانہ ترجمہ مکروہ ہے مسجد میں آنا لہسن کچی چیز کھا کر اور ایسا ہی کچی پیاز مولی وغیرہ جس سے بو آتی ہے اور منع کیا جاتا ہے ایسے شخص کو مسجد میں گھسنے سے اور اسیطرح سے ہر شخص جو ایذا دینیوالا ہو اگرچہ اپنی زبان ہی سے ایذا دیتا ہو وہ بھی مسجد سے منع کیا جاتا ہے شامی جلد اول صفحہ ۸۸۴ مطبوعہ مصر کی یہ عبارت ہے قال الامام العینی فی شرحہ علی البخاری قلت علۃ النہی اذی الملائکۃ واذی المسلمین ولا یختص بمسجدہ علیہ الصلوۃ والسلام بل الکل سواء لروایۃ مساجدنا بالجمع خلافا لمن شذ ویلحق بما نص علیہ فی الحدیث کل ما لہ رائحۃ کریہۃ ماکولا وغیرہ وانما خص الثوم ہہنا بالذکر وفی غیرہ ایضا بالبصل والکراث لکثرۃ اکلہم لہا وکذا الحق بعضہم بذلک من بفیہ بخر او بہ جرح لہ رائحۃ وکذلک القصاب والسماک والمجذوم والابرص اولی بالالحاق وقال سحنون لا اری الجمعۃ علیہما واحتج بالحدیث والحق بالحدیث کل من اذی الناس بلسانہ وبہ افتی ابن عمر وہو اصل فی نفی کل من یتاذی بہ ان عبارات نقل سے ثابت ہو گیا کہ جو شخص موذی ہو خواہ بدبو سے یا زبان یا ہاتھ سے وہ مسجد سے نکالا جاسکتا ہے خواہ وہ مسجد رسول اللہ صلعم ہی کیوں نہ ہو لیکن جو مسجد حنفی یا شافعی یا مالکی یا حنبلی یا غیر مقلد اپنے فرقہ کیلئے بنائی ہو وہ مستحق وقف ہو سکتا ہے یا جو حنفی وغیرہ کیطرف منسوب ہیں اور ان میں کہ نماز بھی ہوتی ہو اسکا استحقاق ذاتی ہے کسیکو یہ شبہ نہ ہو کہ مدار کل اس تقریر کا مذہب صاحبین پر ہے امام ابو حنیفہ پر نہیں جواب یہ ہے کہ ہمیشہ سے حنفی کیجاتے ہیں امام ابو حنیفہ کے مقلد نہیں ہیں بلکہ امام ابو حنیفہ کے امام ابو یوسف اور امام محمد اور امام زفر اور امام حسن وغیرہ شاگرد ہیں ان سبکا قول

قول ہی مفتی بہ ہوتا ہی اور عمل در آمد اوسی قول پر ہوتا ہی جس پر فتوی ہو پس تعریف وقف میں مفتی بہ قول صاحبین ہے

مسئلہ ٣٢٨ ولایت وقف بطریق وراثت منتقل نہین ہوتی ہے بلکہ واقف نے جسطرح ولایت کی تفصیل کی ہو اوسی طرح متولی ہونا چاہیے - اگر واقف نے کچھہ تفصیل نہ کی ہو تو خود متولی کو چاہیئے کہ اپنی موت کے قریب جسکو چاہے بمنظوری حاکم متولی کر دے - اور اگر اوس نے بھی نکیا ہو تو حاکم از خود جسکو چاہے متولی بنا دے یا جماعت مسلمین جسکو مناسب سمجھے -

تشریح

آجکل کے زمانہ مین ایک بڑا اندھیر ہو رہا ہے اور تمام اوقاف متولیون کی خیانت سے خرد برد ہوتی چلی جاتی ہین اور وجہ اس کی یہی ہے کہ خلقت نے یہہ سمجھہ رکھا ہے کہ ولایت وقف بھی مانند اور جائداد مثل وراثت کے قابل انتقال ہے - پس اگر متولی کوئی شخص متقی پرہیزگار متدین مقرر کیا جاتا ہے اوس کے بعد اوسکی اولاد خراب حال فاسق فاجر ہوئی اُنھون نے اس خیال سے کہ ہمارا حق ہے اوسپر قبضہ کیا اور مسلمان لوگ اپنے جہل سے بالکل نہین آتے آخر کو وہ جائدادون کے ہاتھون تلف ہو جاتی ہے - حالانکہ وقف مین قانون انگریزی بھی تمادی نہین ہے کیونکہ قبضہ مخالفانہ اس مین ہو نہین سکتا اسواسطے کہ اس جائداد کا مالک اللہ ہے - کوئی شخص نہین کہ جسکے مقابلہ مین قبضہ مخالفانہ کیا جاوے - اسواسطے سب مسلمانون کی خدمت مین التماس ہے کہ ہمتین لگا کر جو جو اوقاف موجود ہین اونکی کوشش کر کے متولیان خائن سے نکالکر کسی متدین کے سپرد کیا کرین اور آئندہ کو جب کوئی متولی فوت ہوا کرے تو جو متدین آدمی ہو وہ وقف اوسکے سپرد کیا جایا کرے اور اگر متولی ہی سے خیانت پائی جاوے خود اوسکو بھی معزول کرنیکا اختیار ہے چہ جائیکہ اوس کے ورثہ کو معزول کرنا - کوئی مسجد اور خانقاہ ایسی نہین تھی کہ جس مین کوئی زمین وقف نہو مگر اب کے مسلمانون نے سب ہضم کر لی ہین - حالانکہ ابتک کاغذات سرکاری سے بہت سی اراضی کا پتہ ملتا ہے - لازم ہے کہ سب مسلمان اس مین سعی کرین اور اجر عظیم پاوین -

مسئلہ ٣٢٩ - اگر موقوف کوئی مکان ہو اور اوسکی سکونت کچھہ خاص اشخاص کے لئے وقف ہو تو مرمت اوسکی اونھین کے ذمہ ہے جو اوس مین رہتے ہین - اگر وہ مرمت سے انکار کرین یا اون مین مقدرت نہو تو حاکم وہ مکان اون سے لیکر خاص مدت پر کرایہ کو دیدے تا کہ اوس کی آمدنی سے اوس کی مرمت ہو سکے - پھر اونھین اشخاص کو رہنے کو دیا کرے

مسئلہ ۱۳۳ - اگرکسی وقف کا کوئی متولّی ہو تو جماعت مسلمین یا حاکم کو بلا وجہ معقول اور خیانت ظاہر کرنے کے اختیار نہین ہے کہ معزول کرین -

مسئلہ ۱۳۴ - وقف اسطرح بھی جایز ہے کہ خود واقف ہی متولّی رہے اور اپنے حین حیات اُس کی پیداوار آپ کھاوے - اور بعد وفات خود اوسکی پیداوار اپنی اولاد کو نسلاً بعد نسل یا کسی حد محدود تک لکھا دے پھر فقراء یا کسی مشاعر دین کے نام کردے -

تشریح

شرع شریف مین کوئی ایسا معاہدہ نہین ہے کہ بعد ازالۂ ملک منتقل کرنے والے کی شروط کا اعتبار کیا جاوے بجز صورت وقف کہ اس مین سب شروط واقف کا اعتبار ہے خواہ اون کا وجود حین حیات وقف مین ہو یا بعد وفات واقف ہو الّا وہ شروط کہ عین معاملۂ وقف کے خلاف ہون یا شرع نے اون کو ناجایز قرار دیا ہو اور دلیل اس کی یہہ ہے کہ وقف مین اگرچہ ازالۂ ملک واقف ہوجاتا ہے لیکن دوسرا شخص بھی مثل ہبہ کے مالک نہین ہوتا ہے - اللہ تعالیٰ کی ملک مین رہتی ہے - پس سب شروط قابل اعتبار ہونگی جس طرح کہ واقف دربارۂ تقسیم پیداوار تشریح کریگا اوسی طرح اوس کا نفاذ ہوگا - مولف سب مسلمانون کی خدمت مین التماس کرتا ہے کہ یہہ صورت حفظ جائداد بہت عمدہ ہے جسکو یہہ خیال ہو کہ میرے بعد میرے وارث جائداد کو تلف کردینگے وہ یہہ صورت کرے لیکن اس کا خیال رہے کہ معاملۂ وقف کو اپنی موت پر معلق نکرے ورنہ پھر وصیت ہوجاویگا ایک تہائی مین نفاذ ہوگا - اور اس صورت مین جب تا حیات خود پیداوار کا مالک رہے اپنی زندگی بسر کرنے سے کون مانع ہے - اور وقف کی آمدنی یہہ کچھ ضرور نہین کہ فقرا ہی کو تقسیم کیجاوے بلکہ امرا کو بھی دینی جایز ہے - اگر مسلمان بھائی اپنی زندگی مین یہ طریقہ اختیار کرین حفظ جائداد اور صدقہ جاریہ ہوگا اور سرکار انگریزی مین بھی یہہ قاعدہ مسلم ہے - بلکہ دفتر رجسٹری مین مثل وصیت کے اسکی بھی جدی کتاب ہے - مولف امیدوار ہے کہ جو صاحب اس معاہدۂ خاص سے انتفاع اُٹھائین اس گنہگار کو بھی دعاے خیر سے یاد فرمائین -

مسائل متفرقہ

مسئلہ ۱۳۵ - ہندوستان مین جو رواج سگائی کا نکاح مین ہے یہ معاہدہ نکاح نہین ہے بلکہ وعدۂ معاہدہ ہے

صفحہ ۴۹۹ جلد ثانی عالمگیری مطبوعہ [illegible]

اگر بعد کو کوئی امر شرعی ایسا ظاہر ہو کہ رشتہ چھوڑ دینے کا باعث ہو تو بہتر ہے کہ فسخ کر دے ۔ مثلاً لڑکا فاسق فاجر ہو یا اور کوئی سبب ہو لیکن بلا سبب معقول اگر فسخ کرے تو وہ فسخ صحیح تو ہے لیکن مجرم الفائے وعدہ کا ہوگا

مسئلہ ۳۴۳ ۔ بعد چھڑانے رشتے کے جو اشیا از قسم خوردنی مثل شیرینی وغیرہ یا از قسم لباس بیٹا بیٹی کے ماں باپ نے ایک دوسرے کو بھیجی ہوں اون کے واپس لینے کے مجاز نہیں ہیں ۔ اور جو زیور وغیرہ کی قسم سے ہوں وہ واپس لیویں ۔

تشریح

قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جو اشیا ایسی ہیں کہ واسطے تقسیم برادری یا ایسی طرح استعمال کئے جانیکے لئے بھیجی ہوں کہ وہ تلف ہوجاویں اون کا اعادہ نہیں چاہئے اور جو اس طرح سے نہیں بھیجیں وہ واپس لیویں ۔

مسئلہ ۳۴۴ ۔ شفعہ کے دعوے میں جو منافع کہ مشتری نے بابت بنائے وجود دعوی شفعہ اور نالش کے حاصل کیا ہو وہ شفیع بین مجرا نہوگا ۔ اور شفیع کو اوس کی نالش کرنیکا مجاز ہے ۔

تشریح

مثلاً فرض کرو کہ ایک شخص نے ایک مکان خریدا اور ایک سال کے بعد شفیع نے دعوی کیا یا زمین خریدی اور سال بھر کے بعد شفیع نے دعوی کیا تو سال بھر کا کرایہ مکان یا پیداوار زمین زرثمن سے مجرا نہوگا ۔ فقط

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب لاجواب مسمی بہ مسائل شریعت از تصانیف جناب
مولوی محمد منفعت علی صاحب مدرس مدرسہ عربیہ دیوبند جو واسطے
وکلا و امیدواران امتحان وکالت کے نہایت
مفید ہے مطبع ہاشمی شہر میرٹھ میں ماہ
شعبان المعظم ۱۳۱۱ ہجری نبوی
طبع ہوئی

اعلان

طالبان مسائل دین و مشتاقان تشریحات شرع متین کو مژدہ ہو کہ یہہ رسالہ پکّے پکّے مسایل رواجیہ مفتیٰ بہا سے نہایت کوشش کیساتھ لکھا گیا اور اسکے فوائد و نتایج نہایت بکار آمد اور مفید عام ہین اسکی فہرست ملاحظہ کرکے مطالعہ کرین فایدہ معتدبہ حاصل ہوگا۔ اس سے پہلے حصّہ اوّل مسمّی بہ فرائض اُردو مولّف نے چھپوائی تھی اُسنے نہایت فایدہ بخشا اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوگئی اب سہ بارہ چھپوائی گئی ہے لہذا یہہ دوسرا جزو حسب خواہش شائقین دوبارہ چھپایا گیا۔ اسلئے سب اہل مطابع کی خدمت مین التماس ہے کہ اس کا حق تصنیف محفوظ ہے کوئی صاحب قصد طبع نفرمائین ورنہ نقصان اُٹھائین گے۔ اور مولّف کی پاس ایک پرچہ کی جنتری دوامی عیسوی منظور شدہ لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر ممالک مغربی و شمالی وا و دھ عجیب و غریب ہی اوسکی قیمت ۲ ہے اور اگر کسی صاحب کو حصّہ اوّل یعنی رسالہ فرائض اُردو کا شوق ہو تو درخواست کے آنے پر روانہ ہو سکتی ہے اوسکی قیمت ۸ ہے۔

المشتہر

محمد منفعت علی مدرس عربی مدرسہ عربیہ اسلامیہ

دیوبند ضلع سہارنپور